بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعون توفیق حضرت حق سبحانہ این کتاب مستطاب منظور نظر اولی الالباب گشتہ

کتاب المکاتیب والرسائل

مشتمل بر مصنفات و مکتوبات رسالہ کہ ہر یک از ان کتابیست جامع مسایل شریعت و جامع فوائد طریقت

در مطبع احمدی واقع دہلی طبع شد

اجمال احوال برکت اشتمال حضرت مؤلف جامع الکمال علیہ رحمۃ اللہ المتعال

شیخ عبد الحق دہلوی قدس سرہ

زمزمہ اشتہارش گوش جہانیان را نواختہ و خامۂ مورخان بتحریر مناقب ہمایونش اجمالاً و تفصیلاً پرداختہ سطری چند بر لوح سنگی نقش کردہ در قبہ مزار فایض الانوارش تعبیہ کردہ اند درین جریدہ بر عبارت لوح اکتفائی رود

——— وآن این است ———

مجملے از احوال کرامت منوال این شیخ وقت مقتدای زمان صاحب المفاخر ابو المجد عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ آنکہ از مبادی شعور بطلب حق و طلب علم کمر بستہ نزدیک بآوان بلوغ اکثر علوم دین بتحصیل کرد و در سن بست و دو سالگی از ہمہ آن فارغ شدہ و کلام مجید از بر گرفتہ بر مسند افادہ نشست و ہم در عنفوان جوانی جاذبۂ الٰہی در رسید یکبارہ دل از یار و دیار بر کندہ متوجہ حرمین محترمین گشت و مدت مدید بآن مقامات شریفہ اقامت ورزیدہ با قطاب زمان و اولیای کبار صحبتہا داشتہ بود و ایام ارجمند در خدمت ارشاد طالبان اختصاص یافت علاوہ آن تکمیل فن حدیث نمودہ بابرکات فراوان بموطن مالوف مراجعت فرمود و مدت پنجاہ و دو سال بالجمعیت ظاہر و باطن تمکن یافتہ بتکمیل فرزندان و طالبان بجا آورد و بنشر علوم سیما علم شریف حدیث پرداختہ بہ نہجے کہ در دیار عجم احدے را از علمای متقدمین و متاخرین دست ندادہ ست ممتاز و مستثنیٰ گردید و در فنون علمیہ خاصۃً فن حدیث کتب معتبرہ تصنیف کرد چنانکہ علمای زمان اعتنا بآن ورزیدہ دستور العمل خود دارند و اہل دانش از خواص و عوام بجان خریداری می نمایند تصانیف این فیاض والا از صغیر و کبیر بصد مجلد و بحسب شمار ابیات بہ پانصد ہزار رسیدہ ست در محرم ۹۵۸ ہجری این نوزائیدہ پرتو ظہور بعالم مختصر داد و در ۱۰۵۲ ہجری بتمام آگہی و کشادہ پیشانی بعالم قدس خرامید تاریخ ولادت شیخ الف یا

وتاریخ رحلت فخر العالم ست فقط (ہکذا فی کتاب مآثر الکرام)

فہرست اسمای رسایل و مکتوبات شریف حضرت سند المحدثین شیخ عبد الحق محدث دہلوی الحجازی قدس اللہ سرہ

نمبر شمار	صفحہ	نام رسالہ ہا	اسمای مکتوب الیہم	نمبر شمار	صفحہ	نام رسالہ ہا	اسمای مکتوب الیہم
۱	۳	سلوک طریق الفلاح عند فقد التربیۃ بالاصطلاح	بخدمت خواجہ محمد باقی قدس سرہ	۱۸	۹۱	سلوک اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل	بنواب خانخانان
۲	۷	اصول الطریقۃ لکشف الحقیقۃ	ایضاً	۱۹	۹۶	صدق العشق والاودام فی طلب المقصد والمرام	ایضاً
۳	۱۳	تبیین الطریق لاہل الارادۃ	ایضاً	۲۰	۹۸	تثبیت القدم علی الاصطبار	شیخ ابو الفیض فیضی
۰	۰	بالتزام وظایف الخیر والعبادۃ	۰	۲۱	۹۹	تجدید الذکر فی بیان حقیقۃ الشکر	بنواب میر قطب خان
۴	۱۶	تنبیہ اہل النہی بتفاوت حال الابتدا والانتہا	ایضاً	۲۲	۱۰۲	اتحاف الاجتہ ببیان حدیث المحبۃ	بنواب خانخانان سپہ سالار
۵	۱۹	تحصیل الکمال الابدی باختیار فقر المحمدی	ایضاً	۲۳	۱۰۶	ترک الاختلاط والمجانبۃ عن صحبۃ الاختلاط	شیخ اسمٰعیل
۶	۲۸	قمع الآکام باختلاف احوال المشایخ واقوالہم فی السماع	ایضاً	۲۴	۱۰۸	تسبیب الخیر لدفع الضیر	بنواب سید فرید مرتضیٰ خان
۷	۴۲	ورود الامداد بالاستقامۃ علی الاوراد	ایضاً	۲۵	۱۱۱	کشف اسرار نظام عن بیان الحال والمقال والقلم	بر کن السلطنت سید
۸	۴۷	رعایۃ الانصاف والاعتدال فی عقائد	بشیخ عبد الصمد نیازی رحمہما اللہ	۲۶	۱۱۵	سلوک طریق الفجاج بالاجتناب عن الاعوجاج	۰
۰	۰	الصوفیۃ من ارباب الاحوال		۲۷	۱۱۸	کشف الالتباس بتحقیق الکسب والاختیار	۰
۹	۵۱	ایراد العبارات الفصیحۃ فی شرح قولہ	۰	۲۸	۱۲۱	ترک الاختیار والتدبیر بالاکتفاء بتدبیر التخییر	۰
۰	۰	علیہ السلام الدین النصیحۃ		۲۹	۱۲۵	تحقیق الیاس عن قبول ایمان الیاس	۰
۱۰	۵۹	اقامۃ المراسم فی اعمال الموسم	۰	۳۰	۱۴۲	وجوہ الفتاوی فی حدیث الذباب الذی یقع فی الاناء	بر ہمنے از خویشتن
۱۱	۶۳	تقریب الالحان لمناصحۃ الخلان	۰	۳۱	۱۵۲	سلوک طریق تعلیم مبانی حقیقۃ الرضا والتسلیم	ایضاً
۱۲	۷۰	اختیار الانفراد والتخلی لانتظار الکشف والتجلی	بنواب خانخانان سپہ سالار	۳۲	۱۵۷	مشاہدۃ الابرار بین التجلی والاستتار	۰
۱۳	۷۳	تحصیل المطلوب بانتظار المحبوب	بر کن السلطنت نواب مرتضیٰ خان	۳۳	۱۶۰	التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علی خلق اللہ	بنواب مرتضیٰ خان
۱۴	۷۷	تذکیر اولی الاحلام بان لذات الدنیا کلہا آلام	بنواب خانخانان	۳۴	۱۶۶	ہدایۃ الانام الی التمسک بالشریعۃ والاحکام	۰
۱۵	۸۰	رفع صوت النحیب بالم ضعف المشیب	بشیخ ابو الخیر مبارک	۳۵	۱۷۲	تنبیہ اولی الالباب لمواظبۃ علی الآداب والاحزاب	۰
۱۶	۸۳	تقسیم الانام علی اربعۃ اقسام	بنواب میر قطب مرتضیٰ خان	۳۶	۱۷۴	استیناس النوام القدس بشرح دعاء الانس	۰
۱۷	۸۴	تنبیہ الغافلین لفضائح الدنیا وما یلہیہا	بعقیدہ و واقعہ حلیت	۳۷	۱۸۲	تجلیۃ القلوب بتقدیس الملکوت بشرح	۰
				۰	۰	دعاء القنوت ؛	

اکبر بادشاہ

نمبر	صفحہ	نام رسالہ ہا	اسمائے مکتوب الیہم
۳۸	۱۸۸	تحصیل البرکات ببیان معنے التحیات	۔
۳۹	۱۹۱	تثبیت الفواد بتصور عظمۃ رب العباد	بشیخ نور الحق
۴۰	۱۹۴	دفع الکسل بالمواظبۃ علی العمل	۔
۔	۱۹۹	**تکملہ**	۔
۴۱	۲۰۰	تنویر القمرلیلۃ البدر فی تصویر معنے	۔
۔	۔	شرح الصدر	۔
۴۲	۲۰۶	تدقیق البیان فی ایجاب شکر المزید	۔
۔	۔	وتبکیت بعض اہل الحجۃ والتوحید	۔
۴۳	۲۱۰	تحقیق الدعاء والاستمداد بلسان الحال	۔
۔	۔	والمقال والاستعداد	۔
۴۴	۲۱۴	طی لسان القلم ببیان الراحۃ الا فی العدم	۔
۴۵	۲۱۷	اظہار الحسرۃ والاستعجاز بتقصیر النفس فی صلاح المعاد	۔
۴۶	۲۲۱	حرقۃ الجنان بمبنی الکشف والعیان	بشاہ الوہ المعالی قدس سرہ
۴۷	۲۲۷	طیب المذاق بوجدان الذوق فی مقام الاطلاق	۔
۴۸	۲۳۲	حراسۃ الایمان عن مکاید النفس والشیطان	۔
۴۹	۲۳۸	توصیۃ الاصحاب بالصبر فی جمیع الابواب	۔
۵۰	۲۴۳	تنبیہ اہل الفکر برعایۃ آداب الذکر	۔
۵۱	۲۵۱	تذکرۃ اہل الذکر ببیان فضیلتہ علی الفکر	۔
۵۲	۲۵۶	الاعتصام بحبل الصبر والثبات عند	بشیخ نور الحق
۔	۔	اجتماع اسباب اللذات ؛	علیہ الرحمۃ
۵۳	۲۵۹	تسلیۃ الاحزان والاعجاب بالخوض فی حضرۃ	۔

نمبر	صفحہ	نام رسالہ ہا	اسمائے مکتوب الیہم
۵۴	۲۶۲	تذکیر اہل المجاہدۃ بان الکتابۃ عین المشاہدۃ	۔
۵۵	۲۶۵	تبصر الاغنیاء بان المقرر آۃ جمال الغنا	۔
۵۶	۲۶۸	استقاء اعتاب الاجساد والاشباح عند	۔
۔	۔	ملاقات القلوب والارواح	۔
۵۷	۲۷۲	ذکر الاحوال والاقوال منبہۃ علی رعایۃ	۔
۔	۔	طریق الاستقامۃ والاعتدال	۔
۵۸	۲۸۳	تحصیل الغنایم والبرکات بتفسیر	۔
۔	۔	سورۃ والعادیات	۔
۵۹	۲۸۶	ترجمہ مکتوب النبی الاہل فی تعزیۃ	۔
۔	۔	ولد معاذ بن جبل ۔	۔
۶۰	۲۸۸	ایراد العبارات ببیان اہل الاشارات	بشاہ الوہ المعالی قدس سرہ
۶۱	۲۸۹	انطلاق اللسان بشکایۃ حال الہجران	۔
۶۲	۲۹۲	اظہار القلق والاضطرار فی حصول المطلوب	۔
۔	۔	بلا ارتیاب	۔
۶۳	۲۹۶	توصیۃ الاخوان بالصبر علی جفا اہل الزمان	۔
۶۴	۲۹۹	طلب الغور فی قصۃ سفر لاہور	بشیخ نور الحق دہلوی
۶۵	۳۰۷	سلوک الطریقۃ علی نہج الحقیقۃ	۔
۶۶	۳۱۰	تسلیۃ السائل بین المسائل	۔
۶۷	۳۱۶	وجدان البرد باستشمام الورد	۔
۶۸	۳۱۸	جمع کلمات العارفین من اہل الصدق	۔
۔	۔	**تمت**	۔

تعمیم فائدہ اہل دانش و دین وہم تعمیل وصیت وارشاد جناب مؤلف زبدۃ العارفین قدس سرہ کہ فرمود در نشر و تکثیر مؤلفات فقیر بتقصیر از خود راضے نباشند الی آخرہ - بیاوری توفیق یزدانی و تائید آسمانی خواستم کہ این شاہد معنی را بحلیہ طبع محلے کردہ شود و بنا بر آن بصد تلاش و تردد بسیار بعون عنایت وی سبحانہ نسخہ ہای معتمدہ قدیمہ وجدیدہ این کتاب مستطاب از بلاد نزدیکے و دور مانند دہلی و اجمیر و لکھنؤ و رامپور بہم رسانیدم و مدتے سرگرم استنساخ و تصحیح و مقابلہ و حل لغات و تنقیح عبارات و توضیح اشارات بودم زیرا کہ گرم جولانیہائے اقلام ناسخین بمضمار صفحات چہ محو و اثبات ہا کہ واقع می شود و پس از فراغ مقابلہ و تصحیح یک نسخہ را بمطبع سپردم و باوجود ضیق فرصت اوراق کتابت مطبع را من الاول الی الآخر مرۃ بعد مرۃ پیش از طبع و اخری بعد از طبع بتحقیق نظر و تعمق بصر خود دیدہ حتے الامکان در تصحیح و مقابلہ سعی بلیغ بجا آوردم و در اول کتاب بعضے از احوال برکت اشتمال حضرت مؤلف جامع الکمال قدس سرہ و فہرست اسماء رسایل این مجموعہ را اضافہ کردم و در آخرش بغرض رفع اغلاطے کہ در ہنگام طبع روی نمود صحت نامہ اضافیہ نمودم و اختلافات نسخ را نیز بر حواشی درج کردم و بریخے از عمر گرانمایہ بر و خرج - فالحمد للہ کہ برغم کوائف مریبہ این زمان کہ اکثرے از کتب متداولہ را بسہو ناسخین و عدم اعتنای کاتبین و کم توجہی طالبین رقم مسخ و نسخ بر ناصیہ صورت و معنی میکشد کما لا یخفی علے اولے الہمتے بفضلہ تعالے این مجموعہ شریفہ و نسخہ صحیحہ بطور یکہ دل خواستہ بود بزیور طبع و حلیہ صحت آراستہ آمد اکنون امیدواری از فضل حضرت باری اینست کہ چون اہل دانش بجان و دل خریدارش نمایند و از مواید فوایدش حظی ربایند سعی فقیر را کہ ہم زر و ہم نظر را نذر طبع و صرف تصحیح نمودہ ست بنظر گرامی داشتہ بدعای خیر یاد آرند و اگر احیانا بسہوی رسند از راہ کرم معفو دارند کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود ؎ والعفو عند کرام الناس مامول ؎ و آرزومندم کہ اگر توفیق ایزدی یاوری بخشد من بعد کتب و رسایل دیگر ہم از تالیفات شریفہ و تصنیفات لطیفہ حضرت شیخ اجل محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان را پس از خدمت تصحیح و تنقیح بنظر افادہ خاص و عام اہل اسلام بطبع در آورد و سرمۂ دیدۂ اولے الابصار نمایم و بدین وستاویز آبروے اخلاص و ایمان فراافزایم و باللہ التوفیق -

وانا العبد الفقیر الحقیر الراجی عبد اللہ المدعو **بمحمد انوار الحق** حقی القادری الدہلوی

تاب اللہ علیہ وغفر لہ ولوالدیہ وصلے اللہ تعالے علے اخیر

خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ

واتباعہ اجمعین -

التماس

حامداً ومصلیاً ومسلماً

اما بعد بر ضمیر منیر ناظرین اولی الالباب مخفی نماند کہ این کتاب مستطاب مجموعہ رسائل و مکاتیب حضرت سید المحدثین سید المحققین قدوۃ المدققین زبدۃ السالکین عارف جلیل جہبذ نبیل مصدوق علمای امتی کانبیاء بنی اسرائیل برگزیدۂ جناب باری سند وحجتے حضرت شیخ اجل ابوالمجد **عبد الحق** محدث دہلوی البخاری قدس اللہ روحہ داوصل الینا برکاتہ وفتوحہ مشتمل بر شصت و ہشت رسالہ کہ ہریکے ازان بجائے خود گنجینہ نافع مسائل مفیدۂ شریعت وجامع فوائد گزید طریقت در تذکرات ایمان و اسلام وہدایات مسلک شرایع واحکام وموظبت اعمال ومراسم والتزام اشغال موسم ومراقبت وظائف واوراد ومداومت توجہ واستمداد وصلاح مبدا ومعاد وصبر بر بلا وتسلیم در حضا ورضا بقضا وفقر وغنا وخوف ورجا وبقا وحال وقال وارادت وسماع ومحبت واتباع ورعایت وشفقت ومجاز وحقیقت وذکر وفکر وذوق وشوق وطریق رشح در مہمات کلام مشایخ وشرح دعاے قنوت والتحیات وبیان معانے دعاے انس والعادیات طالبان راہ حق راجادہ است قویم وسالکان طریق یقین راصراط مستقیم منبع انوار توجہ وشہود ومثمر آثار ذوق وحضور کہ مطالعہ او نوری دیگر وحضوری دیگر آرد چنانچہ در بعضے از رسایل این مجموعہ وصیت بمداومت خواندنش فرمودہ اند حیث قال یعنی لک ایہا الطالب مطالعتہا فی کل یوم مرتین او مرۃ والا فی جمعۃ ودر بعضے ازان فرمودہ کہ نافع ترین کارہا درین زمانہ مطالعہ کتب قوم است کہ در باب نصایح وتہذیب نفس نوشتہ اند طالبان خیر وقابلان کار را بسے موثر ومفید اُفتد وباعث عمل را قوی گرداند وعقد ایمانی را تازگی ونوی بخشد وبجائے دیگر بحق ہمین مجموعہ مکاتیب فرماید کہ شگرف حریفی است وحوبہم نشستے است شاید در وقتی سخنی گوید کہ بکار آید ودر دل نشیند اگر گاہی آنجموعہ را نگاہی میکردہ باشند دور نباشد گاہی چہ باشد وصیت میکنم کہ یکبار از اول تا آخر حرف بحرف عبور نمایند کہ ردی بجانب راہ راست ودر طبیعت انصاف گوارای دارد وگاہ گاہ در اوقات خلوت جلیس وقت وانیس حال سازند وذوقی دیگر ولذتے دیگر خواہد آورد وانتہی قولہ ایجاز وحضرت حق سبحانہ وتعالی تمامے تالیفات محفوفہ البرکات حضرت شیخ اجل قدس سرہ راہم از عہد برکتش آنزیہ کرشمے دشہرتے وقبولے عظیم وفخیم ارزانی فرمودہ کہ ہر نقطہ از رشحات خامہ فیض بارش در قلوب اہل علم ودین چون نقطۂ سویدا دلنشین آمدہ ودر چشم ارباب بصیرت مانند مردم دیدہ جاگزین گشتہ چنانچہ از لوح مزار فایض الانوار کہ در سر آغاز این نسخۂ مطبوعہ منقل رسیدہ شاہد عادل برین مدعاست این عبارت کہ منشور علوم سیما علم شریف حدیث پرداختہ بہ نہجیکہ در دیار عجم احدی را از علمای متقدمین ومتاخرین دست زادہ است ممتاز ومستثنے گردید ودر فنون علمیہ جامعہ فن حدیث کتب معتبرہ تصنیف کرد چنانکہ علمای زمان اعتنا بدان ورزیدہ دستور العمل خود دارند واہل دانش از خواص عوام بجان خریداری می نمایند انتہی اقتضا این فیاض والا گہر از صغیر وکبیر بصد مجلد ومحبت شما را بیات بیان صد ہزار رسیدہ است انتہی رائین قبول عامہ خود طرز جز بفضل حضرت پروردگار صورت نمیتواند بست آری **شعر** بمقبولے کسے ادست رس نیست مراد خاطر اندر دست کس نیست + بالجملہ چو اجزاء مجموعہ مکتوبات شریف حضرت ایشان درین جزو زمان کمیاب شدہ بود ارباب

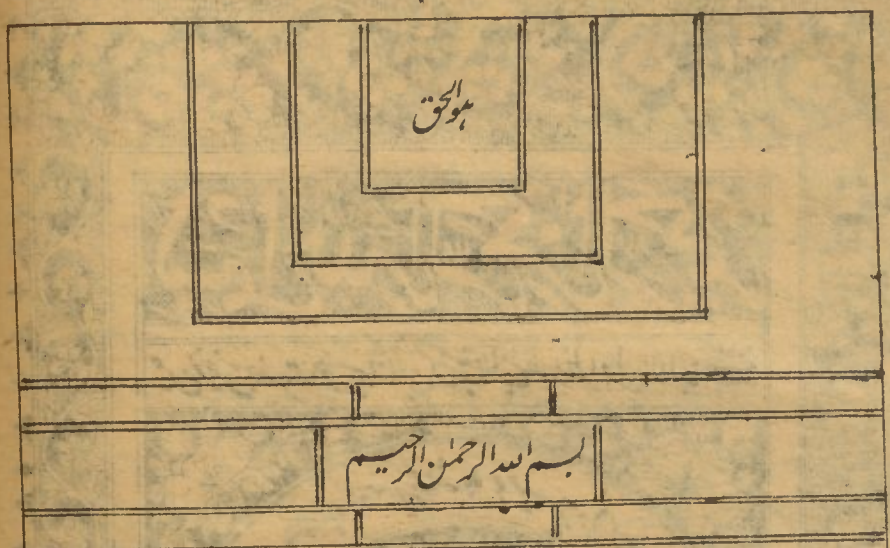
بسم الله الرحمن الرحيم

بیمن توفیق حضرت حق سبحانه این کتاب مستطاب منظور نظر اولی الالباب یعنی

کتاب المکاتیب والرسائل

مشتمل بر سی و دو رساله که هر یک از ان کتابیست جامع مسایل شریعت و جامع فواید طریقت

در مطبع ... طبع شد



بسم الله الرحمن الرحیم

الٰہی لا احصی ثناء علیک وصلوٰۃ علی نبیک الداعی الیک انت کما اثنیت علی نفسک وھو کما صلیت علیہ فی کتابک الذی لا یاتیہ الباطل من خلفہ ولا من بین یدیہ بحقیقت محمد خدا ولغت مصطفی را جز خدا کسے نیارد گفت وگوہر این راز را جز دست قدرت حق نتواند سفت از انکہ ہیچ احدے او را چون خدا نشناسد چنانچہ خدا را چون وی ہیچکس نشناخت خداست وبندہ خدا خدا ست وبندہ او دیگران ہمہ طفیلے اویند اللھم احمد ذاتک بذاتک وصل علی محمد افضل صلوتک وعلی آلہ وصحبہ وسلم اما بعد فقیر حقیر عبد الحق بن سیف الدین دہلوی را جملہ از رسایل ومکاتیب بود باقتضای وقت ومناسبت حال املا کردہ بعضے بجہت احباب واصحاب از اہل سلوک وارادت نوشتہ وبرخی بجانب بعضی امرائے وملوک از اہل سعادت فرستادہ وپارۂ در نصیحت نفس خود کہ نزدیکتر ونیازمندتر از ہمہ است ابلاغ نمودہ واین بندہ مامور ست کہ جز در ابواب دین وملت کہ باعث ترویج وتجدید شریعت وموجب حفظ عقاید واحکام سنت باشد تکلم نکند واز دائرۂ اعتدال وحیطۂ احتیاط بیرون نیفتد وباشارات وجودیہ وتاویلات باطنیہ دست نزند وصیت مشایخ در حق ایں کمین امنیت ولا تتکلم بالحقایق والدقایق بل بیبین للخلق علم المعاملات ومایتنبہون بہ عن العیوب ولا تقدم علم الباطن علی الظاہر ولا تکتفی بالظاہر عن الباطن بحکم این وصیت طریقہ این ضعیف در اکثر

احوال در تالیف و تصنیف نقل و ترجمهٔ عبارات قوم و رجوع بکلام ائمهٔ دین که جامع طریقین و متفق علیه فریقین اند و تبریه و تنزیه ساحت این مقام از فضول کلام افتاده و بحقیقت این طریق را اسلم و احکم یافتم در اتقان معنی و اعتبار سخن و احتراز از طغیان قلم و زلت بیان یارب مکرر در ضمن بیان سخنی در آورده شود شرح مقام و رفع ابهام و اشکال سخن اصل را که آن نیز در حکم اصل خواهد بود امید که بنظر قبول و اصلاح ارباب دین در آید و بعین عنایت ایشان ملحوظ گردد و طالبان راه حق و سالکان صراط مستقیم را مفید و نافع افتد و نقاب حجاب از چهرهٔ مقصود بردارد انه قریب مجیب و ایاه ارجو و الیه انیب —

لا اله الا الله | الرسالة الاولی سلوک طریق الفلاح عند فقد التربیة بالاصطلاح | محمد رسول الله

الحمد لله الصلوة و السلام علی رسول الله و علی آله و اصحابه هداة طریق الحق و محیی دین الله شخصے آمد و رقعه از انجناب بجانب این ذرهٔ حقیر آورد و مرا ازان تعجب روی نمود از دو وجه یکی آنکه با وجود آن مستغرق حالت سکوت و حضور که عنایت حق جل و علی نصیب ایشان گردانیده ست چگونه التفات باین عالم آورده اند و عجب تر آنکه این حقیر را باین سخن که جز باهل آن نتوان گفت مخاطب ساخته و اعتبار نموده این فقیر را کجا اهلیت آن و مناسبت بدان که باچون منی بی مایه این سخن در میان توان آورد اما چون ایشان را باین وادی آورده اند بیشک در اینجا سری خواهد بود یکی از اوصاف صادقان راه انست که یفید لکل مستفید و یستفید من کل مفید فقرهٔ ثانی اگر مصدوق این بنده ست کلیه اولے مصداق حال ایشان خواهد بود بیت یقین میدان که شیران شکاری * درین ره خواستند از مور یاری * یکی از طالبان راه گفته ست اذا وجدت من هو اعلم منی فذلک یوم استفادتی و اذا وجدت من هو دونی فذلک یوم افادتی و اذا وجدت من هو مثلی فذاک یوم مذاکرتی و اذا لم اجد احدا من هولاء فذلک یوم مصیبتی باری درین زمانه که مائیم سخن نیز غنیمت ست تا بعد ازان توفیق کار کرا بخشند و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر در رقعهٔ شریف مذکور بود که حیرے در کار ست که نه قوت آنکه بپای مردی طلب مجازی مجاهده کند و نه چشم آنکه محق را از مبطل نداند

69452

ساخته دست بفتراک صاحب دولتے زند علم شریف محیط خواهد بود بانکه این در دراد رین تاه
علاجے پیدا نیست کدام طالب صادق که باین مصیبت خون در جگر نباشد و باین حسرت در مانده
نبود و انچه از کلمات بعضے عرفا لایح میگردد آنست که این مرد شناسی و ولی یابی بیرون
دائره وسع و طاقت طالب ست باوجود ضوابط و موازین که برائے معرفت اینکار نهاده اند
و تعیین نموده و گواهی میدهیم که آن ضوابط و قواعد حق ظاهر ست و بجا و ازان تعسف ظاهر
اما هنوز کار مشکل ست و نقاب حجاب و ابهام بر جمال مقصود حائل گویند که طریق منحصر است
در آنکه یکی از صاحب دلی الفتے دست دهد در نصیبورت اگرچه مدت صحبت قصیر باشد کار تمام ست و بالفت
الفت اگر سالها صحبت اتفاق افتد فائده ندارد و نتیجه نیارد و اصل همین محبت و الفت ست صحبت
ممتد باشد یا کوتاه لا اله الا الله محمد رسول الله اکنون معلوم شد که دریافت اولیا و صحبت مردان
و استفاده و اقتباس نور ولایت بسعی پاے طلب عادی و بزور بازوے قوت ممیزه نیست مگر وی
سبحانه و تعالے عنایتے فرماید و گره ازین کار بکشاید بهمه حال براه ناامیدی نباید رفت و از دعا
و سوال این مطلب و الحاح و اضطرار دران نباید نشست که وی عز و علی اجابت کننده دعا
و عطا باش فقراست انه علی کل شئ قدیر نقلے چند مناسب مقصود و جامع مطالب از حضرات
مشایخ حاضر و قلمست نوشته میشود مطالعه آن و تکرار و تردد نظر دران بغایت مؤثر و منور
می نماید بهتر که بذکر آن پردازد و عبارت ایشان را بعینها ایراد نماید که آن بطریقه احتیاط اقرب
و از آلودگی تصرف اینجانب ازکی و اطهر خواهد بود فرب حائل فقه الی من هو افقه منه قال الشیخ
ابو العباس الخضرمی رضی الله عنه ان تفعت التربیته بالاصطلاح و لم یبق الا الافادة بالهمة و الحال
فعلیکم باتباع الکتاب و السنة من غیر زیادة و لا نقصان و ذلک جار فی معاملة الحق و النفس و
الخلق فاما معاملة الحق فبثلاث اقامة الفرائض و اجتناب المحرمات و الاستسلام للاحکام و اما
معاملة النفس فبثلاث الانصاف فی الحق و ترک الانتصاف لها و الحذر عن غوایلها فی الجلب و
الدفع و الرد و القبول و الاقبال و الادبار و اما معاملة الخلق فبثلاث توصیل حقوقهم الیهم و التعفف

عمافی ایدیهم والفرار مما یغیر قلوبهم الا فی حق واجب لامحید عنه وکل مرید مال لرکوب الخیل واثر
المصالح العامة او اشتغل بتغیر المنکر فی العموم او توجه للجهاد دون غیره من الفضایل معه حالة کونه
فی فسحة منه اوارادا ستیفاء الفضایل او تتبع عورات اخوانه متعللا بالتحذیر او عمل بالسماع علی وجه الدوام
او اکثر الجمع والاجتماع للتعلم وتعلیم او مال لارباب الدنیا بقلة الدیانیة او اخذ بالرقایق والدقایق
دون المعاملات وماینبه عن العیوب او تصدر للتربیة من غیر تقدیم شیخ او امام او عالم او اتبع کل ناعق
وقایل بحق او باطل من غیر تفصیل لاحواله او استهان بمنتسب لله وان ظن عدم صدقه بعلامة او مال
للرخص والتاویلات او قدم الباطن علی الظاهر او اکتفی بالظاهر عن الباطن او اثنی من احدهما
بمالایوافق علیه الآخر او اکتفی بالعلم عن العمل او بالعمل عن الحال او بالحال عنهما اولم یکن له اصل
یرجع الیه فی علمه وعمله ودیانته من الاصول المسلمة فی کتب الائمة ککتب ابن عطاء الله فی الباطن
وخصوصا التنویر ومدخل ابن الحاج فی الظاهر وفی کتاب شیخه ابن ابی حمزة ومن تبعهما من المحققین فهو
هالک لانجاة له ومن اخذ بهما فهو ناج مسلم ان شاء الله تعالی والعصمة منه والتوفیق وقد سئل
رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم عن قوله تعالی علیکم انفسکم الآیة فقال اذا رایت شحا مطاعا وهوی
متبعا واعجاب کل ذی رای برایه فعلیک بخویصة نفسک وقال علیه الصلوة والسلام فی صحف ابراهیم
علیه السلام وعلی العاقل ان یکون عارفا بزمانه ممسکا للسانه مقبلا علی شانه وعلی العاقل
ان یکون له اربع ساعات ساعة یحاسب فیها نفسه وساعة یناجی فیها ربه وساعة یفضی فیها
لاخوانه الذین یبصرونه بعیوبه ویدلونه علی ربه وساعة یخلی فیها بین نفسه وبین شهواتها المباحة
او کما قال رزقنا الله ذلک واعاننا علیه ووفقنا به وصحبنا بالعافیة فیه فانه لاغنا لنا فی عافیته
وهو حسبنا ونعم الوکیل وصلی الله علی سیدنا محمد وآله وصحبه وسلم تسلیما کثیرا دایما ابدا الی یوم الدین
ولاحول ولاقوة الا بالله العلی العظیم شیخ ذکره الله بالخیر معنی تربیت اصطلاحی چنین تصویر وتقریر
میفرمودند که در زمان قدیم مشایخ بودند مرشد ومکمل که بنای رابطه وخلوات بر صفت خاص
مینمودند وطالبان را دران خلوات می نشاندند دوام طعام وشراب ایشان را بر موازین مصلحت

واجتهاد معین می ساختند و با هر یکے ذکرے خاص و شغلے مخصوص تلقین و تعلیم میکردند و جز برای ادای
فرض نماز بجماعت یا بجهت ضرورت دیگر بیرون نمی آوردند و دران وقت نیز نظر بر قدم داشته
سر و چشم بگوشه رداپیچیده و نظر از التفات بیمین و شمال و زبان از غیر ذکر نگاه میداشتند و در هر
روزی و شبی مثلاً یکبار و دو بار از کیفیت احوال و خواطر و ارادات و معاملات پرسیده برانچه
مصلحت وقت و موافقت مزاج و صلاح کار باشد از تغیر حال طعام و شراب و شغل و ذکر تصرف
میفرمودند همین صفت بعینها در رنگ معالجه طبیب حاذق مر مریض را تسلیک نموده
هر یکے را بعد از مدتے معین بعضے را یک و بعضی را شش ماه و بعضے را یک از بعین و بعضی را زیاده
و بعضے را کم ازان خلوت کامل و واصل می برآوردند اینست مراد تربیت صطلاحی و اینچنین
بود طریقه تربیت قدما مر طالبان را و این نوع تربیت درین زمان منعدم شده و انقطاع
پذیرفته است و لم یبق الا الافادة بالهمة و الحال مراد همت و حال شیخ مرشدست میفرمودند
که افاده و ارشاد بهمت و حال چنان باشد که شیخ طالب را در ظاهر بتعلیم احکام شریعت و
ارشاد آداب طریقت مشغول دارد و در باطن همت و حال خود را باندازهٔ قوت و نفوذ بے
که دارد بتدریج و تسلیک طالب برگمارد و بقول و عمل و حال ارشاد و تکمیل وی کند اینطریقه
نیز بعد از مدتے بر تفاوت استعداد و استمداد و توجه و اعتقاد طالب همت و حال و تصرف
و کمال شیخ تاثیری پیدا آرد و بتاثیر صحبت و نفوذ همت نورانیت و صفای احوال شیخ
طالب سرایت کند اینست طریق افاده بهمت و حال میفرمودند که اینطریق درین زمان
باقی ست و افراد مشایخ که طالبان را باینطریق تسلیک میفرمایند موجود اند و ذلک ایضاً نادر
و میفرمودند که مشایخ را درین طریق نیز در روش ست بعضے در ابتدای کار طالب را باختیار
از مالوفات عادت و مانوسات طبیعت و از اوضاع و اطوار سابق که دارد بیرون آرند
بعد ازان ایشانرا در کار حق و روش طریقت استعمال نمایند و بعضے دیگر طالبان را هم
بحال خود بگذارند و در اخراج ایشان از مالوفات استعجال نکنند تا بتانی و تدریج بامداد و اعانت

همت و حال و سرایت صفا و نورانیت باطن و مدتی که خدا خواسته باشد خود بخود از ظلمات رذائل برآمده بانوار حمایه متصف شوند میفرمودند که اینطریق اقرب و اسهل و ارفق ست و طریقه شیخ ما در تربیت مریدان همین طریق بود و الله الموفق انتهی کلام الشیخ و در لزوم اقتدا بشیخ مرشد یا اکتفا بعلم و تتبع کتب مشایخ در سلوک اینطریق نیز تفصیل و اختلافست قال الشیخ الکامل العامل العالم العارف القیم الفاروق سیدی احمد الشهیر برزوق فی کتاب قواعد الطریقه فی الجمع بین الشریعه و الحقیقه قد تشاجر فقراء الاندلس من المتاخرین فی الاکتفاء بالکتب عن المشایخ ثم کتبوا للبلاد و استفتوا فیه العلماء فکل اجاب علی حسب فتحه و جملة الاجوبة دایرة علی ثلاث اولها النظر للمشایخ فشیخ التعلیم یکفی عنه الکتب للبیب حاذق یعرف موارد العلم و شیخ التربیة یکفی عنه الصحبة لدین عاقل ناصح و شیخ الترقیة یکفی عنه اللقاء و التبرک و اخذ کل من وجه واحد ثم الثانی النظر لحال الطالب فالبلید لابد له من شیخ یربیه و اللبیب یکفی الکتب فی ترقیه لکن لا یسلم من بعوضة نفسه و ان وصل لابتلاء العبد برویة سببه الثالث النظر للمجاهدات فالتقوی الاحتیاج الی شیخ لبیانها و عمومها و الاستقامة تحتاج الی الشیخ فی تمییز الاصلح فیها و قد یکتفی دونه اللبیب بالکتب و مجاهدة الکشف و الترقیه لابد فیها من شیخ یرجع الیه فی فتوحها کرجوعه علیه الصلوة و السلام للعرض علی ورقة للعلم باخبار النبوت و مبادی ظهورها حین فاجاه الحق و هذه الطریقه قریبة من الاولی و اشبه معها و الله اعلم ۞

الرسالة الثانیة اصول الطریقه لکشف الحقیقة

لا اله الا الله محمد رسول الله

قال الشیخ شهاب الدین احمد الشهیر برزوق رضی الله تعالی عنه و رضی عنا مجیبا لمن سأله عن اصول طریقه اصول طریقتنا خمسة اشیاء تقوی الله عز و جل فی السر و العلانیة و اتباع السنة فی الاقوال و الافعال و الاعراض عن الخلق فی الاقبال و الادبار و الرضا عن الله فی القلیل و الکثیر و الرجوع الی الله سبحانه فی السراء و الضراء فتحقیق التقوی بالرجوع و

والاستقامة وتحقيق السنة بالتحفظ وحسن الخلق وتحقيق الاعراض عن الخلق بالصبر والتوكل وتحقيق
الرضاء بالقناعة والتفويض وتحقيق الرجوع بالحمد والشكر فى السراء واللجاء الى الله تعالى
فى الضراء واصول ذلك كله خمسة علو الهمة وحفظ الحرمة وحسن الخدمة ونفوذ العزمة وتعظيم النعمة
فمن علت همته ارتفعت رتبته ومن حافظ حرمته الله حفظت حرمته ومن حسنت خدمته وجبت
كرامته ومن انفذ عزمته دامت هدايته ومن عظمت النعمة فى عينه شكرها ومن شكرها استوجب المزيد
من المنعم حسب وعده الصادق واصول المعاملات خمسة طلب العلم للقيام بالامر وصحبة الشايخ
والاخوان للتبصر وترك الرخص والتاويلات للحفظ وضبط الاوقات بالاوراد للحضور
واتهام النفس فى كل شئ للخروج عن الهوى والسلامة من الغلط فطلب العلم آفته صحبة
الاحداث سنا وعقلا ودينا ممن لا يرجع لاصل ولا قاعدة وآفة الصحبة الاعراض و
الفضول وآفة ترك الرخص والتاويلات الشفقة على النفس وآفة ضبط الاوقات
التساهل بالنظر بالفضائل وآفة اتهام النفس الانس بحسن احوالها واستقامتها وقد قال الله
سبحانه وتعالى وان تعدل كل عدل لا يوخذ منها وقال الكريم ابن الكريم ابن الكريم ابن الكريم
صلوات الله وسلامه عليه وعليهم وما ابرى نفسى ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربى
واصول ما يتداوى به علل النفس خمسة اشياء تخفيف المعدة عن الطعام واللجاء الى الله
مما يعرض عند عروضه والفرار من مواقع الفتن ومن مواقف تخشى وقوع الامر المتوقع
فيه ودوام الاستغفار مع الصلوة على رسول الله تعالى صلى الله عليه وآله وسلم
بخلوة واجتماع وصحبة من يدل على الله تعالى او على امر الله تعالى وهو معدوم وقد
قال الشيخ ابو الحسن الشاذلى رضى الله تعالى عنه اوصانى حبيبى فقال لا تنقل قدميك الا حيث
ترجو ثواب الله تعالى ولا تجلس الا حيث تامن غالبا عن معصية الله تعالى ولا تصحب الا من
تستعين به على طاعة الله تعالى ولا تصطف لنفسك الا من تزداد به يقينا وقل ما هم او كلاما
هذا معناه وقال ايضا رضى الله عنه من دلك على الدنيا فقد غشك ومن دلك على

الجهل فقد اتفق لك ومن دلك على الله فقد نصحك وقد رأيت فقرار هذا الوقت ابتلوا بخمسة اشياء الجهل على العلم والاختيار بدل ناعق والتهور في الامور والتغرير بها بالطريق واستعجال الفتح دون شرطه فابتلوا بخمسة اشياء البدعة على السنة واتباع الباطل دون الحق والعمل بالهوى في كل امر واجمل الامور وطلب الترهات دون الحقايق وظهور الدعاوى دون صدق فظهر بذلك خمسة الوسوسة في العبادات والاسترسال مع العادات والسماع والاجتماع له في عموم الاوقات واستمالة الوجوه بحسب الامكان وهجنة ابناء الدنيا حتى للنساء والصبيان واغتروا في ذلك بوقايع القوم وذكر احكامهم ولو تحققوا لعلموا ان الاسترسال رخصة الضعفاء والمقام بها بقدر الحاجة من غير زيادة فلا يسترسل بها الا البعيد من القدرة وان السماع رخصة المغلوب او الكامل وهو انحطاط في بطا الحق اذا كان الشرط من اهله في محله وادبه وان الوسوسة صلها جهل بالسنة او خيال في العقل وان التوجه لاقبال الخلق اذا عن الحق او سيما قارى مداهن او جبار غافل او صوفي جاهل وان صحبة الاحداث ظلمة وعار في الدنيا والدين وقبول ارفاقهم عظم واعظم قال ابو مدين رضي الله عنه الحدث من لم يوافقك على طريقك ولو كان ابن سبعين سنة قلت وهو الذي لا يثبت على حال ويقبل كما يلقى عليه فيولع به وكثر ما تجد هذا في ابناء الطوايف وطلبة المجالس احذرهم بغاية جهدك وكل من ادعى حالا مع الله ثم ظهرت منه احدى خمسة فهو كذاب او مسلوب ارسال الجوارح في معاصي الله تعالى والتصنع في طاعة الله والطمع في خلق الله والوقيعة في اهل الله تعالى وقلما يختم له على الاسلام وشروط الشيخ الذي يلقى اليه المريد نفسه خمسة علم صحيح وذوق صريح وهمة عالية وحالة مرضية وبصيرة نافذة ومن فيه خمس خصال لا يصح شيخته الجهل بالدين واسقاط حرمات المسلمين ودخول مالا يعنى واتباع الهوى في كل شيء وسوء الخلق من غير مبالات وآداب المريد مع الاخوان والشيخ خمسة اتباع الامر وان ظهر خلافه واجتناب النهي وان كان فيه حتفه وحفظ حرمته غايبا وحاضرا وحيا وميتا والقيام بحقوقه حسب الامكان بلا تقصير وعزل عقله ورياسته الا ما يوافق ذلك من شيخه ويستعين على ذلك بالانصاف والنصيحة وفي معاملة الاخوان ان لم يكن شيخ مرشد وان وجدنا قصا عن الشروط الخمس اعتمد فيما كمل

فيه وعويل بالاخوة في الباقي انتهت الاصول المذكورة بحمد الله وحسن عونه وينبغي لك ايها الطالب
مطالعتها في كل يوم مرتين او مرة والا ففي جمعة حتى ينطبع معانيها في النفس ويقع تصرفك في
مقتضاها فان فيها غنية عن كثير من الكتب والوصايا فقد قيل انما حرموا الوصول لتضييع الاصول
من تاملها عرف ذلك ثم لا يزال بعد ذلك يتعهدها قصداً للتذكر بها وفقنا الله واياك لمرضاته
انه ولي ذلك والقادر عليه وحسبنا الله ونعم الوكيل وقال ايضاً رضي الله عنه سبيلنا طريقة مبنى طريقتنا على
التحقيق في التقوى بحفظ ما لا يعينه ولا يطاع عليه الا الله تعالى والتحقق في اتباع السنة بحيث
لا ياخذ الا بالاصح او قارب او كاد ورفع الهمة عن الخلايق بحيث لا يتوجه اليهم في امر من الامور
الا مجازاة فلا يذم ما لغا من حيث هو ولا يمدح محسنا من حيث هو بل من حيث امر الله فيه والتسليم
للخلق من حيث ما هم فيه باتقار شرورهم وايثار السلامة والعافية منهم والاستسلام للقدر في جميع
الاحوال بالصبر والرضا والشكر والعمل على قول الشيخ ابي الحسن الشاذلي رضي الله عنه اجعل التقوى
وطنك ولا يضرك مرج النفس ما لم ترض بالغيب او تصر على الذنب او ليسقط منك الخشية بالغيب رجوعا
الى قوله صلى الله عليه وآله وسلم اتق الله حيثما كنت واتبع السيئة الحسنة تمحها وخالق الناس بخلق
حسن وايثار لقوله صلى الله عليه وآله وسلم اذا رايت شيخاً مطاعاً وهوى متبعاً واعجاب كل ذي
راي برايه فعليك بخاصة نفسك وترى طاعة اولي الامر وعدم الاعتراض عليهم بالظاهر كيف
كانوا والله حسبهم وتصلي الضحى وتفطر وتقصر في السفر ولا تقول لصلوات الاسبوع والليالي
الايام الفاضلة وتعمل لصلوة التسبيح وتوثر ما فتح الله به من تجريد او اسباب من غير اختيار
لاحدهما عند وجود الآخر وتاخذ بكل مباح لا يلحقه نقص في المروة ولا ضرر في الدين وتذكر
بالجمع ويجتمع للذكر لا على وجه انه افضل ولكن لما فيه راحة النفس وصورة الطريق وترى الزيارة
للاحياء والاموات ما لم تضيع واجبا او مندوبا مؤكدا وترى لكل مؤمن بركة الا من حالف
السنة ولا تقتدي الا بمن صح عمله وورعه واصل كل خير الرضا عن الله تعالى بما قسم واللجاء
الى الله في كل شيء فهي مفتاح كل حاجة عند الفقير وهروبه من كثرة الخلق اعظم من كل حصن

الاصول التی علیها مبنی الطریقة ومن معانیها ان شاء الله یتوجه بالفتح للحقیقة وصلی الله علی سیدنا
محمد وسایر الانبیاء وسلم این چند کلمه از رساله اصول الطریقه نقل کرده شد و در حقیقت اگر قاید
توفیق رفیق حال گردد و باین راه برود و عمل باین مذکورات دست دهد بی شبهه جوهر ایمان
و نور معرفت و صفای وقت و کمال حال در دل ابداع یابد قال الشیخ ابو العباس الخضرمی رضی الله
عنه وعلیک بدوام الذکر وکثرة الصلوة علی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فهی سلم ومعراج
الی الله تعالی اذا لم یلق الطالب شیخا مرشدا وحضرت شیخ علی متقی رحمة الله علیه در حکم کبیر
از شیخ احمد بن موسی المشرع الصوفی نقل کرده اند که وی رضی الله عنه فرمود من لم یکن له شیخ
یربیه ویرقیه ویوصله الی الله تعالی فلیلزم الصلوة علی النبی صلی الله علیه وآله وسلم فهی تربیته
باحسن الاداب النبویة وتهذبه باشرف الاخلاق المحمدیة وشرقیه الی اعلی ذروة الکمال وتوصیل
الی المحل الاسنی من حضرت الکریم المتعال وتنعمه بروحیته وقربه معنا بالنبی صلی الله علیه وآله وسلم
وکان یوصی اصحابه بقراءة قل هو الله احد وبکثرة الصلوة علی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
وکان یقول بقراءة قل هو الله احد عرفت الله الواحد الاحد وبکثرة الصلوة علی رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم صحبته صلی الله علیه وآله وسلم وکان یقول من اکثر الصلوة علی نبینا
صلی الله علیه وآله وسلم راه منا ما ولیقظة ودر اینجا رساله ایست مسمی بالفقر المحمدی که در وی امر
میکند بحصر توسل وتوجه در جناب رساله صلی الله علیه وآله وسلم وقطع تعلق از ماسوای ومیگوید که
آب از سرچشمه گرفتن اطهر واصفی ست وبعضی مردم از وی چنان فهمیده اند که بمشایخ قدس الله
اسرارهم چنانچه متعارف شده ست توسل نجویند وتوجه نکنند وارادة نیازند که شیخ جمله کاینات
آنحضرت ست پس همه امر دی باید شد صلی الله علیه وآله وسلم اگرچه ظاهر بعضی عبارات این
کتاب نیز درین معنی ناظر ست ولیکن حضرت شیخ میفرمودند که نچنین ست هرد و باید کرد هم توسل
بمشایخ باید کرد و هم توجه بدان حضرت صلی الله علیه وآله وسلم باید داشت منافاتی ندارد ان شاء الله
تعالی چون آن رساله در نظر آید حقیقت حال منکشف گردد والله اعلم فایده دیگر ست متعلق

بمطالعه کتب این قوم وتحاشی از توسعه نظر در مصنفات ایشان بی تمیز وتفصیل والله یقول الحق
وهو یهدی السبیل قال فی قواعد الطریقه فی الجمع بین الشریعه والحقیقه حذر الناصحون من تلبیس
ابلیس ابن الجوزی وفتوحات الحاتمی بل کل کتبه او جلها وکاین سبعین وابن الفارض و
من یحذو حذوهم ومن مواضع من الاحیاء للغزالی جلها فی المهلکات منه والنفخ والتسویه و
والمصنون من غیر اهله ومعراج السالکین له والمنقذ ومواضع من قوت القلوب لابی طالب
المکی وکتاب السهروردی ونحوهم فلزم الحذر من موارد الغلط لاتجنب الجمله ومعادات العلم وتمام
ذلک لاثبات قریحه صادقه وفطره سلیمه واخذ ما بان وجهه وتسلیم ما عداه والا هلک الناظر
فیه باعتراض علی اهله او اخذ الشی علی غیر وجهه فافهم شیخ ذکره الله بالخیر در باب فصوص و
فتوحات وامثال آن میفرمود که از واضحات آن محفوظ باید شد و در مبهمات وموهمات
آنها خوض نکرد ومیفرمودند در پنجاز زهرهاست شکر اندود کرده اگر کسے را احتراز از انها ممکن
باشد مطالعه آن مبارک ست والا محل خطرست میفرمودند اول باید که عقد قلب بمذهب
اهل سنت وجماعت محکم شده باشد وتردد وتذبذب در انجا نمانده بعد ازان اگر از کتب
قوم محفوظ شوند ومستفید گردند بسلامت اقربست والا آنکه هنوز اعتقاد شریعت درست
ناکرده وعقد اسلام محکم ناشده هم از اول در مبهمات وموهمات ومشکلات این قوم خوض
کنند محل آفت ست والله العاصم نقل این چند کلمه اتفاق افتاد هر بار که میخواست که بجانب
ایشان عریضه بنویسد وچیزے ازین بخاطر درآمده نقل نماید حیا وحجاب مانع می آمد
ونامحرمیت ونااهلیت خود منظور می افتاد تا درین مرتبه که قلم تقدیر بے سابقه تامل وتدبر
جریان یافت وکلمه چند بظهور آمد معذور خواهند داشت واگر زمانی از توجه وحضور حق که
خلاصه کارست فرصتے دست دهد ومطالعه این کلمات نوری وحضوری پیدا شود کاتب
حروف را از دعای خیر محروم نگذارند دعا همین ست که اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه
وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه وخلاصه کار اینکه توفنی مسلما والحقنی بالصالحین

عاقبت بخیر باد وصلے اللہ علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ؛

؛ ؛ الرسالۃ الثالثۃ تبیین الطریق لاہل الارادۃ بالتزام وظایف الخیر والعبادۃ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شیخ امام اجل عارف باللہ علی المتقی رحمۃ اللہ علیہ در رسالۂ تبیین الطریق میفرماید کہ طریق موصل الی اللہ تعالی عبادتست چنانچہ ناطق ست بدان قرآن عظیم ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ہذا صراط مستقیم وعبادت دو قسم ست فرض ست ونفل وہر کدام ازان امتثالی ست واجتنابی امتثالی آنکہ مطلوب ازان ایتان فعل ست واجتنابی آنکہ مقصود ترک وپرہیزست از فعل واصل نجات وقرب وابستہ بایتان فرایض ست وایتان نوافل موجب تکمیل و تتمیم آن وافراد نوافل بسیارست واز حد عد واحصا متجاوز ولیکن منحصرست درین دو نوع امتثالی واجتنابی امتثالی مثل سنن ومستحبات وآداب وایتان اولی وافضل واجتنابی مثل ترک مکروہات وترک خلاف اولی وترک مالا باس فیہ بجہۃ محافظت وقوع در مافیہ باس ہمچو ترک غرب سیری را وطیب را از جہۃ ترس غلبۂ شہوت ووقوع در حرام ومیفرماید کہ قول شیخ نجم الدین کبری قدس سرہ الطریق الی اللہ لعدد انفاس الخلایق وآنچہ در حدیث قدسی واقع ست انی انا اللہ لا الہ الا انا ارحم الراحمین خلقت بضعۃ عشر وثلث مائۃ خلق من جاء بخلق منہا مع شہادۃ ان لا الہ الا اللہ ادخلہ الجنۃ اشارتست بکثرت افراد نوافل امتثالیہ مثل ذکر لا الہ الا اللہ ونماز نفل وتلاوت قرآن واستغفار وتسبیح ودعا وصلوۃ بر رسول خدای تعالی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وصوم نفل وطواف نفل وصدقہ نفل وحج نفل وعیادت مریض وتشییع جنازہ وامر معروف ونہی منکر در صورتیکہ واجب نبود ودرس علوم دینیہ وانواع اعانت مسلم کہ ادنی آن اماطۃ اذی ست از طریق مسلمانان وغیر ذلک مما لا یعد ولا یحصی پس ہر کرا بعد ادای فرایض بہر یکے ازین افراد نوافل استیعاب واشتغال جمیع اوقات یا اکثر آن بادعیات جمع اقسام اجتنابی حاصل شود مقصود وی از قرب الٰہی عزوجل حاصل شود ان شاء اللہ تعالی

چه در تحصیل قرب الٰہی ایتان جمیع اقسام نوافل امتثالیه شرط نیست بلکه ممکن نیست و مداومت بر
واحد ازان کافیست اما اجتناب از جمیع محظورات و مکروهات شرط ست و اجتناب ازان ممکن
پس اگر گویند الطریق الی الله کثیرة یا گویند الطریق الی الله واحد هر دو قول صادق آید و نیز گفته اند
که ابنا السبیل اخیاف لیس بینهم خلاف سالکان همه اولاد یک مادر اند و پدران ایشان متعدد
یعنی مشایخ اگرچند طرق ایشان در تعیین و اختیار اذکار و نوافل مختلف ست ولیکن مرجع همه
بیک اصل ست که شریعت ست و عبادت و تقوی و اتباع کتاب و سنت و اختیار مشایخ
رضوان الله علیهم اجمعین این فرد مخصوص را که کلمه لا اله الا الله ست ازمیان سایر افراد
بسبب اختصاص اوست بحصول کثرت حضور و منافع دیگر که در غیر او پیدا نیست با آنکه نماز
نفل افضل ست از ذکر زیرا که وی مشتملست بر ذکر و ذکر جزوی ازان ست و بسا باشد که بعضے
اوقات اعانت برادر مومن که فعل متعدی ست بهتر از نماز نفل باشد و میفرماید که قسم اجتنابی
اتم و اهم ست من حیث الایتان اما اتمیت وی ازان جهت که هر که جد و جهد کند در قسم
اجتنابی و استیعاب وقت کند بدان و اقتصار نماید بر ادای فرایض و بقسم امتثالی از نوافل
دست نزند و اجتهاد دران ننماید حاصل شود مقصود وی از قرب اگرچه بعد از مدتی دراز باشد
بر مثال بیماری که پرهیز کند ازان چه نباید خورد اگرچند تناول معاجین و شربه نافع نکند
امید وار صحت تمام ست هرچند دیر تر افتد و هر که اجتهاد کند در قسم امتثالی و ارتکاب کند
مکروهات را هرگز بمنزل مقصود نرسد بمثابه بیماریکه معالجه بادویه پرهیز کند و اگر
هر دو کند لابد اتم و اکمل و اقرب بمقصود خواهد بود و اما اهمیت وی از انجهت که دفع ضرر
اهم ست نزد عاقل از جلب نفع پس اجتناب مکروه اهم بود از ایتان نفل مثلا آنرا که
جامه او چرکین شود بحیثیتی که مودی بکراهت نماز گردد صرف بعضے از وقت برای دفع آن
کراهت اهم بود از اشتغال بعضے نوافل دران وقت پس چون سالک سلوک بهر طریق
زاید بمقصود خود که قرب الٰہی و وصول بوی تعالے و تقدس ست برسد و مغنے قرب الٰہی

بعد سالک بود از غیر وی تعالی و معنی وصل قطع از غیر و غیر منحصر شد در محظور و مباح و مراد بمحظور
اینجا جمیع اقسام منهیات بود از محرمات و مکروهات و مراد بمباح اشتغال بمخلوقات متعلق و متعلم مثل
زمین و آسمان و کوه و درخت و اسباب معیشت و غیر ذلک پس بعد سالک از محظورات بی ذهول
وی از مباحات قرب ناقص ست و با ذهول از مباحات قرب تام پس هر قدر که سالک از غیر حق بعید
بود از جناب وی تعالی قریب گردد و بیان غیر بعبارتی دیگر کنیم و بگوئیم اصول حجب که مانع اند از وصول
بحق چهار اند دنیا و خلق و نفس و شیطان و طریق ازالت آنها در کتاب منهاج العابدین و غیره
مذکور ست و چون مقرر شد که طریق وصول الی الله بعد از فرایض تکثیر نوافل عبادات ست
باعتبار نوع یا فرد و نوافل بعضی قلیل الوقوع و بعضی کثیر الوقوع ست قلیل الوقوع از جنس عبادات
مثل حج و زکوة و جهاد و غیر آن و از جنس عادات مثل نکاح و طلاق و بیع و شرا و مانند آن
و کثیر الوقوع از عبادات مثل صوم و صلوة و اذکار و غیر ذلک و از جنس عادات همچو اکل و
شرب و نوم و لباس و غیر آن پس نوافل این دو جنس لابد ست مر طالب را از تحصیل آن و استیعاب
اوقات بدان پس بر طریق اقتصار کتاب عین العلم و ما شبه ذلک من مختصرات احیاء علوم الدین
کفایت ست و اگر قصد استقصار دارد رجوع بکتاب احیاء العلوم و کتب مبسوطه فقه نماید و میفرماید
که این ضابطه که ذکر کردیم کافی ست مر طالب را در معرفت قرب و طریق تحصیل آن اما احتیاج
مردم بمرشد و استاد پس از برای تسهیل طریق و سرعت وصول ست و سلوک طریق بی استاد
و مرشد اگر توفیق الهی رفیق گردد فی الجمله ممکن ست بموجب قوله تعالی والذین جاهدوا فینا
لنهدینهم سبلنا لیکن بتعب شدید و مدت طویل و هو نادر جدا والله اعلم و حضرت شیخ مصنف
قدس سره بر ظهر رساله این عبارت نوشته اند فایده تناسب هذه الرسالة و هی ان مبنی
هذه الرسالة علی معرفة القرب و طریق تحصیله فمن علم هذا لا یحتاج الی اشیاء آخر کما قیل من
علم شیئا انه واجب فقته و لابد من تحصیله استراح من تحصیل سایر الاشیاء و من لم یعلم
هذا اضاع وقته فی تحصیل جمیع الاشیاء و قیل فی هذا المعنی ایضا من لا یدری و لا یدری انه لا یدری

69452

فهو لا یزال متحیرا فی امره وقیل انت متحیر فی امرک لانک لا تدری نفعک من ضرک وعبر عن هذا المعنی
بالفارسیه زیان وسود خود نمیدانی از انجهت چنین پریشانی

الرسالة الرابعة تنبیه اهل النهی بتفاوت حال الابتداء والانتهاء

لا اله الا الله محمد رسول الله

شیخ شیوخ زمان خود شهاب الدین عمر سهروردی قدس الله روحه در عوارف المعارف در بدایات ونهایات کلامی میفرماید که ترجمه اش اینست مبتدی را باید که از مجالست فقرا که قلیل نیستند بقیام لیل وصیام نهار احتراز کند که مصاحبت با ایشان بدتر ست از مجالست ابنای دنیا وضرر این بیشتر ست از ضرر آن وبسا باشد که بگویند اعمال شغل متعبد النست وپایه ارباب احوال برتر ست ازان وبگویند که فقیر را نماز فرض وروزه فرض بس ست وزیادت برآن حاجت نیست پس شیخ میفرماید باید که این سخن در گوش مبتدی ندر آید بدرستی که ما تجربه کرده ایم وممارست نموده ایم امور را همه صحبت داشتیم فقرا وصالحین را ودانستیم که آنها که این سخن گویند وبزیادت عبادات ونوافل قایل نیستند هنوز در تحت حیطه قصور اند باوجود آنکه صاحب احوال صحیحه باشند بنده را باید که متمسک کند بهر فریضه وفضیلت تا در بدایت ثابت قدم گردد ومبتدی را باید که از تلاوت قرآن وحفظ آن نصیبه داشته باشد وبقول کسی گوید ملازمت ذکر واحد افضل است از تلاوة گوش ننهد که بقرآن وتلاوت آن در نماز وغیر نماز بهر آرزوی که دین را ادا در مرسد وبعضے از مشایخ که مریدان را باد است ذکر واحد امر فرمایند برای آنست که تا موجب جمع هم گردد وهر که ملازمت تلاوت کند در خلوت وتمسک نماید بوحدت فایده دهد او را تلاوت در نماز بیشتر ودوانی تر از فائده ذکر واحد وچون از نماز وتلاوت ملالتی وسآمتی طاری گردد بانفس مداراة نماید واز تلاوت بذکر فرود آید که آسان تر ست وسبکتر ست بر نفس بدانکه منتهی باکمال حاجتش بی نیاز نیست از سیاست نفس ومنع وی از شهوات وگرفتن بضیبه از زیادة صیام وقیام وانواع خیرات ومبرات بتحقیق غلط کردند جمع کثیر درین مقام گمان برده اند که

منتهی مستغنی ست از زیادات و نوافل و اگر قیام بدان نماید باکی ندارد و این سخن خطاست نه از آن
جهت که ترک زیادات و نوافل عارف را از معرفت محجوب گرداند بل بدان سبب که از مقام مزید
باز دارد و مغم منتهی ناصیه اختیار در اخذ و ترک بدست دارد گاهی رفق و مسامحت بنفس نیز کند
و گاهی بنظر ادب و سیاست بجانب وی نگردد الی آخر ما قال الشیخ و الله اعلم تنبیه مانا که
مراد حضرت شیخ رحمة الله علیه و اهل لطالت و دعوت و سد ذریعت ست بر قومی که قایلند
باسقاط عمل و تجاوز کنند از حد سیاست نفس و طریقه اعتدال و مغرور شوند باحوال از اعمال
تا مفضی نگردد بضلال و ضلال مقتدایان راحت بر ین طریق و ترغیب برین مقام و ذکر
این نوع کلام مناسب آید لیکن از مساق اینکلام چنان مبتادر افهام گردد که گویا طریق منحصرست
درین و انصاف انست که شیخ طریقه خود را بیان کرد و کلام جامع انست که در رساله سابق تحکم
یافت که طرق مشایخ در سلوک و وصول و در تعیین و اختیار اذکار و نوافل مختلف ست باتفاق
بران که طریق جز مجاهده در عبادت و اقامت سنت نیست ولیکن عبادت را اقسام و افراد
بسیارست و افراد نوافل و زیادات لا یعد و لا یحصی ست چنانکه گذشت و جمع مرید مبتدی
بر ذکر واحد سرًا و جهرًا و اقتصار برادای فرایض و رواتب از صلوة و صیام و قصر همت
بر تصفیه قلب و اهتمام بتجرید باطن و اثبات نفش توحید بتکرار کلمه ذکر امری مقررست میان مشایخ
تا آنکه گفته اند اصلح بحال مبتدی ذکرست و بحال متوسط تلاوت و بمنتهی نماز و ما الیقین ست که
اگر مبتدی مشغول و مداوم ذکر باشد و در تحقیق حقایق تقوی و دقایق ورع بکوشد و توجه و التجا
بجناب حق درست دارد با وجود اقتصار بر واجبات و سنن از صلوات و صیام البته بمنزل
مقصود برسد و طریقه سلسله شریفه نقشبندیه قدس الله تعالی اسرارهم که قصارست بر
ملازمت ذکر خفیه و تصفیه قلب از نقوش اغیار با عدم استقصا و استیفای اقسام عبادات
ظاهر از صلوات و صیام و اعمال و اوراد طریقی مقررست و نزد انصاف طریقی در تحصیل قرب
و وصول و فنا اولی و اقرب ازان نتوان یافت و آنکه در باب منتهی فرموده ست که تهلون

وتقصیر در اعمال واوراد سبب قطع مزید وفقدان ترقیست مزید وترقی منتهی در مقامات قرب منحصر در کثرت نوافل واوراد نیست چه سیر فانی بعد از تمامی سیر الی الله وحصول مرتبهٔ فنا که نهایت عبارت ازان ست سیر فی الله ست ومزید وترقی او در تجلیات الٰهی ومقامات قرب واتصاف وتوقف وجود این تجلیات وحصول این مزید وترقی در اقامت اعمال واوراد ظاهر نتوان دعوی کرد توجهات ومراقبات قلبی وروحی باید وام حضور وحفظ آداب قرب نیز مورث آنست ومامی شناسیم آنرا که جوهر روح وی بنور الٰهی متنور شده ولطیفه سری بذات حق متصل گشته واز خود فانی وبحق باقی شده در سیر فی الله دایم الترقی والمزید ست اگرچند بکثرة صلوة وصیام وتلاوت وقیام واستیفا واستیعاب باین اقسام در نیفتاده قل کل یعمل علی شاکلته فربکم اعلم الآیة وبالجمله حصر ترقی در مقامات قرب بعد از وصول بمرتبه نهایت در اتیان باعمال جوارح محل کلام ست لغم وی دایم مباشر اعمال خیر وراعی آداب ظاهر وباطن وصاحب نفس مطمئنه ست اما عالم عارف نجبت ابو عبد الله محمد بن علی الحکیم الترمذی در نوادر الاصول میفرماید که نورانیت بعضے قلوب بنور توجه وتوحید بود که تصدیق ست به لا اله الا الله واین باعث ست بر امتثال اوامر ونواهی الٰهی اگرچه بعضے صفات ظلمانی از محبت دنیا وغیره باقی بود ونورانیت بعضے قلوب بنورانابت وارادت باشد که سبب ذکای نفس وصفای باطن بود واثر عمل منیب اضعاف مضاعف بود از عمل تایب ونورانیت بعضے بنور ذات حق بود که موجب فنا ماسوای مطلق وبقا باحدیت حق ست ویک عمل ازین شخص ملکی خاطری که بر دلش وارد گردد عمل ثقلین از اهل توبه وانابت بدان نرسد این حاصل کلام امام حکیم ست ودر عوارف نیز در باب اتخاذ خلوت میفرماید که صادق باید که بداند مقصود از خلوت تقرب الی الله ست بعمارت اوقات وکف جوارح از مکروهات پس قومی را از ارباب خلوت مداومت اوراد صالح باشد وقومی دیگر را ملازمت ذکر واحد وقومی را دوام مراقبه وقومی را انتقال از ذکر باوراد وقومی را از اوراد بذکر این کلام شیخ بجامعیت در رعایت تعدد

طریق نزدیکتر ست از اینجا ظاهر شود که عمده مقصود در باب بدایت و نهایت ترغیب بر عمل و دفع وحشت و راحت ست و الله اعلم و علمه تعالی اتم و احکم -

الرسالة المخامسة تحصیل الکمال الابدی باختیار الفقر المحمدی

لا اله الا الله محمد رسول الله

اللهم وفقنا لسلوک طریق السنة و الاتباع و جنبنا عن البدع و الزلل و الابتداع در بعضی عوالیص که بخدمت آن هدایت پناه ارسال داشته بود ذکر رساله فقیر محمدی تقریب یافته بود و نوشته بودند و استفسار فرموده که فقیر محمدی چگونه رساله ست و مصنف این رساله کیست و معنی این لفظ چه و مضمون آن چیست رساله مذکور تصنیف شیخ عالم عامل عارف کامل احمد بن ابراهیم الواسطی الخزرمی ست که از کبار مشایخ دیار عرب و مقتدار روزگار و در طریق اتباع سنت و تقویم و ترویج این طریقه بی نظیر وقت خود بود و از فقیر محمدی ارادت و درویشی محمدی مراد داشته و مریدان و درویشان مشایخ را بزبان تعارف آن دیار فقرا ایشان گویند و مضمون این رساله حصر توسل و توجه و استمداد و ارادت در حضرت نبویه صلی الله علیه و آله وسلم و التزام طریقه سنته و سیرت سلف صالح از صحابه و تابعین باحسان و احتساب و احتراز از طرق مستحدثه مبتدعه ست اکنون آن رساله را بطریق اختصار ترجمه کنیم تا پیدا گردد که مقصود چیست بی زیادت چیزے بران و بالله التوفیق میگوید که بعضے از برادران درخواست ازمن که بنویسم برای ایشان قاعده مختصری در طریق فقر محمدی بعد از اقرار بپستی پایه و کمی سرمایه خود بر آوردن حاجت و قبول کردن درخواست ایشان بقدر امکان اولے یافتم و بخدا یاری میجوییم دران بدان ای برادر توفیق دهاد پروردگار تعالی مارا و ترا اگر فقر و درویشی راست و درست میطلبے که بیخ آن استوار و شاخهای آن بلند ست لازم گیر بر خود فقر و درویشی محمدی را و براه متابعت آور دکه آب از سرچشمه خوردن پاکیزه تر و صاف تر است و دور دار خود را از انکه بگیری درویشی را از پایان و بنوشی آبهای دور از سرچشمه که رنگ آنها

دیگرگون شده واز راه راست گردیده ست ومیگوید که تو این رمز مبهمی که چه میگویم واین رمز را
روی بروی تو نیز شرح کرده ام پس اگر میروی تو بر طریقه فقر محمدی امید دارم ترا که برسی براهروان
پیشین که یاران پیغمبر تو اند صلے الله علیه وآله وسلم ورضی الله عنهم اجمعین وبرانگیخته شوی روز رستخیز
باوی ویاران وی بسنجق وی وقتی که برانگیخته شوند در ولیان زیر سنجقهای مشایخ خود وبرانگیخته
شوی تو زیر سنجق پیغمبر تو وشیخ تو محمد رسول الله صلے الله علیه وآله وسلم پس لازم گیر این طریق را
وبیرون میا ازین طریق ونصیحت کن بآن برای هر که دوست میداری از برادران خود تا باین
راه روند وبدان کار بندند وبرسند همه ایشان بشیخ خود وپیغمبر خود صلے الله علیه وآله وسلم وفقر
محمدی مجلدات شرح آن را بر نتابد لیکن من اصول وقواعد آن را بیان کنم که بعد از بدست
آمدن اصول صعود بجانب فروع آسان گردد وبالله التوفیق قاعدهٔ اول درین راه
اینست که تجدید توبه کنی میان تو وپروردگار تو که فرستاده ست این نبی کریم را ودر فرستادهٔ
ست بروی کتاب عزیز را ووضو تازه برآری ودر جای خالی که کسی ترا نه بیند درآئی و
دو رکعت نماز بخضوع وخشوع تمام بگذاری وسر بر هنه بدرگاه مولے بالستی وچندان بالستی
که دل تو نرم گردد وزهره تو آب شود واشک از چشم تو روان گردد وبنالی وفریاد کنی
واز تمامی گناهان توبه کنی وباز آئی وسید الاستغفار که در حدیث صحیح آمده ست بخوانی و
بر طریقه اتباع محمدی استقامت واستواری طلب داری پس ازان برین توبه وبرین عهد که
با پروردگار خود بر بستی محکم بستی واستوار باشی وهفت عضو را که چشم وگوش وزبان وبطن
وفرج ودست وپاست ورعیت تو اند وتو ازیشها پرسیده خواهی شد از نافرموده شرع
باز داری واز مراقبه حق وعلم وی از احوال تو آگاه باشی تا روز تمام بر تو بگذرد وبرزبان
غیبت وغمازی ودروغ وهر سخنی که بیهوده باشد نرود وبر گوش تو سخن بد وانچه ناشنیدنی
ست نرسد وچشم تو برزن بیگانه وامرد نیفتد ودیل دل تو بجانب ایشان نباشد تا عهد که
با خدای خود بسته نشکنی وبعد از توبه در زنای چشم ودل نیفتی ودر مقام تقوی متمکن بشوی

و باستعداد سفر آخرت و اصلاح اوقات و احوال مشغول باشی باید لقای خدا عزوجل و لقای
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دران بروز بروی سفید و بدانکہ سفید روی باخدا باستقبال او امر
و اجتناب نواہی و اتباع شریعت وی تعالی باشد تا نجست بد بنده مگر بشرع و سفید روی
با محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم با تباع سنت و حرص بر سماع وی و عمل بدان بود تا نزد دیگر
براہ اتباع او وذمہ خود را از جمیع حقوق ناس و مظالم برات کنی تا حبہ و قیراطی از مظلمہ
برگردن تو نماند و باداے حقوق از حق خدا و نفس خود و خلق عموماً و خصوصاً قیام نمائے
سیما آنکہ با تو درین طریق رفیق و مصاحب ست و صحبت او با تو برای تعاضد و تعاون
بر بر و تقوی ست پس اگر در مرتبہ اخوت و مساوات ست رفق و نصیحت و امداد و ایثار بدانچہ
فاضل از حاجت تو بود در کار او کن و آنکہ در مقام استرشاد و ارادت ست گاہی برفق و گاہے
بعنف در تعلیم و تربیت او باش و ترسش امر و نہی را با شیرینی لطف و رفق بیامیز و اگر از وی
آسانی و ترک ادبی نسبت با تو وقوع یابد اگر بسہو و غفلت و خطا و جہل بود در گذران و عذر
او را قبول کن و مادہ مودت او را از دل قطع مکن و بتعلیم و ارشاد وی مشغول باش و اگر بطریق
تعمد و سفاہت و تغلیظ قول و ذکر و عیوب و مناقص در حضور و غیبت و ہتک حرمت باشد
اگر برگردد و اعتذار نماید عذرش در ظاہر قبول کن و قطع سلام و کلام ازوی مکن زیرا کہ ما
ممنوعیم از تہاجر و تقاطع یکدیگر و لیکن او را قابل صحبت خاص مدان زیرا کہ عقوق مرید را
توبہ نبود چہ آن لطیفہ قلبیہ کہ تربیت او ترا در عمل می آورد و نصیبہ فیض الٰہی ازان راہ بوی
میرسید نماند و رابطہ منقطع شد چہ وصول این نصیبہ در تعظیم شیخ و مہابت و احترام و عقد محبت
وی بود ہر چند جفا و خشونت کند و اگر براہ بی صبری رود و لیکن حفظ حرمت و منزلت شیخ از دست
سینہ او بای بیرون نہند و اعتذار و رجوع نماید معذور بود و چون درشتی و سختی نمود و تعمد بر
خلاف ادب و محبت رفت این نشان ہتک حرمت و ارتفاع رابطہ و انقطاع علاقہ است
مشکل کہ باز بہم آید حق اسلام باقی ست و لیکن نسبت ارادت بر نخیزد و نیز با ہر مصاحب

محاقفه وطلب صدق مکن الا از انکه بطریق صدق ارادت رود ومحاقفت وتدقیق در طلب صدق
با مریدان رود نه با هر مصاحب وباخلق مدارا کن نه مداهنت مدارا آنکه برای دفع شر وطلب جمعیت
وقت بود ومداهنت آنکه برای طلب دنیا وحفظ نفس باشد ومصاحبت مکن با ضداد وهر که نه بر طریقه تست
وصحبت ما فقر العزت وتعظیم وحرمت وایثار وتواضع کن وبا اغنیا به بی نیازی وقطع طمع و
سکوت وسلامت ومطلوب ایشان باش نه طالب وکلام با ایشان بر قدر سوال ایشان کن
وایشان را مرید خود مدان وتدقیق در محاقفه مکن قاعدهٔ دویم در طریقه فقر محمدی احتیاط
واهتمام در ادای صلوات خمس ست باحفظ اوقات ورعایت ارکان وآداب وحضور قلب
رعایت معنی احسان چنانکه از هنگام شنیدن اذان تا فراغ از نماز با سکینه ووقار وخضوع
وخشوع وتذلل وفهم معانی قرآن وتدبر در آن وحضور تعظیم حق عز وعلا در رکوع وسجود وتشهد
وتسبیحات بود وهر کرا حالیست باحق ظهور آن در حال نماز بود وحال صحیح آنست که در نماز دست دهد
وصلوة صله وپیوستن میان بنده وخداوند وهر کرا در نماز حضور نبود او را حال صحیح نبود چه
هر که در اقرب مواطن محجوب بود در ابعدان چه خواهد بود پیغمبر فرمود صلے الله علیه وآله وسلم
اقرب ما یکون العبد من ربه اذا کان ساجدا وفرمود جعلت قرة عینی فی الصلوة میگوید
حیف نباشد که در وقت سماع قصاید وتغنی وتصفیق حاضر باشی ودر وقت ایستادن در
حضرت حق غایب این نشان فقر فاسد ست ودرویشی نادرست وعمده در قاعده فقر
محمدی ربط قلب ست بحضرت نبویه صلے الله علیه وآله وسلم چنانکه دل خود را بمحبت او
مشغول داری واورا شیخ وامام خود گیری وعقد محبت با او محکم کنی وبتمامه سر خود با وی جمع
آنی وصلوة بر محمد مصطفے صلے الله علیه وآله وسلم بسیار گوئی وپیوند باطن با وی
متصل وقوی داری تا وی صلے الله علیه وآله وسلم چنان در دل تو جائے کند که مشایخ
در دل فقرا ومریدان ایشان می بینی که چون شیخ وپیر یکے نزد وی مذکور گردد چه اضطراب
کند ودر اهتزاز آید بحیثیت عظمتے ومنزلتے که شیخ را در دل اوست پس بگردان تو پیغمبر خود را

شیخ خود را که محمد رسول الله است صلی الله علیه وآله وسلم در دل خود همچنین تا محبت او تمامه ترا در گیرد
و دل ترا مالک گردد و تمثال او در چشم تو دایم بود و چون نام او مذکور گردد و لذت ذکر او را در خود
بیابی و عظمت او در دل خود مشاهده کنی و چون باینصورت باحضرت وی متوجه باشی مستغرق
یاد و حضور او کردی و صلوة بروی بسیار فرستی اکنون هر مواعید او مواظبت کن و امر و نهی
او را بجا آر و سنن و اخبار و سیر و معجزات و اوصاف و احوال و محاسن و ماثر او را بر خوان و
تکرار کن و هرگاه حدیث او را بشنوی و صفات او را تصور کنی علاقه محبت تو زیاده شود
و تعظیم او در دل تو غالب آید و داعیه اتباع سیرت او و سلوک طریقت او قوی گردد و ذکر
و فکر تو مر او را بود و در وی بود و ذوق و شوق تو بر یاد وی و جد و کوشش تو در پیروی وی باشد
تا ترا از اتباع و اشیاع وی دانند و کس وی شمارند و در آخر رساله میگوید مردم فقر فقر
میگویند و نمیدانند که حقیقت فقر چیست و بدایت او چه و نهایت او تا بکجاست و من از
بدایت فقر و ارادت نکته میگویم که چون آنرا بشناسی عزت فقر را بشناسی و نهایت او را
از انجا قیاس کنی بدانکه هر که در میدان فقر و ارادت در آید و قدرت ندارد که در وی در آید
الا بعد از فراغ از امتثال اوامر و اجتناب نواهی اول حال در آمدن درین طریق آنست که
حفظ خواطر با حق کند چنانچه متقی حفظ جوارح کند و هرگاه که خطره در دل گذرد که نه مرضی حق است
در حال ازان توبه کند و بعضی باشند که قلوب ایشان مستقیم گردد و خواطر صالح شود و خطور نکند
الیشانرا غالبا مگر خاطر حق و ایشان دوستان خدایند که شرم دارند که در دل ایشان خطور کند
آنچه نه وی سبحانه بدان راضی ست از جهة یقین ایشان بنظر و علم وی تعالی و هرگاه ما باین مرتبه
نرسیده باشیم و حالانکه این از بدایات فقرست شرم داریم که دم از فقر و ارادت زنیم و دعوی
آن کنیم و نکته دیگر از بدایات فقر گویم و آن اینست که بعد از امتثال امر و اجتناب نهی و حفظ خاطر
طلب ارادت حق عز و جل چنان از دل ظاهر شود و بر وی غالب آید و آتش محبت شعله زند که تمامه
مطالب و مارب دنیا سوخته شود و خاکستر گردد و دل از غیر مطلوب خالی و فارغ شود و چون ما

باین منزل نرسیده باشیم چگونه دعوی فقر و ارادت کنم و حال آنکه بوی ازان بمشام جان ما نرسیده
اما احوال فقراء واصلین رحمهم الله باب نهایت این موضع گنجایش شرح آن ندارد و مقصود اختصار
و اقتصار بر قدر ضرورت ست و چون دلها از شنیدن بدایات تنگی کند شنیدن نهایات کجا طاقت
دارد و میگوید که واجب ست بر ما که نگریم ما بر احوال خود که مبتلا شده ایم امروز بطایفه که شغل
ایشان اکل حرام ست و کار ایشان بطالت حلال نزد ایشان همان بود که بیابند و حرام
همان که نیابند شب و روز میگردند تا لقمه چرب بخورند و صورتی خوب ببینند و نغمه خوش بشنوند
و احوال ظاهر کنند و معارف بگویند و دعویهای بهین و دراز بکنند تا عوام معتقد شوند و مطالب
دنیا بدست آید و بوی از اسلام خالص بمشام ایشان نرسیده و ایمان حقیقی در دل ایشان
نه در آمده تمام شب سماع بشنوند و رقص کنند و چون بنماز بایستند نول زنند مثل نول زاغ
و فخر کنند بدر آمدن بر ملوک و امرا و گرفتن فتوحات ایشان سوال میکنم از جناب حق عز و علا
که دور دارد ما را از ایشان که ایشان راه زنان حق اند و راهزنی ایشان اشد و اصعب ست
از راه زنانی که راه دنیا زنند و مال برند و ایشان راه دین زنند و ایمان برند جاهل چون
ایشانرا در لباس فقر بیند گمان برد که طریقه فقر همین ست که ایشان دارند پس اتباع
ایشان کند و هلاک گردد پاک گرداند خدا تعالی روی زمین را از لوث ایشان که چرکین کردند
و سیاه گردانیدند روی دین را و راضی باد وی سبحانه از اهل خشیت و خوف و تعظیم و
مراقبه و معرفت سنت و متابعت که مستور اند از نظر عوام و نشناسد ایشانرا جز خدای
چنانچه که نشناسد بحقیقت خدا را جز ایشان آیشان اهل حضرت الهیه و صاحب نفحات
قدسیه اند سلام خدا باد بر ایشان درخواست میکنم از خدای کریم که توفیق دهد ما را و شما را
ای یاران ما بسلوک طریقه که دوست دارد آنرا و راضی ست ازان و دور دارد از انچه
مکروه ست نزد وی و ما را راضی گرداند و او نیز میگوید که نشان فقر محمدی آنست که چون
بشنود قرآن را طرب کنند بدان و میل کنند بآن و تجلی کند در وی متکلم سبحانه بصفات

مقدسه خود بر دلهای ایشان و عجبا از کسی که دعوی محبت خدا کند و حاضر نیاید بدل خود را نزد سماع
کلام محبوب حاضر باید نزد سماع مقصاید و تغنی و تصفیق و غافل باشد نزد سماع کلام حق و اما
محبان حق جل و علا سماع قرآن شفا رصدور ایشان و راحت اسرار ایشان مست حاضر میشود
و روی متکلم پس مشاهده میکند او را در امر و نهی و وعد و عید وی و قصص و اخبار و مواعظ و انبا
وی پس نرم شود دلهای ایشان و منجذب گردد ارواح ایشان و نیست شود صفات نفوس
ایشان و متهور گرداند آن صفات را عظمت متکلم و جذب کند دلهای ایشان را لمحبت خود
برای مشاهده رحمت و الطاف خود و جلال و اکرام خود میگوید گوش منه بسخن کسیکه میگوید که
چون قرآن نه مناسب طباع بشر ست وجد در سماع وی روی ننماید و شعر مناسب طبیعت
بشری ست از اینجاست که نرم گردد دلهای از سماع وی چه اینکلام فاسد ست و حقیقتی ندارد
زیرا که شعر محرک طباع ست باوزان خود سیما در وقتی که صاحب نغمه خوش از نغمات
موسیقی آنرا بر خواند و ضم گردد بادی تصفیق و جمع شوند در انجا قومی که رقص کنند در نهیت
اطفال و بهایم بمقتضای طبع و جبلت چنین بند چه جای دیگران و این حرکت نه بمقتضای
خالص ایمان و یقین ست بلکه بشوب طبع و جبلت ست اما ارباب ایمان و یقین که اصحاب
محمد اند صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم و کسانیکه تابع ایشانند باحسان می جنباند قرآن انچه پنهانست
در دل ایشان پس جنبش دلهای ایشان و خشوع و وجد و قشعرار دلین جلود و رقت قلوب
ایشان بحکم معرفت و یقین باشد نه بحکم طبع و جبلت بفهم این سخن را و بخوان این آیت اللہ نزل
احسن الحدیث کتا با متشابها مثانی تقشعر منه جلود الذین یخشون ربهم ثم تلین جلودهم و قلوبهم
الی ذکر اللہ و اگر نیاید بدل خود را حاضر در سماع قرآن تهمت کنید او را ای یاران من بجهلت
نصیب او از معرفت متکلم و عارف ترین مردم بحق آنست که خاشع تر بود نزد سماع کلام وی
و اگر لا بد سماعی خواهید باید که بهر سانید قاری متقی طیب الصوت را بشنوید از وی قرآن را
و مشابه شوید بدان اصحاب پیغمبر خود را صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم و رضی اللہ عنهم اجمعین این ترجمه

آن رسالہ ست بعد از اختصار و حذف بعضے تفصیلات و تطویلات او و بعد از تامل نیک
ظاہر شود کہ قصدش نفی طریقہ مشایخ در تربیت و تسلیک مریدان و توسل و تمسک طالبان
و مریدان بذیل ارادت ایشان نیست مقصودش ترغیب و تحریص بر طریقہ اتباع و اخذ بسنت
و رعایت تقوی و تدین ست و ترجیح و تقویت طریقہ سلف صالح کہ صحابہ و تابعین باحسان
و اجتناب از بدعت و طرق مستحدثہ کہ مخالف اصل پیدا کردہ باشند و مذمت جماعتے کہ دین
بدنیا فروشند و در عمل و اعتقاد تابع ہوای نفس باشند و نفاق در دین دارند و این سخن
خود متفق علیہ تمام اہل اسلام و ارباب تصوف و اہل سلوک ست و لہذا در بعضے طرق
کہ شبہ بدعت و خلاف سنت باشد سالکان آن در تصحیح و تطبیق آن بہ سنت سعی
نمایند و ہرگز راضی نشوند و التزام ننمایند کہ باوجود مخالفت سنت دعوی صحت و ثبات
کنند و خود چون اینچنین بود دین مسلمانی بنقل از انجا آمدہ ست لابد انچہ موافق آن بود
حق و ہرچہ مخالف باطل دیگری را مجال آن نبود کہ از پیش خود طریقی پیدا تواند کرد اگر
گوید خطا کند و اگر در جای توقفی و اشتباہی بود و انچہ از اہل صدق و تقوی و ارباب
کمال بغلبہ شکر و استیلای حال صدور یابد تسلیم و تاویل باید کرد و توقف و اغماض
نمود و اگر نہ این چنین بود رد و ابطال آن متعین باشد و در انچہ یقین ست تذبذب
و توقف چیزی نیست و صاحب رسالہ خود نیز در ضمن بیان قاعدہ حقوق و آداب
صحبت بارادت و استرشاد و استفادہ از صحبت مشایخ قایل شدہ ست چنانکہ
گذشت و خود چہ جای انکار و گنجایش نفی آن وارد و صحابہ و تابعین و سلف و خلف
ہمہ از طریق استفادہ ہمین صحبت بود مقصودش تنبیہ ست بر تمسک و تعلق
باصل اصول و اقتباس نور از ان منبع انوار و استغراق محبت و اہتمام بمتابعت سنت
وی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تا بفرع از اصل باز نماند و بوسایط از مقصود محجوب نباشد
و میزان افعال و اقوال و احوال سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم و طریقہ

صحابه و تابعین سلف را سازند و تطبیق بدان نمایند نه آنکه اصلا طلب آن نمایند و در تحصیل آن
نکوشند و اهتمام بدان نورزند بلکه خبر ازان ندارند و گاهی بود که بعکس آن روند و اصل را تابع
و موافق فرع سازند و آن را باین تاویل نمایند و این روش یا جهل ست یا الحاد و آنکه
صاحب رساله در سماع غنا سخن کرد هم از جهت رعایت سنت و اتباع ست و این مسئله
نزد مشایخ طریقت بتفصیل دارد بعضے منکرند و بعضے متوقف و بعضے مباشر بعد از رعایت
شرایط و آداب که بیان کرده اند این سخن درازی دارد و اگر چنانچه باید بیان کنم سخن
دراز گردد و این مکتوب آنرا برنتابد ان شاء الله تعالی در وقت دیگر بجای دیگر آن را
بطریق اعتدال و انصاف بیان کنیم اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل
باطلا وارزقنا اجتنابه انک انت التواب الرحیم وحضرت شیخ علی متقی قدس سره
در ذیل رساله فائده چند مناسب مقصود نوشته اند و آن اینست قال ابن عطا الله
الاسکندری رحمة الله علیه سمعت شیخنا ابا العباس المرسی رضی الله عنه یقول طریقتنا
هذه لا تنسب للمشارقة ولا للمغاربة بل واحد الی الحسن بن علی بن ابی طالب وهو اول الاقطاب
فی هذه الامة وانما یلزم تعیین المشایخ الذین یستند الیهم طریق الانساب من کان طریقه
بلیس الحرقه فانها روایة والروایة تتعین الرجال سندها وهذه هدایة وقد یخیب العبد الیسیر
فلا یجعل علیه منة الاستاد وقد یجمع شمله برسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فیکون اخذ عنه
وکفی بهذه منة ولقد قال لی الشیخ مکین الدین سمرانا ما ربانی الا رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم وذکر عن الشیخ عبد الرحیم القناوی رضی الله عنه انه کان یقول انا لا منة لاحد
علی الا لرسول الله صلی الله علیه وآله وسلم واذا راد الله ان یفضل علی عبد یغنیه عن
الاستاذین حتی لا یکون له فیهم سلف فعل وقال تلک لبعض جلسائه انی اریدان اجعلک
وزیرا قال لیس لی فی هذا سلف وقال انی اریدان اجعلک سلفا لمن بعدک قال الشیخ
ابو العباس الخضرمی رضی الله عنه وعلیک بدوام الذکر وکثرة الصلوة علی رسول الله صلی الله

علیہ وآلہ وسلم فنی سلم ومعراج وسلوک الی اللہ تعالی اذالم یلق الطالب شیخا مرشدا انتہی
وباللہ التوفیق ومنہ الہدایۃ لسواء الطریق ؛

الرسالۃ السادستہ فرع الاسماع باختلاف اقوال المشایخ واحوالہم فی السماع

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللہم باسمک ابتدی وبک اعتصم مسئلہ سماع نزد مشایخ طریقت قدس اللہ تعالی اسرارہم درانچہ نقل میکنند از افعال واقوال ایشان در ینباب مختلف فیہ یافتم جماعہ از ایشان مجتنب وفرقہ مباشر وطائفہ متوقف بودند ولکل وجہۃ ہو مولیہا فاستبقوا الخیرات غالب قدماء ایں طائفہ کہ استادان طریقت ومقتدایان امت اند طریقہ اول ست ودر متاخرین کہ والہان راہ وشوریدگان وستان درگاہ اند روش دویم از بسیدہ الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ می آرند کہ در مبادی حال سماع کردی وبا اہل سماع بنشستے ودر آخر ترک کرد گفتند چرا سماع نکنی ونشنوی فرمود از کہ بشنوم وبا کہ بشنوم اشارت کرد بفقدا خوان ویاران کہ از انہا می شنید وبآنہا می نشست زیرا کہ سماع ایشان از اہل بود وبا اہل بود چہ اختیار مشایخ سماع را در جائیکہ کردہ اند بشروط وآداب بود کہ در کتب ایشان مذکور ومسطور ست وگاہ گاہی بود نہ بر طریقہ استمرار وعادت وچون جنید رضی اللہ عنہ ترک سماع در زمان خود بجہت فقدا خوان وشرایط کرد دیگر چہ توان گفت وبعضے این حکایت جنید را باین عبارت نقل کنند کہ جنید می شنید پس ازان توبہ کرد این ادا ناظر در جانب دیگر ست واللہ اعلم ونیز از وی قدس سرہ نقل کنند کہ فرمود فرود می آید رحمت وبرکت بر سہ طائفہ در سہ موطن در خوردن طعام زیرا کہ ایشان نخورند مگر نزد فاقہ وضرورت دویم نزد مذاکرہ کلام زیرا کہ تکلم نکنند مگر در مقامات صدیقان واحوال انبیا علیہم السلام سیوم در حال سماع زیرا کہ سماع ایشان بوجد ومشاہدہ حق بود وبعضے گویند این سخن از جنید

بصحت نرسیده و اگر رسیده مراد باین سماع آن سماع ست که مشار الیه ست بکریمه
الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه اولئک الذین ہداہم اللہ واولئک ہم اولوالالباب
وکریمه واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینهم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق
و در عوارف میگوید که این سماع ست متفق علیه حقانیت او و مخالف نیست در وی
دو کس از اہل ایمان و این سماع مستجلب رحمت ست از پروردگار کریم و اختلاف در سماع
اشعار و قصائد ست بالحان معطربه موسیقیه و در اینجا ست کثرت اقوال و تباین
احوال بعضے آنرا منکر شہند و بفسق ملحق دارند و بعضے بدان مولع و انراحق و ضبح شمارند
و ہر دو طائفه در طرفین تفریط و افراط اند انتہی و نیز می آرند که از جنید پرسیدند که در
باب سماع چگوئی فرمود کل ما جمع ہمک مع اللہ فہو مباح این سخن از جنید رضی اللہ عنه
بسی صوفیانه ست و اطلاقش محل لغزش اقدام عوام و جہلاست و بصحت رسیده است
ازوی که فرمود اذا رایت المرید یطلب السماع فاعلم ان فیه بقیته من البطالته و واجب ست
که مراد وی ازان قول آن خواہد بود که ہر چه نه در شرع حرام و مکروه متفق علیه است
اگر باعث جمع ہم و حضور قلب شود باکے نیست و چون وی رضی اللہ عنه در باب
سماع باین اطلاق فرمود لابد مطلق سماع نزد وی حرام نباشد و ما نا که حق نیز ہمین ست
چه دعوی حرمت سماع علی الاطلاق و وجود دلیل قطعی بر حرمت آن چنانچه بر زنا و
شرب خمر و دیگر معاصی ست چنانچه بعضے متفقهه گویند مکابره ست حق انست و اللہ اعلم
که در شرع دلیل قطعی ہم چنانکه بر اباحت او نیست بر حرمت او لذاته نیز نیست در قوت
القلوب میگوید که اگر ما مطلق سماع و مجمل آنرا یعنے بے تفصیل بعضے انواع و تفصیل در احوال
سامعان منکر شویم لازم آید انکار بسی از صدیقان و میل امام ابو محمد غزالی رحمة اللہ
علیه درین مسئله ہمین جانب ست و در کتاب احیاء العلوم بعد از نقل اختلاف عمل مشایخ
از نزد خود بدلیل معقول اثبات اباحت سماع میکند و میگوید سماع غنا در ذات خود

مباح ست که اصلش سماع صوت حسن ست وشنیدن آواز خوب مر سامعه را مباح الاصل ست
چنانچه باصره را دیدن الوان واشکال خوب وسیر وتماشای باغ وگلزار پس ازان بعارض
وچیزی بیرون از ذات گاه حرمت وکراهت پیدا کند وگاه استحسان واستحباب و بسا که امر
مباح در حذات بعارضی از عوارض خارج از ذات واجب ومستحب وحرام ومکروه گردد ومیگوید
اگر یکی قصد راه حج فرض یا ناقله دارد ودر راه مانده شود ونتواند جنبید ناگاه شعرے
رغبت بخش شوق افزا با آواز خوب دلکشا بشنود وراه دو روزه بیک ورطه کند چسپرا
حرام باشد وللوسایل حکم مقاصدها این سخن امام غزالی نیز مبنی بر آنست که سماع غنا
در اصل مباح ست ودلیلے بر حرمت او نیست والا وجود تازگے وحدوث شوق
چه فائده کند اگر یکے مانده وافسرده شود وپیاله شراب بخورد که بدان شوقی در رفتن
راه حج یا قوتی برگذاردن نماز پیدا کند درست باشد نباشد حاشا وکلا اول اثبات
اباحت باید کرد پس ازان این سخن گفت ووی همچنین کرده ومختار نزد وی اباحت
غناست وحرمت وکراهت بعارض ست چنانکه گفتیم وبعضے گفته اند هو شبهة
تتقے یعنے سرود شنیدن شبهه حرمت دارد تقوی در آنست که نشنوند ودر حدیث آمده
است کان ابلیس اول من ناح واول من تغنی ونیز در حدیث آمده ست از ابن مسعود
الغناء ینبت النفاق فی القلب الحدیث رواه البیهقی فی شعب الایمان عن جابر
رضی الله عنه وابن مسعود وابن عباس فرموده وسوگند یاد کرده اند که مراد بلهو الحدیث
در کریمه ومن الناس من یشتری لهو الحدیث استماع غناست ومجاهد گفت که مراد
بصوتک در کریمه واستفزز من استطعت منهم بصوتک غنا ومزامیر ست وفضیل ابن
عیاض فرمود الغناء رقیة الزنا ودر حدیث احمد وابو داؤد آمده ست نافع گفت
ابن عمر در راهی میگذشت ناگاه آواز مزماری بگوش وی رسید پس در آورد انگشتان
خود را در سوراخهای گوش خود وبرگشت ازان راه بجانبے دیگر وگفت مرا آیا می شنوی

یا نافع آوازی را گفتم نه پس برداشت انگشتان از گوش و گفت اینچنین دیدم از
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ کرد نزد شنیدن آواز زنی نافع گوید من دران ہنگام
صغیر بودم یعنی از بنجہت منع نکرد مرا از شنیدن آن آواز از امام شافعی آرند کہ غنا لہوے
است مکروہ مشابہ بہ باطل و گفتہ است کہ ہر کہ استکثار کند ازان سفیہ و بیخبر ست و مردود
الشہادۃ و گفتہ است کہ استماع از زن نامحرم جایز نبود ہر چند در پردہ باشد و مذہب
امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ آنست کہ سماع غنا از ذنوب ست و در روایۃ مشہورہ
ازوی آمدہ کہ مکروہ ست و امام مالک رح گفتہ کہ اگر جاریہ بجرد و متغنیہ برآید این عیب باشد کہ
بوی مستحق رد و فسخ بیع گردد و مثل این آمدہ از امام احمد بن حنبل و گفتہ اند کہ ہمین ست مذہب
سایر اہل مدینہ این سخن منجر گردد بر روایات فقہ و اقوال فقہا رحمۃ اللہ علیہم و این دور در اثر
است و روشی دیگر ست اگرچہ اصل ہمین ست و ما نا کہ مراد درین اخبار و آثار و امثال
آن غنائی خواہد بود کہ فعل و اسماع آن بطریق لہو و لعب و داعیہ نفسانیہ و شہوت حرام
و بر وجہ بطالت باشد تطبیقا بین الدلایل و حفظا للطرفین و محدثین را در احادیث
مذکورہ درین باب سخن ہم ہست و ایشان میگویند کہ ہیچ حدیثی صحیح در ینباب وارد نشدہ است
واللہ اعلم و مقصود ما درین رسالہ بیان اقوال و افعال مشایخ طریقت ست در ینباب
کہ چہ کردہ اند و چہ گفتہ و ما بتیک حکایات مشایخ پیشین و پسین را در ینباب مختلف یافتیم
باقطع نظر از غالب و مغلوب نقل ست کہ شیخ جماد و باس کہ از مقتدایان وقت و از مشایخ
طریقت حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی بودند رضی اللہ عنہ
و آنحضرت در ابتدا کار در صحبت ایشان بودہ و سلوک این طریق نمودہ اند روزی بہ
جمعہ میرفتند ناگاہ در اثنار راہ آواز سرودی بگوش ایشان رسید ایستادند و
متوقف گشتند و متامل شدند و گفتند ایا امروز چہ معصیت از ما بوجود آمدہ کہ بعقوبت
آن باین بلا مبتلا شدیم ہر چند در نفس خود تفحص کردند چیزے ازین باب نیافتند پس

برگشته بخانه آمدند و تفحص حال نمودند که مگر از ایشان چیزی بوجود آمده باشد بعد از تحقیق
حال معلوم شد که کاسه خریده بودند که مصور بود فرمودند این بود که بشومی وی گرفتار آمدیم
این حکایت در بهجة الاسرار مذکور ست حکایت دیگر بشنو در جانب خلاف آن از خواجه
اجل ابو یعقوب یوسف همدانی قدس سره که هم در کتاب بهجة الاسرار می آرد که وقتی
ایشان در سماع بودند دو فقیه آمدند و ایشان را از سماع منع نمودند خواجه در تفت شد
و در غضب آمد و گفت اماتکم الله بمیرانند تا نزاع خدا تعالی فقیهان هم در حال بمردند و شیخ
ابو یعقوب همدانی از کمل اولیاء و اصفیاست و شیخ حماد و باس نیز همچنین این اختلاف
از کجاست یارب مگر مشارب مختلفند و شیخ ابو یعقوب پیر خواجه عبد الخالق عجدوانی اند
که سر حلقه سلسله نقشبندیه اند قدس الله اسرارهم و با وجود آن روش خواجه بزرگ
بهاء الدین نقشبند قدس الله سره ترک سماع بود که میفرمایند نه هنکار کنیم و نه انکار کنیم
و حضرت خواجه عبید الله احرار نیز بر طریقه اجتناب بودند و بعضے مریدان ایشان بعد
از ایشان نه بر طریقه اصل مانده روش سماع را راه دادند و دعوی کردند که از
خواجه رخصتی در میان داریم که فرموده بودند اگر بعد از ما بمصلحت وقت به رعایت
نفوس بعضے سالکان کار کنند مختارند و الله اعلم و در سلسله کبرویه سماع هست و حضرت
شیخ نجم الدین کبری و شیخ مجد الدین بغدادی و دیگر عزیزان این سلسله سماع میکردند
و شیخ نجم الدین کبری مرید شیخ عمار یاسر اند و شیخ عمار یاسر مرید شیخ ابو النجیب سهروردی ست
و از جانب شیخ شهاب الدین سهروردی که خلیفه شیخ ابو النجیب ست سماع نمی شنود و
بدان کار نمی کند و در رد و قبول آن براه تفصیل میرود و ازینجا معلوم میشود که اختلاف
در سماع نه همین در سهروردیه و چشتیه ست حالی ست که بعضے را باشد و بعضے را نه و اگر چه
بعضے را آن حال باشد با وجود آن توقف نمایند و براه اتباع روند سماع عنا مذهب ست
و رکنی از ارکان طریقت که بران بایستند و لازم گیرند نه از قطب الوقت شیخ ابو النجیب

شاذلی که امام وسر حلقه سلسله شاذلیه اند روح الله ارواحهم واوصل الینا من برکاتهم
وبرکات علومهم می آرند که کلامی فرمود که ترجمه اش این ست آن ها که سماع کنند وطعام
ظلمه خورند بدانکه در ایشان نزغه یهودیتست که در قرآن مجید میفرماید سماعون للکذب
اکالون للسحت ونیز فرمود در وقتی که پرسیده شد از حال سماع کنندگان روزگار انهم
الغوا باهم ضالین فهم علی آثارهم یهرعون وهم یکی از مشایخ شاذلیه فرموده ست که
السماع انخطاط فی درجة الحق اذا کان صادرا عن اهله بشرائطه وآدابه گفت سماع
پستی ست از مرتبه حق در وقتیکه صادر شود از اهل آن با جمیع شرائط وآداب که
قرار داده اند چه جای آنکه از نا اهل بود وبی شرائط وآداب باشد یعنی در چه حق
بالاتر از مرتبه سماع ست ندانم که این چه اشارت ست مگر مراد از حق طریقه اتباع
سنت داشته وبیشک طریقه سماع وصورت آن خلاف سنت وطریقه اتباع ست
یا مراد بدان مقام شهود ذات وتجلی ذاتی ست که گویند سماع اهل قلوب وارباب تجلی
صفاتی را باشد که تغیر وتحول واضطراب در همیمقام پیدا شود خلاف تجلی ذات که آنجا همه
سکون وتمکین واضمحلال ست ونیز گویند که سماع شنیدن پیام محبوب ست وپیام
شنیدن در غیبت باشد نه در حضور این چنین گفته اند بعضی مشایخ اما تواند که در
حضور نیز سخن از زبان محبوب بشنوند در اینجا سماع کلام محبوب بود نه پیام او یا رب
مگر آنکه حالت استغراق بود وسماع حالت فنا واستغراق نیست چه در استغراق بی شعوری
ست ودر سماع قسم شعور بود وچون با استغراق کشد انجا سماع نخواهد بود وحالت محمود
در سماع آنست که اختیار رود نه شعور ونیز گویند که سماع ارباب وجد را بود وجد مبنی از فقد
ست ومرتبه وجود بالاتر از وجد داشته اند که مقام ارباب تمکین از منتهیانست چنانچه
در عوارف از شیخ حماد وباس نقل کرده ست که فرمود البکاء من البقیة الوجود وچنانچه از سهل
تستری می آرد که وی هرگز از سماع ذکر وقرآن متغیر نشدی روزی در آخر عمر وی قرآن

نزد وی خواندند بر خود لرزید و نزدیک بود که بیفتد پرسیدند که این چه بود که هرگز از تو ندیدیم
فرمود ضعف حال گفتند اگر ضعف اینست قوت کدام باشد فرمود قوت آن باشد که هزار دیو
که ورود یابد آنرا فرو برند و متغیر نشوند و چنانچه از صدیق اکبر می آرند که شخصی را دید که قرآن
بشنید و زار زار بگریست و زعقها زد و بیخودی نمود فرمود کذلک کنا من قبل ولکن قست
قلوبنا ما نیز همچنین بودیم ولیکن اکنون سخت گشت دلهای ما مراد باین سختی قوت
یقین و تمکین دل ست که از حالی بحالی نرود و تغیر نپذیرد و ما تا که ترک جنید قدس سره
سماع را در آخر عمر هم ازین قبیل بود و از بیجا ست که شیخ شهاب الدین سهروردی رحمة الله علیه
میگوید که منتهی مستغنی از سماع بود و میر سید محمد گیسو دراز علیه الرحمة در برابران میگوید
که این منتهی ست که آفت انتها بوی رسیده ست و میگوید در عشق دو آفت ست یکی
در ابتدا دیگری در انتها آفت ابتدا آن بود که چندان درد عشق و غم طلب معشوق بروی
طاری شود که او را محیط گردد و مدتی برین برآید تا او را لذت کامل دست دهد و هیچ راه
وصول بمحبوب بروی نگشاید بداند که جز از درد و غم نقدی دیگر نیست همبران ماند بعد
از مرور ایام درد و غم طبیعت او شود و عادت گیرد و ذوق درد نماند نه لذت وصول
شود و نه ذوق الم و حرقت همچنین ضایع شود و سرد گردد و بر جای خود بماند و عاقبت
او بر خسران و حرمان باز آید نعوذ بالله منها و آفت انتها آنست که چون بوصال معشوق برسد
مشغول بلذت وصال گردد و حرقت فراق و الم هجران ازوی برود و بعد از مرور ایام وصال
عادت و طبیعت او گردد و ذوق وصال هم برود و مطلوب از حالتین جز ذوق و خوشی و
راحت بمحبوب نیست اگرچه وصال باشد ذوق کجا که بدان راحت گیرد مجرد وصال چه کار آید
اما عشق برخوردار آنست که در حالت ابتدا مشغول بلذت فراق و الم و حرقت هجران باشد
و در انتها هر چند که وصال یابد ذوق مزید تر شود و طلب زیاده تر گردد و درد بر درد افزاید
این کلام سید ست در ملفوظات وی بعد ازان میگوید سخن من در ذوق ست قطع نظر از کمال

ونقصان وسید علیه الرحمة سخن خوش طبعانه میگوید مگر ذوق چیزی دیگر ست که در ان جا
سخن میرود واین مستی ست کسی آنجا چه گوید ؎ مست عشقم دگر نمیدانم ؛ نه انا الحق
نه فیه ما فیه ؛ سخن اینجا در قواعد واحکام ایشان میرود که قرار داده اند والله اعلم وآن
سخن سید که در ترجمه عوارف میگوید نیز خالی از غرابتی نیست در انجا که در عوارف در باب
وانکار سماع می آرد که بزرگے گفته ست ان الغنا ینوب عن الخمر ویفعل مالفعل السکر گفت
که شنیدن سرود در مست ساختن وبیخودی آوردن کار شراب میکند وقایم مقام اوست
این بزرگ تنقیص غنا وتحذیر ازان میکند چنانچه در سخن همین بزرگ ست که ایاک والغنا
فانه یزید الشهوة ویهدم المروة پس ازان میگوید وانه لینوب عن الخمر ویفعل مالفعل السکر
وبیشک انچه اورا تشبیه بشئ حرام کنند وقایم مقام او دارند ناقص ونازل خواهد بود وسید
اینجا میگوید که این سخن خود موافق مدعای صوفیان امد یعنی مقصود از سماع ذوق و
مستے ست وچون آن بزرگ فرمود که کار شراب میکند ثابت شد مقصود ما این سخن نیز
خالی از خوش طبعی نیست در ذوق بخشیدن سماع ومستی آوردن آن کرا سخن ست محرم
دل وحرمت ونقصان وکمال اوست اینمقام منزلة اقدام ست که گویند مطلوب مستے
وذوق ست هرچه مستی آرد مبارک ست چرا این مرد پیاله شراب نخورد که در ذوق و
مستے کاملتر از سرود ست ومشبه به اوست انچکایت بدان ماند که در کشف المحجوب میگوید
یکے از ارباب کشف ابلیس را دید علیه اللعنة که جماعه گردوے آمده سرودی میگویند ودفها
می زنند ومزامیر مینوازند ووی در گریه ست ورقص میکند ومیسوزد ومینالد شنج پرسید
که این چه حال ست ابلیس در جواب او گفت که کاروی از آنروز که اورا رانده اند ودرغ
لعنت بر جبین حال وی نهاده اینست که می نالم ومیسوزم ومصیبت حال خود میدانم
انچکایت را صوفی از صوفیان روزگار شنید وگفت این خود مین مدعا وصور تحال ما
آمد ومعلوم شد که سماع باعث ذوق ودرد وسوز وناله وگریه ست دیگر سخن چیست گفتند

این نه بینی که انکار ابلیس ست پس ازان در مدح ابلیس در آمد که او را چه خیال کرده آید وی عاشق
ذات الٰهی ست وعین القضات چنین وچندین مدح وی کرده ست کسی با این طائفه
چه گوید نعوذ باللہ من الزیغ والزلل واز اہل توحید وجود انکه اشد انکار بر سماع غنا دارد
شیخ محی الدین بن عربیست که میگوید که تاثیر نغمه بالذات بر روح حیوانی ست وحرکة بدن
ورقص بے آن هرگز نبود وروح انسانی منزه ست از تاثر نغمه ومیگوید که سماع غنا وتاثیر
بدان ندین خالص ست که الا لله الدین الخالص ووجدی که در سماع نغمه پیدا شود
لا یعول علیه ست ومیگوید که نشان ذوق قرآن ولذت شوق سماع آن آنست که شنیدن
او بنغمه و بالنغمه یکسان بود واگر ذوق مقید بنغمه بود ان لذت حسن صوت بود نه لذت محض
قرآن وشرح ومبالغه در باب منع سماع غنا در کلام شیخ بسیار ست ومیگویند که شیخ
شهاب الدین سهروردی شیخ اوحد الدین کرمانی را که سماع می شنید وبر آمردان نظر میکرد
وصاحب وجد وحال بود ندید واورا در مجلس خود راه نمیداد واگر ذکر او در مجلسے رفت میگفت
نام آن مبتدع نزد من برید واین حکایت را شیخ علاء الدوله سمنانی تصحیح کرده وگفته است
که شنیدم این حکایت بواسطه از کسیکه حاضر بود دران مجلس ومیگویند که شیخ او حد الدین چون
شنید که شیخ در باب وی اینچنین میگوید گفت همچنین خوشم که باری نام من بر زبان شیخ
رفت زهی صدق ودیانت آن مرد رحمة الله علیه ودر بعضے ملفوظات مشایخ چشتیه قدس
الله اسرارهم نوشته اند که شیخ اوحد الدین در ملازمت شیخ شهاب الدین آمد وسماع طلبید
شیخ اورا بدان اجازت داد وخود مشغول بنماز شد وخادم را فرمود تا طعامی برای درویشان
مهیا سازد ونیز نوشته اند که وقتی قوالی بخدمت شیخ بهاء الدین ذکریا قدس سره آمد
وگفت به خدمت شیخ شهاب الدین بودم وقصیدے نزد او خواندم وشیخ ازان ذوق گرفت
وحال کرد پس شیخ بهاء الدین در حجره در آمدند وچراغ را کشتند وقوال را امر بخواندن
آن قصیده کردند وحال نمودند وذوق گرفتند بعضے مردم اینحکایت را غریب شمارند

وبیچ غرابت ندارد واگر قصیده مشتمل بر ذکر احوال محبت ومقامات محبان که باعث برشوق
ومزید طلب وحضور دل ورفع خواطر وقوت باعثه حقانیت گردد بشنوند ووذوق گیرند چه نقصان
دارد بعد ازانکه معلوم شد که اصل حسن صوت علی الاطلاق حرام ومکروه نیست این قدر از
خود در زمان سلف نیز از بعضے ازایشان بوجود می آمد بالاتر ازین حکایتی ست که در
تکمله نوشته اند که جماعه صوفیه در خدمت حضرت غوث الثقلین رضی الله تعالی عنه حاضر
بودند قوال شعری انشاد کرد وآنحضرت را حال شد وبطیران در آمدند واز انجا هم بطریق
طیران در خانقاه خود حاضر شدند ونیز می آرند که شیخ عزالدین عبدالسلام که از اعیان و
اکابر ائمه مذهب شافعی ومقتدایان ایشان وبسی بزرگ وعالیقدر ست در اول حال براه
مبائنت وانکار مشرب درویشان میرفت وچون حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی قدس الله تعالی
روحه از زیارت حضرت سید عالم صلے الله علیه وآله وسلم باز آمد نزد شیخ عزالدین عبدالسلام
رفت وگفت رسول الله یقرئک السلام شیخ عزالدین را بشنیدن این کلام حالی دگرگونه
که از خود برفت پس ازان با مشایخ صوفیه براه اعتقاد وانقیاد میرفت بحدیکه در مجلس
سماع ایشان نیز حاضر میشد این حکایت صحیح ست وثقات آنرا روایت کرده اند اما این
ندانم که مراد مجلس سماع حضرت شیخ ست وایشان سماع میکردند یا مجلس مشایخ دیگر مراد است
که از اهل سماع وصادقان راه دران وقت بوده اند والله اعلم وشیخ الاسلام عبدالله انصاری
قدس الله سره الاعلے گفته که ذوالنون مصری وشبلی وخرار ونوری ودراج همه در سماع رفته اند
وغیر ازایشان نیز بوده اند از مشایخ ومریدان رحمهم الله تعالے که در سماع رفته اند چه در سماع
قرآن وچه در سماع غیر آن وحکایت ایشان در کتاب نفحات الانس منقول ست وبیقین
رسیده ست که کبرای مشایخ چشتیه وبزرگواران این سلسله قدس الله تعالے اسرارهم
سماع می شنیدند ولیکن باحتیاط وشرایط وآداب وبیشتر اوقات در خلوات می شنیدند که از
ثقل وجود اغیار ونامحرمان خالی بود وگویند که در عهد دولت قطب الواصلین خواجه قطب الدین

اوشی قدس الله تعالی سره العزیز واوصل الینا فتوحه درویشان روزه طی برمیگرفتند
وریاضت میکشیدند پس ازان در موسم اعراس مشایخ وعزیزان سماع می شنیدند
ومشهورست که رحلت خواجه هم در ضعف وبیماریست که در مجلس سماع حادث شده بود
چنانچه امیر حسن دهلوی نیز در غزل خود اشارتی باین قصه کرده ست وگفته ؎
جان برین یک بیت دادست آن بزرگ + آری این گوهر زکان دیگرست +
کشتگان خنجر تسلیم را + هر زمان از غیب جان دیگرست + وقاضی حمید الدین ناگوری
را که از علماء وعرفاء وقت بود ومشرب عشق ومحبت وتوحید داشت در سماع غلوی تمام
بود وعلماء آن وقت بر سر آن محضری ساخته وبحکم سلطان شمس الدین درویشان
از سماع ممنوع شده بودند الا در خلوت پنهان میکردند وحکایات در بینباب در ملفوظات
ایشان بسیار نوشته اند ومولانا برهان الدین بلخی فرموده ست که از خدا امید میدارم
که مرا در روز قیامت از هیچ گناه کبیره نه پرسند زیرا که نکرده ام الا یک گناه وآن شنیدن
رباب ست که آن را بسیار کرده ام واگر این زمان بیابم نیز میکنم اشارت بوقع دلی
اختیاری وگرفتاری خود میکند وباوجود آن اعتراف بتقصیر خود دارد وحضرت شیخ
العالم فرید الحق والدین گنج شکر قدس الله تعالی سره در باب سماع واختلاف مردم
فرموده اند سبحان الله یکی سوخت وخاکستر شد دیگری هنوز در اختلافست ودر زمان
سلطان المشایخ شیخ نظام الدین اولیا قدس سره اینکار رواج دیگر یافت ودر زمان
تغلق شاه بر ایشان نیز محضر ساختند ومحاضر سابقه را که در زمان قاضی حمید الدین
ناگوری کرده بودند نیز حاضر کردند غالبًا قرار بر تفصیل وتفریق یافت ودر مجلس ایشان
مزامیر نبود وتصفیق نبود ویاران خود را ازان منع میکردند ومیفرمودند که باری
اگر کسی بیفتد باید که از دائره شرع بیرون نیفتد این بنا بر آنست که در مسایل فقیه
مذکورست که در شنیدن غنا خلافی هست اما شنیدن مزامیر باتفاق حرام ست

یکبار امیر حسن علیه الرحمة در خدمت ایشان عرض کرد که صدقه خواجه چون صوفی شنیده
شود دنیا و مافیها در آنوقت فراموش گردد و همه چیز بر دل سرد گردد و جز یاد حق در دل
نماند و در نماز اینخالت دست ندهد چه باید کرد فرمودند که سعی کنید که اینخالت در نماز هم دست دهد
و چون در مجلس سماع حاضر میشدند بکا بر ایشان غالب بود و رقص و تواجد نقل آن از ایشان
بنظر در نیامده است و حضرت شیخ نصیر الدین محمود رحمة الله علیه در غایت تورع و احتیاط و سلمانی
و نگاهداشت حدود ظاهر بودند و همیشه بدرس علوم دینی مشغول و گاه گاهی که سماع می شنیدند
قوالان هم از جنس طالبعلمان و درویشان میبودند که در خدمت ایشان کار میکردند
چنین شنیده میشود که یکبار در خانه شیخ برهان الدین غریب مجلس سماع بود و مزامیر نیز بود
شیخ نصیر الدین محمود از مجلس برخواسته و اعراض نموده بمنزل خود آمدند کسی گفت که از طریقه
پیر برگشتی گفت حجة لمن شود و این خبر بسلطان المشایخ رسانیدند فرمودند خوب کرد و حق
بجانب اوست و منتسبان سلسله مخدوم شیخ نصیر الدین محمود قدس الله تعالی سره
غایت اجتناب و احتراز از شنیدن مزامیر دارند و ایشان میگویند که شیخ فرمودند که هر که
سماع مزامیر کند از عقد بیعت و مریدی ما بر آید و الله اعلم بالصواب و الیه المرجع و المآب
تنبیه بوضوح پیوست که افعال و اقوال مشایخ طریقت در باب سماع مختلف و متعارض
آمده و شک نیست که مقتضای اختلاف و تعارض بالطبع توقف و تردد است و غلبه رجحان
یک جانب را سببی و باعثه باید و سبب و باعث در اینباب چند بود یکی بطالت وقت و غلبه احکام
طبیعت و شهوت و عدم اعتنا و مبالات باحکام شرع و فقدان نیت و عزیمت و اتباع
احسن و اخذ اولی و ارجح و این خارج مبحث ست چه آنها که اینحال دارند در حکم بهایم و
انعام اند که احوال و افعال ایشان را ضبطی نباشد بل هم اضل و دیگر طائفه اند از ارباب
تفسل که ذوق طاعت و عبادت و لذت ذکر و تلاوت و خلوات و مناجات محروم بعضی از اضل
خطرات و بعضی بجلت اعتیاد و صحبت ارباب دعوت و رجعت چون از شنیدن نغمه که بالطبع مشیر و محرک باطن و جامع اشتات

خواطرست لذتی وسروری وشعوری بمطلوب حاصل وقت ایشان گردد بدان ازجاروند
فریب خورند وجود اینحالت را عنیمت شمردند وبتسویل وتزئین نفس وشیطان این را
برعبادت وریاضت ترجیح نمایند واهل آنرا استکر شوند واز ذوق ولذت عشق محروم
شمارند جزای ایشان آن بود که روز بروز از طریقه دین ودیانت بیگانه تر گردند ودور تر
افتند ودر انچه هستند منهمک تر وغالب تر شوند واز نماز خبر نشست وخاستی ایشان را نصیبی
نماند وآن نیز بریا وتکلف وخوف زجر وتشنیع خلایق کنند تا رفته رفته کار بجای رسد
که آن نیز از دست رود اگر نزد ایشان حسن صوت باحسن صورت منضم گردد خصوصاً
از نساء مغنیات ماهیت ذوق وشوق ایشان بوجود علت صوری ومادی تمام شود
وبالاتر ازان ذوقی نبود واگر بعضے مغیرات که باعث اعتدال مزاج طبعی وتهیج قوای
حیوانی گردد بکار برند خود قیامتی دیگر قایم شود باز جماعه که ازینها بجنبش طبعی وسخن رسمی
وذوق حکایات واشعار ورموز واشارات واسرار که طائفه وجودیه وباطنیه دارند موصوفند
خود عارفان دهر وکاملان روزگار ومقتدایان طریقه اشرار اند پایه حال ایشان بزعم
ایشان برترست از آنکه فهم علماء وزهاد وعباد بدان رسد معاذ الله عن المکر والاستدراج
کاشکے این ذوق وحال معرفت هرگز نبودے وهم بنماز وروزه خشک بدین عجایز ساختندے
باری صورت ایمانی ازین عالم باخود بردندے بیطائفه نیز درحقیقت خارج مبحث و
بیرون دائره اعتبار اند قویتر شبه وخفی تر اشتباهی در پیروی پیران ست
یعنے هرچه بزرگان وپیران ما کرده اند ما نیز اتباع ایشان میکنم ودر اینجا جماعه هستند که
احکام شریعت را از السنه واحادیث واقوال علماء رانه شنیده اند ایشان جاهلانند
تعلیم شان باید کرد وحقیقت حال کشف نمود وفرقه دیگر اند که گویند ما را با شریعت چه کار
ست ما ازان ایمانیم ودست بدامن عزت ایشان زده ایم دیگر چه باشد اینها
کافرانند تعزیر شان باید کرد وحد ارتداد اقامت نمود وجماعه گویند که ظاهر سنت

خود چنین مینماید ولیکن چون بزرگان کرده اند بی سندی و دلیلی نخواهد بود اگرچند ما ندانیم این
سخن تقلید نیست اما در عالم اعتقاد و پیری و مریدی وجهی دارد و اعتذار را میشاید بایشان
باید گفت بزرگان که کرده اند بغلبه حال و مستی و بیخودی کرده و گاه گاه کرده اند برای مصلحت
وقت و مقتضای حال و بنیاتی و شرایطی و آدابی که داشته اند آنرا کرده اند و طریقت ساخته
و دیگران را بدان امر نکرده و بتعصب نورزیده آن ذوق و حال کو و آن مصلحت و نیت
کجاست و اگر آن صفات و احوال و آداب که ایشان داشته اند شما نیز دارید و از خود و از
دیگران که درین مجامع و مجالس حاضر آیند این معانی به یقین یا بظن غالب معاینه می کنید
مبارکباد شما تا بعالم بزرگانید و الله خبیر بما تعلمون و جماعه دیگر اند که در صدد اثبات
این عمل باحادیث و اخبار و آثار شوند این روش خالی از تکلفی نیست حدیث لسعت
حیة الهوی خود پیش محدثین و محققین مشایخ نیز موضوع و بی اعتبار ست و حدیث جائنا تبین
که در روز عید تغنی مینمودند و ابو بکر صدیق بسابقه علمی که بکراهت و حرمت آن در دین
داشت یا باجتهاد و قیاس خود که بمشاهده صورت لهو و لعب اعتقاد آن نمود منع شان
کرد پس آنحضرت سر از خواب برآورد و فرمودند که امروز روز عید ست منع مکن یعنی اعتقاد
عیش و سرور روز عید مجوز و مباح ست مسامحه بکن دران و در تغنی و تدفیف در اعیاد
و اعراس و ولایم سخنی هست و تجویزی رفته ست اما شمارا ای معاشر اهل روزگار چه فائده
کند باری آن زنان که بودند و چه میخواندند و چه سرود میکردند دو جاریه بودند از اهل خانه
که بعضی وقایع که میان اوس و خزرج گذشته بود باوازیکه دارند میخواندند و مغنیه نبودند
در صحیح بخاری آمده کانتا تغنیان لیستتا ن بمغنیتین بنهایت انچه بدان ثابت شود آن بود
که تغنی علی الاطلاق حرام نبود مسلم اما این اجتماعهای خاص با کیفیت مخصوص چه بود
و اینجا فرقه ایست که اگر بغز بکاوند سخن پیران از ایشان محض بهانه و مجرد حیله ست اگر
ایشان معتقد پیران اند چه شد که از روش پیران همین سماع و حضور مجالس آنرا گرفتند

و باقی همه ابباد فتاده اند بدنام کننده نکو نامی چند * که گویند ایشان اند حاش لله ایشان
با پیران نسبتے و پیران را با ایشان عنایتے باشد پیران اهل حق اند و از ارباب صدق از
اهل بطلان و کذب کی راضی شوند بنای فعل ایشان جز نفسانیت و تعصب نیست حتی
اگر فقیهی را و مشرعی را ببینند بر رغم وے پیشتر کنند و تندتر شوند گویا که با این جماعه
دشمنی دارند و دینی دیگر دارند لعنهم الله جماعه اند از مریدان قدم در راه سلوک نهاده و
متعمل و تشبه در اعمال صوفیه مداخلت نموده و لباس درویشی و اهلیت بحسن نیت پوشیده
و در دی در دی چشیده و معتقد مشایخ گشته و امیدوار احوال ایشان آمده اگر مطلق
انکار کنند بترسند مبادا انکاری و تفتیضے نسبت بان بزرگان لازم آید و اگر انکار نکنند
و لیکن اجتناب و احتراز کلے نمایند مبادا از انچه آنها یافته اند محروم گردند و هم چنانکه در
باب پیش روی ایشان کنند در کارهای دیگر نیز موافقتی دارند و ریاضتی میکشند و حالے
میکنند اگر وجدے نباشد باری تواجدے هست و اگر تحقیقے نبود تشبیهے باقیست اینها
اگر تعصبے نورزند و عادت نکنند و توغل ننمایند و تورع از دست ندهند و احتیاطی
در کار دارند درویشانند و بی نشانی از اهلیت نیستند هر چند بی مزج نفسانیتی
نباشند اما ارباب احوال و اذواق و اصحاب معارف و مواجید از ارباب قلوب
که از شایبه تکلف و تصنع و نفسانیت بالکلیه عاری و در دریاے وجد و مشرب سکر
مستغرق و مستواری اند دیگر اند باز طائفه اند که از شائبه مزج نفس بلکه تقلب قلب نیز
بیرون آمده و در صرف مقام صحو و تمکین و تحقیق مقیم و مستقیم شده از همه بالاتر اند
اولئک علی هدی من ربهم و اولئک هم المفلحون و رضی الله عن جمیع عباده الصادقین و
رزقنا اتباعهم و سقانا من مشاربهم المار المعین و صلے الله علی خیر خلقه استاد الکل و امام
الهدے محمد و آله اجمعین ٭

الرسالة السابعة و رود الامداد بالاستقامة علے الاوراد ٭

لا اله الا الله محمد رسول الله

از حکم بن عطاست رحمة الله علیه اذا رایت عبدا اقامه الله بوجود الاوراد و ادامه
علیها مع طول الامداد فلا تستحقرن ما منحه مولاه ان لم تر علیه سیماء العارفین و بهجة
المحبین خلوا لاوراد ما کان ورد بندگان خاص الهی جل جلاله دو قسم اند مقربانند و ابرار
مقربان آنانند که از حظوظ و ارادات خود منسلخ شده اند و بر اختیار و ارادت مولی
تعالی ایستاده و ابرار آنانکه بقایای حظوظ و ارادات در ایشان باقی مانده و بالکلیه
فانی نشده اند و مولی کریم تعالی و تقدس ایشانرا در مقام طاعت و عبادات اقامت
نموده بر فع درجات در دنیا و آخرت تخصیص فرموده ست و لابد امداد نور انیت و
یقین ایمانی شامل حال ایشانست که اقتضاء بے قیام در ین مقام کرده پس چون بینی تو
ای مخاطب بنده را که او را الله سبحانه در اوراد و اعمال برداشته و توفیق ادامت و
استقامت بر آنها بخشیده ست دیگر او را بچشم کم مبین اگر چند سیماء عارفان و بهجت محبان
خاص در ناصیه حال او نه بینی و به یقین دان که آرزوی انجذابی در باطن او پیدا شده
که موجب نهوض و مقتضی اقامت و ادامت ورد شده و اگر آن وارد نمی بود آن نور
توفیق نمی تافت اقامت ورد و استقامت بران صعوبت نمی یافت و لولا ان هدانا
الله لما اهتدینا و لا صمنا و لا صلینا بلکه هر که انتساب بجناب حق و لو بوجه عام نموده لابد بوجهی
از وجوه تعلق و اختصاص مخصوص گشته ست چه اگر نه باعثه محبت و تعظیم آنجناب در دل
پیدا شدی هرگز تعلق و انتساب را بر ضد ان ایثار و اختیار نکردی پس بر حسب اندازه
و قصد و نیت وی در تعظیم آنجناب رعایت تعظیم وی لازم آید اهل لا اله الا الله همه منتسبان
جناب حق اند سبحانه هتک حرمت ایمانیه ایشان اگر چند فاسق و بدکار باشند جایز
نباشد لا تلعنوه فانه یحب الله و رسوله حجت آنست الا آنکه حدیکه در شرع بتعیین یافته
نیابة عن الله و رسوله اقامت باید نمود بعلت آنکه وی خود هتک حرمت انتساب

گردد و برا ہلاک و اذلال خود اعانت نمودہ ست و اقامت حد خاصۃ بر اہل خصوص
باید کہ بے مداخلت ہوائے نفس و تجاوز از حد محدود باشد و زبانرا
از لعن و طعن و دشنام محفوظ دارند تا موجب عود ضرری نگردد و ازینجا ست تقریر بعضے مردم
بہ سبب تعرض بارباب خصوص باقامت حدود شرعیہ آن نہ بجہت اقامت حق ست
بلکہ لعبت تجاوز از حق نسال اللہ السلامۃ سیدی الشیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ تعالے عنہ
میفرماید اکرم المومنین وان کانوا عصاۃ مذنبین واتم علیہم الحدود واہجرہم رحمۃ لہم
لا تعزرا بہم اکنون بسیمای عارفان و بہجت محبان کہ فرمودہ ست کرامست سیمای
عارفان ستہ چیز ست اول قصر ہمت بر مولے خود ہم در طلب او و ہم در طلب از و ہیچ حال توجہ
ایشان بجانب خلق نباشد و نظر بر غیر نیفتد نہ در رد نہ در قبول نہ ان رو ہم خاطر ایشان
در پیش مولے در قلیل و کثیر عارف ہمیشہ مضطر بود از جہت علم او بعدم قدرت خود و غیر
خود بر چیزے مگر بوے تعالے ثالث فقد اضطراب نزد تعذر اسباب عارف را سکون
ابدی و راحت دہر است چون خود را بتمام تسلیم وی نمودند بے نیاز گردانید ایشانرا از خود
از غیر خود و متولے شد تمامہ امور ایشانرا از ینجا دانستہ شود کہ معنے ولایت چیست ان
ولی اللہ الذی نزل الکتاب و ہو یتولے الصالحین و بہجت محبان نیز سہ نشان دارد
نخستین دوم ذکر بنعت ایثار و حسن دوم وجود شوق و تعطش تباوہ و آمین سوم تشمیر
ہمت ببذل الکل در مرضیات محبوب و طلب قربت باوی اینہا احوال باطن ست و آثار
و انوار آن در ظاہر نیز باہر بود از حسن اخلاق و اعمال چنانکہ گفتہ ہست ؎ دلایل الحب
لا تخفی علی احد ؎ کحامل المسک لا تخفی اذا عبقا ؎ و ہر طائفہ از ابرار و مقربین مخصوص اند
بامداد و اسعاد الہی و لیکن ورود امداد بحسب الاستعداد انچہ بہ بندہ رسد از فتوحات علمیہ
و حقایق عرفانیہ و تجلیات ربانیہ بلکہ تمامہ فوائد دینیہ و مزایا دنیاویہ بتہیو و استعداد

اول خالی شدن دل از اشتغال ماسوای حق وحصول این باشتغال بعبادات وطاعات
بود چه اگر نفس را بکار حق مشغول نداری مشغول گرداند وی ترا بکار خود پس هر کرا این
استعداد بیشتر امداد او باین حال اکثر واوفر ثانی عمارت دل بمعرفت حق ومحبت وی و
حصول این بدوام ذکر وفکر وصبر وحبس دل بران بود ثالث ثبوت واقامت بران
وحصول این بضبط حال غیر منفک ودوام حضور در جناب قرب باشد شیخ ابو محمد عبد السلام
بن مشیش شیخ ابو الحسن شاذلی وصیت فرمود لازم گیر بر خود باین یک در دکه اسقاط
هوا واثبات محبت مولے ست تعالے محبت هرگز نگذارد که محب را بغیر محبوب مشغول
دارد ومقصود آنست که عماد کار وخلاصه حال او این باشد تا اعمال وی از حقیقے که ناشی
ست از قلب وی صدور یابد وهرگز منقطع نشود والله اعلم وهم صاحب حکم میفرماید
الوارد یوجد فی الدار الاخرة والورد ینطوی بالنطوا بهذه الدار واولے ما یعتنے به
بالاتخلیف وجوده میفرماید محل ورود جزا وترتب ثواب عمل دار آخرت ست ودنیا جاے
عمل واجتهاد ست ترا اینجا برای ان فرستاده اند که عمل کنی وحق خدمت بجا آری
ودر مجاهده وریاضت کوشی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون وجاے پاداشت
عمل ومقام مشاهده آنجاست اینجا اگر چیزے روے نماید نمونه ازان خواهد بود باید
که اعتنا واهتمام عاقل بوجود چیزی بود که وجود ان خلقی ندارد وآن ورد وعمل است
که بانطوای این دار منطوی وبفنای اینجا نه منقطع ست فردا رقیامت حسرتے
بالاتر ازین نباشد که چرا عمل در دنیا نکردند واگر کردند چرا زیاده تر ازان نکردند
ورخبرست لا یاتی علی العبد ساعة لا یذکر الله فیها الا کانت علیه حسرة یوم القیمة امام
بصری رضی الله تعالے عنه گوید اقوامی را در یافتیم که بر اوقات وساعات خود
ترسنده تر وگاهبان تر بودند از شما بر درهم ودنانیر خود یعنے چنانچه شما درهم ودینار
[illegible]

نمیکنند الا در عملی که نفع کند ایشانرا و بهترین جزای که صادق در دنیا طالب آن بود توفیق مزید عمل ست و زیادت تعطش بدان مشایخ فرموده اند قدس الله تعالی اسرارهم کن طالب الاستقامت و لا تکن طالب الکرامة فان مولاک یطالبک بالاستقامة و نفسک تتهز لطلب الکرامة و لان تکون بحق ربک خیر لک من ان تکون بحظ نفسک از ابو سلیمان دارانی رضی الله عنه می آرند که فرمود اگر مرا مخیر گردانند که در فردوس برین در آیا دو رکعت نماز کنم من گذاردن رکعتین اختیار کنم بر در آمدن فردوس زیرا که در فردوس بحظ خودم و در رکعتین بحق پروردگار و از اینجا معلوم گردد که طالب باید که در گذاردن نماز جز ذوق خدمت و قصد امتثال و طاعت در نظر نداشته باشد و نظر بر عوض و ثواب ندارد تا آیل بحظ نفس نگردد در اخبار آمده ست که قومے را بجنت بخوانند و نروند و نخواهند مگر خدمت را پس در گردنهاے ایشان زنجیرهای زرین اندازند و بجنت شان بکشند و هم شیخ ابن عطار الله صاحب الحکم در لطائف المنن فی مناقب شیخ ابی العباس و شیخ ابو الحسن کلامی میفرماید که ترجمه اش آنست حق سبحانه و تعالی انوار ملکوت را در اصناف طاعات ابداع نموده ست و هر کرا ضعفے از طاعات فوت شد برانداره آن نوری از انوار از وست برفت پس هر چه آید از عمل دران اهمال نکنید و از او راد بوارد ات ان مستغنے نگردید و راضی نشوید برائے خود بدانچه راضی شدند عباد این راه که حقائق و معارف بر زبان ایشان جاری بود و دلهاے ایشان از انوار طاعات و عبادات عاری و بدانید که اجرای طاعت بر دست بنده سبب فتح باب غیوب ست و هر که قیام نموده بطاعت و معاملت بشرط ادب کشاده شد بر وی ابواب غیوب انتهی گفت بنده مسکین نور الله قلبه بنور الیقین مانا که مراد حضرت شیخ رضی الله عنه از غیوب آنها خواهد بود که بدان در غیب ایمان آورده ست چنین فتح و کشف مبارک آن و موجب سعادت و مطلوب صادقان را هست والا کشف کاینات که نه موجب

ایمنی کرد و مقصود نبود و تواند که در آخر وبال حال سالک گردد نسأل اللہ العافیۃ
شیخ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود باید که هر فضیلتے که از عمل در نظر در آید و بصحت پیوندد کم ازان
نباشد که یکبار در عملش در آید تا باری از عاملان آن باشید اینقدر بس ست واللہ اعلم
بالصواب والیہ المرجع والمصیر والمآب ؛

الرسالۃ الثامنہ رعایۃ الانصاف والاعتدال فی اعتقاد الصوفیۃ من ارباب الاحوال

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الحمد للہ رب العالمین ومحب المتقین ودلیل العارفین والصلوۃ والسلام علی سیدنا
ومولانا محمد ہادی السبل وسید الرسل وامام الکل وعلی آلہ واصحابہ نجوم الہدی من
اہتدے وادلۃ الحق لمن اقتدے وعلے التابعین لہم بالاحسان المقتفین آثارہم
بنعت التحقیق والعرفان اما بعد مکتوب مرغوب بنصیحت اسلوب رسید ومضامین آن
مشرف شد واز بضایع آن وفواید کتاب مرآت الصفا که مصحوب مکتوب ارسال داشتہ
بودند بہرہ مند ومستفید گشت وبر نعمت پروردگار کریم جل جلالہ وظیفہ شکرگذاری
بجا آورد که باری درین روزگار جماعه هستند که بقول وفعل تحریص وترغیب بر متابعت
سنت سید الانبیا صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم مینمایند واز مبتدعات ومستحدثات
اجتناب نموده دیگران را نیز منع ونہی میفرمایند الحمد للہ علے جمیع نعمہ ونسألہ المزید
من فضلہ وکرمہ ولیکن چون درضمن مکتوب در باب مشایخ صوفیہ قدس اللہ تعالے
اسرارہم در رد وانکار غلو وافراط مشاہده افتاد تنبیہ بر رعایت طریق وسط و
اعتدال که حقیقت معنی کمال ست از لوازم وقت وحال محبت ونصیحت نمود معذور
خواہند داشت از واضح وضحات واجلے بدیہات ست که طریق قویم ومنہج مستقیم اعتقاداً
وعملاً طریقہ سلف صالح ست که موافق کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ست وہرچہ

نه موافق کتاب و سنت باشد باطل و از حلیه قبول عاطل ست و از بعضے مشایخ از ارباب
احوال نیز هر که بجهت طمع و شکر و غلبه حال نه برین منوال مقال آورده محل اقتدا و
مستحق اتباع نیست فالحق احق ان تتبع و ماذا بعد الحق الا الضلال ولیکن آنچه طریقه
فقر و ارباب این نسبت علیا و ارباب شطحیات و طامات صوفیه یافته میشود دانست
که در رد و انکار آن و تشنیع و تقبیح اهل آن جانب توقف و سکوت و اغماض و صفح و اعراض
نگاه میدارند و ایشان را در صدور ان مغلوب و معذور میشمارند قال بعض العلماء
فی بیان قوله صلے الله علیه وآله وسلم الدین النصیحة الحدیث النصیحة لعامة المسلمین بالذب
عن اعراضهم والنصرة لهم فی جمیع احوالهم جلبا و دفعا والنصیحة الخ صحتهم باطاعة الامر
الا فی محرم مجمع علیه التصدیق للعلماء الا فیما لا یهدی الیه العلم الیه و للفقراء التسلیم فیما لا انکار
یجب علیه بالجمله توقف در محل اشتباه واجب ست همچنانکه جزم در مقام وضوح لازم
کتاب فصوص الحکم را بعضے مردم هم ازین قبیل میدارند و در رد و انکار و اقرار آن توقف
مینمایند و در طعن و تشنیع مصنف آن کتاب مبالغه نمی نمایند همچنانکه در اتباع و اعتقاد
مبهمات و مشتبهات آن بی توقف نمی درآیند و بالجمله علماء و مشایخ در حق شیخ مختلف اند
سید احمد زروق در کتاب قواعد الطریقه فی الجمع بین الشریعه والحقیقه میفرماید
سئل شیخنا ابو عبد الله الفوری رحمة الله علیه انا اسمع فقیل له ما تقول فی ابن العربی
فقال اعرف بکل فن من اهل کل فن قیل له ما سالناک عن هذا قال اختلف فیه من الکفر
الی القطبیه قیل له فما ترجح قال التسلیم قلت لان فی التکفیر خطرا و تعظیمه ربما عاد علی
صاحبه بالضرر من جهة اتباع السامع لمبهماته و موهماته والله اعلم انتهی و نیز در کتاب مذکور
مینویسد مبنی العلم علی البحث والتحقیق و مبنی الحال علی التسلیم والتصدیق فاذا الکلام العارف
من حیث العلم نظر فی قوله باصله من الکتاب والسنة و اثار السلف لان العلم معتبر
بمثله و اذا تکلم من حیث الحال سلم له ذوقه اذ لا یوصل الیه الا بمثله فهو معتبر بوجدانه

فی العلم به مستند لامانة صاحبه ثم لایقتدی به لعدم عموم حکمه الا فی حق مثله ونیز میگوید
یعتبر الفرع بهله وقاعدته فان وافق قبل والا رد علی مدعیه ان تاهل اوادل علیه ان
قیل اوسلم له ان جلبت مرتبة علم ودیانة ثم هو غیر قادح فی الاصل لان فساد الکامل
الیه یعود ولایقدح فی صلاح الصالح شیئا فغلاة المتصوفه کاهل الاهواء من الاصولیین
وکالمطعون علیهم من المتفقهین یرد قولهم ویجتنب فعلهم ولایترک المذهب الحق
الثابت بسببهم له وظهورهم فیه والله اعلم ونیز میفرماید قال شیخنا ابوالعباس
الخضرمی بعد کلام ذکره والجاحد لمن یوحی الیه شئ من هذا الکلام وما یفهمه هو معذور
مسلم له حاله من باب التضعیف والتقصیر والسلامة وهو مومن ایمان المخالفین ومن
یفهم شیئا من ذلک فهو لقوة ایمان معه واتساع دائرة علمه ومشهده واسع
سواء کان معه نور وظلمة تجب ما فی القوالب من الودایع الموضوعة علی ای
صفة کانت وهذا شئ معروف مفهوم انتهی وقال والتوقف فی محل الاشتباه
مطلوب کذمه فیما تبین وجهه من خیر او شر وبنی الطریق علی ترجیح الظن الحسن عند
موجبه وان ظهر معارض وقال قوم ما اوی الیه الاجتهاد جزم به ثم امر الباطن
الی الله ومن ثم اختلف فی جماعة من الصوفیة کابن الفارض وابن جلاء
العفیف التلمسانی وابن دواسکین وابی اسحق التجیبی والتستری وابن سبعین
والحالمی مراد بجالمی شیخ ابن عربیست ومختار شیخ جلال الدین سیوطی که از علمای
متاخرین حدیث ست در شان شیخ آنست که اعتقاد ولایة وتحریم النظر فی
کتبه وتحریم النظر در کتب ایشان خود مذهب ایشان ست میگوید ونحن قوم
یحرم النظر فی کتبنا الا لمن الخ ومیگویند که شیخ مجد الدین فیروز آبادی صاحب القاموس
وکتاب الصراط المستقیم در مدح وتعظیم وی مبالغه کرده ودر انتصار وذب از وی
کتابی تصنیف کرده ومناقب ومقامات او را بیان نموده ست ولیکن شیخ ذکره الله

باخیر میسر شود که درین کتاب و مانند این کتاب زهرهاست شکر اندود کرده از واضحات
اینها محفوظ باید شد و در مبهمات آن خوض نکرد و مطلقاً از فواید آن محروم نشد
و در نقلا با اغیار نقل نکرد انتهی و رسائل که مردم در رد و اثبات این کتاب نوشته اند
منظور نظر شریف شده باشد که چه حال دارند و غالب کدام جانب ست و انصاف
آنکه در بعضے مواضع این کتاب انچه بفهم ظاهر می آید آن خود محل تردد و انکار ست
و کسی را که غم ایمان و رعایت اسلام ست بتقلید در انجا افتادن و اعتقاد کردن از
درجه احتیاط دور ست و خدا داند که ایشان چه قصد کرده اند پس فی الحال انکار
راجح بچیزی ست که از ظاهر عبارت مفهوم میگردد و در فهم ما می در آید نه باحتمال
آنکه چیزے اراده کرده باشند که نه منکر باشد و الله علم و در حقیقت انکار فقها بر دے
بطریقے دیگر ست و انکار فقرا بر نگے دیگر و لکل وجهة هو موليها فاستبقوا الخيرات
و این طریق مخصوص یک طریقی خاص ست مدار کار تصوف و مذهب حضرات خواجگان
قدس الله تعالے اسرارهم نه همین ست طریقه متفق علیها درین قوم البته که
در کتاب قوت القلوب و رساله قشریه و منازل السائرین و تعرف و عوارف و
امثال آن بیان کرده اند و بر اعتقاد این قوم و محبت این طائفه علیه ایمان
بطریقه قویمه ایشان ترغیب و تحریص نموده اند و آنرا داخل مراتب ولایت و موصل
درجات سعادت گردانیده قال صلی الله علیه وسلم حبب الایمان بطریقتنا هذه من الولایة اکنون
اگر بعضے طرق و اوضاع که نه مخالف کتاب و سنت باشد بلکه استنباط و اخذ آنها
از کلیات قواعد دین و اصول شریعت ممکن بود و بحضرات مشایخ منسوب باشد
جزم بطلان آنها و استقرار و استمرار بر رد و انکار ایشان از طریقه انصاف و اهل علم
آشنائی دور باشد و توجیهات که در باب البلس خرقه و بنا رخانقاه و غیر آن از
مستحسنات مشایخ ذکر کرده اند معلوم علم شریف شده باشد شک نیست که فعل عوام

در همه جا ناقص و منکر ست خصوصًا در امثال این مواضع که در اصل سند آنها ضعیف ست
ولیکن انچه خواص و محققان کرده باشند مقام آن ارفع و اعلاست و مع ذلک در هر جانب
که طریقه درع و احتیاط مرعی افتد اختیار آن از واجبات وقت ست و در خلاف آن
توقف و اجتناب لازم و در حقیقت اینها از ارکان طریقت و شرایط سلوک این راه ستند
نه چنانکه طریقه نامرضیه اباحتیه زمانست که ادعا و اتهام تصوف کنند و در اعتقاد
و عمل اصلا براه تقوے و احتیاط نروند و تمسک بکتاب و سنت نکنند و در دیانات و
احکام اسلام ملاحظه ننمایند و شاید که بصوفیه فصوصیه که در مکتوب شریف واقع شده
بود امثال این جماعه را اراده نموده باشند والا اصل عنوان صوفیه مرتبے عظیم و
مقامے رفیع و مسلک طریق مستقیم ست ذکر آن در مقام تشنیع و تقبیح بغایت کران
می آید در حقیقت اینجماعه را داخل صوفیه نباید داشت و فردا این مفهوم شریف
نباید پنداشت محققان قوم ایشان را حشویه و باطنیه می نامند باقی هرچه در
مکتوب شریف افاده و افاضه فرموده اند عین نصیحت و محض شفقت ست و عاکنند
که حق سبحانه و تعالے بهمت مردان راه و عارفان آگاه استقامتے در کار ضعیفان
کند و خلاص از قید نفس که کثیف ترین حجابها و اشد موانع سلوک این راه است
کرامت فرماید و بر متابعت کتاب الله عز و جل و اتباع سنت سید المرسلین صلی الله
علیه و آله وسلم و بر محبت دوستان و خاصان درگاه خود رضوان الله علیهم اجمعین
استقامت بخشد انه ولی الهدایة والتوفیق وبه نستعین

الرسالة التاسعة ایراد العبارات الفصیحة فی شرح قوله علیه السلام الدین النصیحة

لا اله الا الله محمد رسول الله

قال رسول الله صلے الله علیه وآله وسلم الدین النصیحة قالوا لمن یا رسول الله قال لله
ولرسوله ولکتابه ولعامة المسلمین وخاصتهم حدیث صحیح رواه البخاری فی روی مسلم

بمعناه بدانکه این حدیث از جوامع الکلم ست و تمامه علوم دینی در حیطه اجمال وی مندرج ست اگر کل علماء عالم با فرض طول اعمار تا حد امکان جمع آیند و بیان این علوم بکنند جزوی ازان بسر نیاید انچه گفته باشند بر اندازه علم و وسعت حوصله دانش خود گفته باشند و لوان ما فی الارض من شجرة اقلام والبحر یمده الآیه وجوامع الکلم ان احادیث را گویند که از غایت ایجاز و اختصار لفظ قلیل جامع و حاوی معانی کثیره اید و این قسم سخن از خواص کلام حضرت رسالت خاتمیه محمدیه علی مصدرها الصلوة والتحیة و دلایل و شواهد کمال اوست چنانچه فرمود اوتیت جوامع الکلم و اختصر لی الکلام یعنی انکه در وجه جمیلش اجناس دقایق حسن و جمال بیرون از حد ادراک عقول و اوهام ابداع نمودند در کلام جلیلش انواع اسرار و حقائق خارج از حیطه تصور افهام تضمین فرمودند اینست انچه گفته ست ؎ در دل هر امتی کز حق مزه ست ؎ روی و آواز پیمبر معجزه ست ؎ الدین النصیحة نصیحت در لغت خالص شدن و بی غل و غش شدن و بر قدم صدق ایستادن ست میفرماید دین همین نصیحت ست صحابه گفتند یا رسول الله این نصیحت که اشارت بدان کردی و دین را منحصر دران ساختی کرست و نسبت بکیست فرمود لله و الرسوله و لکتابه مر خدا راست و رسول او را و کتاب او را و لعامة المسلمین و خاصتهم و مر عامه مسلمانان و خواص ایشان را یعنی حقی که باید ادا نمودن و ادبی که باید رعایت آن کردن حق اینهاست چون این حق ادا نمودی دیندار شدی بر حسب تفاوت درجات آن اکنون ببین که کدام علم از علوم دین از احاطه شمول این معانی بدر میرود چه علم یا متعلق ست بمرتبه الوهیت و خالقیت یا بمقام نبوت و شریعت و بعبارتی کوته تر ازین بگوئیم علم متعلق ست بخلق یا بخالق هر چه گویند ازین بیرون نرود و ما اشارتی اجمالی بعنوانات اینمقاصد

انموذج ومثالی بیان کنیم بیان آن بتفصیل خود چه حد وکرا مجال ست وچون بمختصر
دریغجا بزبان علم وقالب فقه میرود صرفه وقت بر توجه وصفای آن لازم ست
اما نصیحت لله بمعرفت ذات وصفات وی واتباع وامتثال اوامر ونواهی او
ونصرت دین وتسلیم احکام وی بود اوامر ونواهی احکام شریعت ست که
بندگان را بدان تکلیف کرده محاط دائره کن ومکن گردانیده ست از انجمله پنج چیز را
مدار دین وعمده آن ساخته وبنا مسلمانی بران نهاده ست که بنا رخانه دین بی آن
برپا نبود مسلمان کامل آن بود که آنها را باشرائط وآداب ظاهر وباطن بنعت
دوام واستقامت بجای آرد وبرپا دارد ونصرت دین حق بجهاد در راه حق ولقصد
اعلای کلمة الله باجدای دین کار زار نمودن وبر قدم امر معروف ونهی منکر ثابت
ایستادن وبی مداخلت هوا ومزج نفسانیت ازین عهده بیرون آمدن ست و
هم از وجوه نصرت دین حق قیام ست بتحصیل اسبابی که موجب بقا وتقویت دین
وملت ست وآن علم ست وعمل وعلم کتاب الله وسنت رسول اوست صلی الله
علیه وآله وسلم وعلومی که مبادی ووسایل وممد ومعاون آن بود چنانچه علم صرف
ونحو وسایر علوم دینیة وقواعد ادبیة ☜ علم دین فقه ست وتفسیر وحدیث +
هرکه خواند غیر این گرد خبیث + وعمل کار کردن بدان بود که علم بعمل سود مند
نیاید هرچند شرف ذات ونفاست جوهر علم باقیست وعمل اصول صنایع وحرف
مثل زراعت وحیاکت وعمارت وتجارت وامثال آن نیز ازین قبیل ست چه
بقای دین وملت بلکه بنای جهان عالم وادم بمقتضای حکمت بی آن نتوان بود
وانچه واقعه شده ست در حدیث که اختلاف امتی رحمة اکثر علما آنرا بر اختلاف
طرق ومذاهب واجتهادات که سبب سماحت دین وتوسعه امر بر بندگانست
حمل کرده اند وبعضی باختلاف حرف وصنایع وحرف هم در تحصیل وتکمیل آن نسبه

فرود آورده واگر عامتر ازان مراد دارند تا شامل هر دو قسم افتد بهتر ومفید تر آید وتسلیم
احکام الهی تعالی باحکام ارادیه قهریه وی که مقتضای جریان قضا وقدر ست راضی
شدن ست وخود را تسلیم آن کردن از قال له ربه اسلم قال اسلمت لرب العالمین احکام
اوامر الهی تعالی وتقدس دو قسم اند یکی احکام امریه شرعیه تکلیفیه وظیفه در اینجا
طاعت وامتثال ست دوم احکام ارادیه قهریه وبندگی در اینجا رضا وتسلیم بود
مسلمانی را این دو جزو ست وبس وبحقیقت مراد حق وحکمت وی عز شانه در ایراد
وانزال نوازل وحوادث تعرف ست لبسوی بنده یعنی بشناسانیدن خود را به بنده وعارف
گردانیدن اوست بخود تا بداند که در اینجا قدرتی دیگر ست بالاتر وغالب تر که قدرتهای
دیگر در جنب آن ناقص ودر دفع آن عاجز اند وتعرف حق گاهی بطریق لطف وگاهی
در صورت قهر بود وچون این نیز متضمن نعمت تقریب وتعریف ست نظر بحقیقت
نزد قبیل لطف بود اول را لطف ظاهر خوانند وثانی را لطف خفی ونظر به باطن در هر دو
صورت هم لطف ست وهم قهر آنجا لطف ظاهر ست وقهر خفی واینجا قهر ظاهر ولطف خفی

عاشقم بر لطف وبر قهرش بجد ✦ ای عجب من عاشق این هر دو ضد

یعنی را بیان کشاده تر ازین در رساله مسمی بتسلیه المصاب کرده شده ست از انجا باید
دانا نصیحت لرسول الله اول محبت وتعظیم وادب جناب عالی اوست وتنزیه
ساحت عز وجلال او وتمامه انبیا صلوة الله وسلامه علیه علیهم اجمعین از هر عیب
منقصت که نه لایق مقام نبوت ورسالة بود وضابطه در باب نگاهداشت ادب
آنجناب آنست که هر چه در ای مرتبه الوهیت وصفات قدس حق ست عز وعلا
از هر کمال ومنقبت که باشد اورا ثابت ست

محوان ادراحذا از بهر امر شرع
وحفظ دین ✦ دگر هر وصف کش میخواهی اندر مدحش املا

انشاء الله تعالی جمیع مراتب کمالات صوری ومعنوی در عبده ورسوله مندرج ست وعبودیت خاصه ومخصوص ذات شریف اوست

که بندهٔ حقیقی جز او کس نتواند بود خدا خداست و بندهٔ او دیگر همه بندگان طفیلی
اویند و لازم ست اتباع سنت سنیه او در عبادات و عادات و اعتقاد باید کرد
که هر چه خلاف سنت و طریقهٔ اوست باطل ست و هر چه پیدا کرده اند و هر که پیدا کرده
است از انچه بدان تغییر سنت و مخالفت آن لازم اید قولاً و عملاً و اعتقاداً ضلالت
ست و مردود ست قال رسول الله صلے الله علیه و آله وسلم من احدث فی امرنا هذا
الیس منه فهو مردود و فرمود کل محدث بدعة و کل بدعة ضلالة و گفته اند هرگز
در دلیکه گرفتار بدعت ست نور ولایت در نیاید دوم محبت هر که و هر چه منتسب ست
بجناب او صلے الله علیه و آله وسلم از علما و صلحا و بلاد و دیار و جز ان خصوصاً کرام
قرابت و اهل بیت حضرت صلے الله علیه و آله وسلم بودن و تعظیم ایشان داشتن
و ایذای ایشان نکردن و از سیئات و زلات ایشان تجاوز کردن و اغماض نمودن
و بطهارت جوهر ذات ایشان قایل شدن و از غیبت و تنقیص و اهانت ایشان
دل و زبان نگاهداشتن و مملو و مغلوب محبت ایشان بودن قوله سبحانه قل لا
اسالکم علیه اجرا الا المودة فی القربی اگرچند در جریان احکام دینه و اقامت حقوق
شرعیه با سایر خلق شریک اند و از حیطه اوامر و نواهی بیرون نه و بحقیقت افضل
به عمل و تقوی ست ان اکرمکم عند الله اتقکم قضیه کلیه ست اما باید که در وقت اجرای
احکام و حدود شرع بر ایشان خود را نائب محض و امین مطلق دانند و رعایت در
حرمت انتساب از دست ندهند چنانکه بنده بحکم مولے فرزندش را تادیب کند
و خود را در میان نه بیند و بهر چه وی فرموده عمل کند و زبان و دل از شتم و اهانت
نگاهدارد و همین ست حکم اهل الله از اهل خصوص در اقامت حدود بلکه تمامهٔ مسلمانان
در حفظ و حرمت ایمانیه ایشان و افراط و تفریط محل خوف و ضرر ست و باید دانست
که سابقه عنایت حق در باب اهل بیت نبوت و قدر و عزت آنحضرت صلے الله علیه

و آله وسلم در درگاه ربوبیت بیشتر از انست که از سیئات ایشان تجاوز نکند و
شفاعت وے صلے الله علیه و آله وسلم در حق ایشان قبول نیفتد و بر ایشان باد
که از سائر امت بترویج دین و تحقیق تقوی پیشتر و بیشتر باشند که حمایت و رعایت
شریعت و حق از روی حمیت دنیا و دین بر ذمه ایشان بیشتر ست کذا قال العلما
سیوم از باب نصیحت لرسول الله رحم و شفقت بر امت اوست بر عایت
حقوق و اعانت و امداد و اقامت فروض کفایات مثل سلام و عیادت و نماز
جنازه و امثال آن و قیام بجز فتهای که انتظام مهام دین بدانست و تصدی
امامت و قضے و فتوے به نیت اقامت سنت و عدالت و اعانت نیز از این
باب ست و النصیحت الکتاب الله بنگاهداشت تعظیم آن و عمل بدان و تدبر آیات
و معرفت معانی و تحصیل علومی باشد که متعلق ست بدان و ملازمت تلاوت
بارعایت طهارت و تحسین صوت و حضور قلب نیز از حقوق کتاب الله ست
گفته اند هر که لا اقل در شش ماه ختم قرآن نکند فردای قیامت قرآن خصم وے
شود و بعض چهل روز گفته اند جانب زیادت را خود چه گوید و در سلف جماعه بودند
هر روز ختم قرآن میکردند و زیادت ازان نیز و از رعایت حقوق کتاب الله
ترک تکلم دران و تفسیر ان از پیش نفس خود نکنند و نقل آن از سلف و موافقت
شرع چنانچه بعضے از جاهلان بوالفضول این روزگار کنند و آنرا تفسیر قرآن
نام نهند و ندانند که من فسر القرآن برایه فقد کفر نعوذ بالله من ذلک و النصیحت
ائمه مسلمانان را رعایت حقوق ایشان کردن و حرمت ایشان در مال و عرض
و نفس نگاهداشتن و بچشم حقارت در مسلمانان ننگریستن دوست و زبان از
ایذا ایشان باز داشتن و حقوق ملازمه ایشان بر وجه کمال ادا نمودن و نصرت
و اعانت ایشان بر وجه مشروع کردن است در حدیث آمده ست یاری ده برادر

خود را ظالم بود یا مظلوم گفتند یا رسول الله مظلوم را یاری توان داد یاری دادن ظالم چگونه
بود فرمود بآنکه دست وی را بگیری و نگذاریش که ظلم کند و جهاد و بنای رباط و امر معروف
و نهی منکر و امثال آن نیز در باب نصیحت عامه بود و از نصیحت عامه ست تکلم با ایشان
بر قدر عقول ایشان کردن و رعایت حال درین باب نمودن و با عامه سخن از دقایق
و حقایق گفتن و کشف اسرار نمودن گمراه ساختن ست ایشان را و اظهار اختلافات
علما و اقاویل ایشان با غیر علما نیز همین حکم دارد و من الله العصمة و العون و اما نصیحت
خواص مسلمانان بدانکه خواص بر سه قسم داشته اند اول امرا و سلاطین اولی الامر
اطاعت ایشان کردن و محکوم ایشان بودن اگر مخالف حکم خدا و رسول خدا
حکم نکنند از واجبات طریقه دین اسلام ست قال الله تعالی اطیعوا الله
و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم و در حدیث آمده ست که آنحضرت صلی الله علیه و
آله وسلم بسوید بن عسقله که یکی از صحابه ست فرمود یا سوید بن عسقله شاید دیگر
تو مرا نیابی وصیت میکنم مر ترا بتقوی و سمع و طاعت امرا اگرچه بنده حبشی
بود و این مبالغه ست در اطاعت اولی الامر و الا عبد از اهل امارت و امامت
نبود تواند که نایب خلیفه اصل بود و برین تقدیر اطاعت او نیز واجب گردد بالجمله
اطاعت و انقیاد امرا فرض بود مادام که مخالف دین امر نکنند مگر در صورت اکراه
باید دانست که مرد در خانه خود امیر ست و پدر بر اولاد امیر و معلم بر شاگردان امیر و همچنین
هر حاکم و رئیس بر تابعان و فرودستان که در حوزه حکم او ند امیر ست بر ایشان طاعت
او لازم و بر وی رعایت نصفت و عدالت واجب در حدیث آمده ست کلکم راع و کلکم
مسئول عن رعیته حتی هر آدمی بر جوارح و اعضا خود امیر ست و دست و زبان و همه رعیت
وی اند فردای قیامت او را از ایشان خواهند پرسید و ایشان بدرگاه عزت
از وی داد خواهی نمود و انصاف خود گرفت دوم علما را تعظیم علما و تصدیق ایشان

واجب ست در انچه موافق دین نقل کنند و متمسک بکتاب و سنت نمایند و در انچه مخالف
دین گویند و بهوای نفس و محبت دنیا حیله اموزی و فتنه اندوزی نمایند در حدیث آمده
ست العلماء ورثة الانبیاء مالم یمیلوا الی الدنیا و یداخلوا السلاطین فاذا مالوا الی الدنیا
و داخلوا السلاطین فاحذروهم فانهم بنصوص الدین فرمود علماء وارثان پیغمبرانند که علم
دین بالیشان بوراثت از پیغمبران رسیده ست خود انبیاء را جز این میراثی نبود تا وقتیکه
میل بدنیا نکنند و در میان سلاطین ندرآیند و چون چنین کنند مبتر سید از شر الیشان که
الیشان دزدان دین اند نسال الله العافیة و مراد بمیل دنیا و مداخلت سلاطین انست
که دین بدنیا بفروشند و مداهنت نمایند و فتوهای بناحق دهند و اگر ترویج دین نمایند
و باعث امداد و اعانت مسلمانان و تقویت دین حق شوند ان خود کاری شگرف و
شانی بزرگ ست و بالله التوفیق سیوم از اهل خصوص مشایخ طریقت اند که بعد از
عمل بعلم و تحقیق صدق و اتباع سنت و توجه تام بحق و انقطاع از غیر وی سبحانه
برسوخ در شریعت بانوار معرفت و اسرار حقیقت رسیده بنسبت مزید کمال و مزیت
حال ممتاز شده اند افاضل امت و کاملان دین و ملت محققین این طائفه و متمکنان
الیشانند که جامع اند میان ظاهر و باطن و شریعت و حقیقت تسلیم الیشان در انچه
خبر دهند از احوال باطن و اسرار حقیقت لازم ست و ضابطه درین باب انست
که هر چه بی شبهه مخالف مقتضای علم و حکم شریعت بود انکار آن واجب ست
و هر چه دران شبهه بود توقف دران لازم اگر قایل و فاعل آن مردی ست که
امام ست در علم و عمل و مستقیم در تقوی و ورع و تاویل و توجیه قول و فعل وی
باید نمود و اگر مصلحت شرعی در رد آن بود تا باعث ضلال و اضلال ناقصان
نگردد ان دیگر ست و باید دانست که ولی از هفوات و زلات و وقوع در معصیة
معصوم نبود و لیکن از اصرار بر معصیت و دوام بران محفوظ باشد این ست معنی

انکه گویند انبیا معصوم اند و اولیا محفوظ عصمت بیش از وقوع در معصیت بود و حفظ
بعد از وی و انچه از بعضی طائفه بجهت غلبه سکر و سطوت حال از انچه بفتوای ظاهر شریعت
راست نمیاید از قول و فعل نقل کنند بعد از صحت نقل طریق احوط در وی توجیه و تاویل
است یا سکوت و تسلیم با عدم اتباع و اقتدا و اتباع در واضحات رد نه در موهمات
و مبهمات و صاحب حال صحیح بر تقدیر عدم ضبط و اختیار معذور ست و منکر آن بجهل
علم و شریعت معذور تر و سکوت و اغماض و توقف بر تقدیر احتمال و اشتباه باحتیاط
و انصاف قریب تر سخن در بن باب بسیار ست جمله ازان در رساله مرج البحرین ذکر
کرده شده ست نسال الله السلامة والعافیة فی الدنیا والاخرة وصلی الله
علی السید الهادی الی الصراط المستقیم محمد و آله و صحبه اجمعین

الرسالة العاشرة اقامة المراسم فی اعمال المواسم

لا اله الا الله محمد رسول الله

طریقه محدثین اخذ بعمل منصوص ست که بنقل صحیح ثابت شده باجواز عمل بحدیث
ضعیف در فضایل اعمال لاسیما نزد تعدد طرق و تعاضد آن و طریقه فقها
اعتبار معنی و علت حکم و قاعده بالست مگر آنکه نص صریح مقابل آن افتد چنانچه
در تحقیق قیاس ثابت شده ست و اکثر صلوات ایام اسابیع و اشهر و مواسم
لیل و نهار نزد محدثین بثبوت نرسیده بلکه احادیث و اثار وارده دران موسم
بوضع و بطلان شده و صلوة رغایب که در شب جمعه اول از رجب بکیفیت مخصوص
بگذارند و در میان مشایخ مشهور ست نزد ایشان ازین قبیل ست و در منع و تشنیع
آن تشدید و انکار غریب نمایند و حدیثی که درین باب نقل کنند مطعون ست و نمازهای
که در شب نصف شعبان که آنرا شب برات خوانند و در روز عاشورا و امثال آن
بگذارند نیز همین حکم دارد و در شب برات جز قیام لیل و تطویل سجده باندک که در وی

مانور ست وزیارت قبور و دعا و استغفار مر اهل قبور را و در روز عاشورا جز صوم و توسیع
طعام ثابت نشده و احادیث توسیع طعام نیز ضعیفند و لعدد طرق چیزی آن نقصان کرده
و اما در صوم روز عاشورا تاکید تمام ورود یافته در جامع الاصول از احادیث صحاح آورده
که رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم صوم عاشورا و سنت فجر و صوم سه روز از هر ماه در سفر
و حضر ترک نکردی و این سه چیز از او تاکید سنن بودی و وصی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
و علمایی دیگر که آنرا از خصال عشره گویند از غسل و اکتحال و امثال آن در روز
عاشورا صحیح نشده الا صوم و صوم ستة شوال الصحت پیوسته و احادیث وارده
درین باب از صحاح و حسان و ضعاف و موضوعات در کتابی که مسمے ست
بما ثبت من السنة فی ایام السنة جمع کرده ایم و طریقه اکثر مشایخ دیار عرب خصوصاً
اهل دیار مغرب موافق طریقه محدثین ست و گفته اند که در اخذ بصحیح کفایت ست
مر طالب را و استغناست از ماسوی اللہ اعلم و حاصل امثال این اعمال و عبادات
نزد بعضے مشایخ متاخرین معمول آمده و در اوراد ایشان نوشته شده امام محمد غزالے
در احیاء العلوم و شیخ ابو طالب مکے در قوت القلوب نیز مزاحما آورده اند و ما اشارت اجمالے
در وصل گذشته بتوجیه آن کردیم آنجا که گفتیم طریقه محدثین اینست و این اعمال نزد
ایشان ثابت نشده یعنی اختلاف دران مبنی بر اختلاف طریقه ست اگر چیزے
نزد یکی ثابت نشود لازم نیاید که نزد دیگرے هم ثابت نبود و بتحقیق مقام و بتفصیل
کلام آنست که این اعمال و نسک را طائفه از مشایخ که بدان قائل و عامل اند از مشایخ
خود دیده و شنیده و بمشایخ از دیگران رسیده و آن دیگران روایت آنرا بحسن ظن
و ترک اتهام و اساءت ظن از راویان قبول کرده بهذا با شدت حرص و ولع بر تعبد
و تنسک و اعتقاد حسن عبادت و استحسان طاعت علی الاطلاق و العموم و قطع
نظر از خصوصیت وقت و حال و لیکن طریقه محدثین بتحقیق و تفتیش احوال و

تزکیه و تعدیل رجال ست و استعمال تفرس و حزم در تصحیح اسناد ظاهرًا و باطنًا و بالجمله
تصحیح و تحقیق احادیث و آثار در عهده ایشان ست و اعتماد و رجوع درین باب بایشان
همچنانکه و تحقیق احوال نفس و مکاید آن و تصحیح احوال باطن و دقایق آن بصوفیه است
و در بیان حل و حرمت و صحت و فساد اعمال بفقها همه محتاج یکدیگر اند و ممد و معاون
یکدیگر و در آنکه جامع این هر سه طریق بود ملحوظ وجوه و حیثیات خواهد بود امام مسلم در
مقدمه صحیح خود میفرماید رحمة الله علیه وجود احادیث موضوعه و شیوع آن اگر از قبل
اهل بدع و صلاح آمده یعنی هر که بایشان حدیثی نقل کرد که معارض و مصادم حکم و قاعده
شرع نبود و در ظاهر بحلیه صدق و صلاح آراسته بود ایشان بحسن ظن و احتمال صدق
آنرا قبول کردند و بعمل در آوردند و روایت نمودند یعنی چه گمان توان کرد که مسلمانی
بر پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله و سلم افترا کند و وضع حدیث از پیش خود نماید و بحضرت
دروغی ببندد و باین وعید که در بیناب ورود یافته که من کذب علی متعمدا
فلیتبوء مقعده من النار و ندانند که اغراض نفسانی و بواعث و دواعی شهوانی
در آدمیان چه قدر ست با آنکه درین میان کسی ست که وضع احادیث بجهت
ترغیب و ترهیب تجویز می نماید سیما و این مذهب را هم نسبت ببعضی متصوفه کنند
و گویند که این کذب له ست نه علیه یعنی این وضع حدیث برای ترغیب و ترهیب
کردن و دروغ بر بستن برای نفع دین و شریعت ست نه برای ضرر آن و وعیدیکه
واقع شده ست در آن ست که دروغی برای ضرر دین بر بندند چنانکه
مدلول کلمه علی ست و غالب وضع و افترا در احادیث از اهل تعبد و تنسک از زهاد
و اهل بدع و اهوا از ارباب مذاهب آمده ترویجا لاعمالهم و مذاهبهم و امیدانیم
که روایت این اعمال در کتب احادیث صحاح نیامده و بتصحیح ایشان نه پیوسته
بلکه بر اهل آن طعن کرده و رد نموده اند و میگوئیم که مشایخ را نیز نقلها

وسند ها ست ومسئلہ ظنی ست نہ قطعے لکن الکلام فی الراجح والمرجوح والحق احق
ان یتبع واللہ اعلم وصل معلوم شد کہ مبنا راخذ باین اعمال واعتماد بران روایات
تسامح وتساہل وتحسین ظن وحرص لقد ست باورود من اتاہ منا فضیلۃ فعل بہا
اصابہا وان لم یصح او کما قال محدثین گویند کہ این در حدیث ضعیف ست اما
حدیث موضوع عمل بدان جائز نباشد وروایت ان حرام ست اگرچہ موافق قواعد
بود مگر مقرون بہ بیان وضع وشک نیست کہ حکم بوضع ظنی ست وتوقع قطع درینبات
از قبیل خرط قتاد ست واعتماد وتعدیل برحکم ائمہ این شان ومہرہ این فن ست
وممارست کلام نبوت وملکہ شناخت آن وحکم ذوق ووجدان را باعجز از تبیین
وتنقیح علت در بعضے مواضع دخلے تمام ست وبعضے از قراین وامارات وضع کہ ذکر
کردہ اند مثل روایت شیعی غالی در فضائل اہل بیت نبوت سلام اللہ علیہم اجمعین
ومبتدع داعی در ترویج مذہب ظنیات اند کہ قطع را بدان راہ نیست وکذب در
وقتے وصدق در وقت دیگر محتمل ست وبعضے از نقاد چنانچہ ابن جوزے و
امثال او در حکم بوضع افراط وتعصب نیز راہ دارد پس از طرفین مجال تنگ آمد
ووسعتی نیز پیدا کرد وانہا در مختلف فیہ رود اما در انچہ علماء فن وائمہ این شان
تصریح کردہ اند امر واضح بود وحجت مخالفت سنت وروایت خلاف آن یا مبنی
ست بر جہل بحقیقت حال وعدم اطلاع ووقوف برین اقوال چہ علم واطلاع در
امثال این امور لازم طور کشف وولایت نیست باوجود روایات واسانید مبنی
بر ظاہر چنانکہ گذشت عذری صریح تر ازین در قبول آن نخواہد بود ومنکر معذور تر
از انست حقیقت حال صادقان طریق وتوجیہ ومحمل اقوال ایشان اینست
ویا مبنی ست بر تعصب در عقیدت مشایخ خود وعدم اعتقاد والتفات باقوال
علماء واساطین امت حدیث وفی الحقیقۃ متعصبہ دو جانب گرفتار افراط وتفریط اند

نصیحت اینست که از متقشفه فقها و جهله صوفیه کرانه گیری و براه وسط روی سلامت در نیطریق ست باقی محل خوف و خطرست دیگر تو دانی والله اعلم -

الرسالة الحادیة عشر تطریب الاحان لمناصحة الخلان

لا اله الا الله محمد رسول الله

روزی این حقیر با جمعی از اصحاب که ارباب فراست و گیاست بودند نشسته بود سخن در ذکر رئیس ابوعلی بن سینا و شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس الله سرهما افتاد و نامه نوشتن شیخ ابوسعید بجانب ابوعلی و طلب کردن شناخت راه ازوی و چون عبارت مکتوب عربی بود آنکه زبده اصحاب بود اشارت کرد مرا تا ترجمه کنم آن مکتوب را پس اصل و خلاصه و زبده آنرا بعبارت فارسی نوشتم و پیشتر از مقصود حرفی چند زیادت بر مضمون مکتوب نیز آوردم مناسب مقام و بالله التوفیق شیخ ابوسعید بن ابوالخیر که او را سلطان اولیا و برهان اصفیا گفتندی نامه بخواجه رئیس ابوعلی بن سینا نوشته و ازوی درخواسته که کدام طریق ست که سالک را بکوی معرفت برد و در دل عارف نور حقیقت پدید آرد و آئینه دل او را تجلیه و تصقیل دهد و از زنگ کدورت ماسوی پاک گرداند و تا نا که صورت این حال در ابتدای کار و آغاز طلب شیخ بوده باشد بلکه مقصود امتحان و اختیار حال وی بود و الله اعلم با اینهمه شک نیست که ناشی از صدق طلب و کمال تعطش لتقرب حق و حرص تفحص و تتبع طرق وصول بجناب اوست عز و جل و تعالی چه باتفاق ارباب طریقت مراتب قرب الهی و درجات معرفت وی سبحانه غیر متناهی ست و لیکن مرد عاقل باید که بیندیشد که چون آنکس که سلطان اصفیا باشد طریق هدایت ازوی پرسد و از حکمت مستغنی نباشد پس حکمت مرتبه علیا و درجه قصوی بود و در حقیقت همچنین ست زیرا که

حکمت که عبارت ست از تحصیل کمال نفس در علم و عمل و تشبّه بجناب قدس واجب
الوجود آن ان را و رای آن کمالی متصور نیست و آن در حقیقت شرح و بیان
شریعت ست تا آنچه شرع بر طریق جمله و علم کلی بوده باشد بحکمت بتفصیل و بیان
آن بکنند و منقول معقول روشن گردانند و نظر بمآل حکمت معنی باطن شریعت
است و شریعت صورت ظاهر حکمت مثلا آنچه در شرع خبر بوجود آن داده اند
از لوح و قلم و بهشت و دوزخ و صراط و میزان و امثال آن و اثبات صورت و
اضافت شکل بدان کرده حکمت بیان معانی و اثبات حقایق آن کند و آن معانی
که از انها بدینها تعبیر کنند بیان نماید زیرا که بمحض عقل جز ادراک مجرد معانی متصور
نباشد و بی وحی آسمانی و اخبار الهی اطلاع بر صور ممکن نه و چون حکمت بتفصیل و
تحقیق شریعت بود قول خداوند تعالی راست آید که و من یؤت الحکمة فقد
اوتی خیرا کثیرا و ما یذکر الا اولوا الالباب اما آنچه از فلسفیات در کتب و رسایل
که ادوات و وسایل جدال و نزاع اند مذکور و مسطور ست و شکوک و شبهات
واهیه قصد اثبات و تائید آن نموده و هر نادانی که آمده بعلت تشدّق لسانی
و قوت بیانی که داشت چیزے بران افزوده تا رفته رفته حاصل آن جز قیل و
قال و مآل آن جز نکال و وبال نیامده حاشا و کلا که عنوان حکمت آنرا شامل
بود و اطلاق اسم حکم بر اهل آن جایز باشد امام فخر رازی که راس و رئیس متکلمین
و مقدم و پیشوای مناظرین ست در شکایت این حال میگوید و لم استفد من
بحثنا طول عمرنا + سوی ان جمعنا فیه ما قیل او قالوا + و هر کس که دست تمسک
باینها زد و غلو کرد سر انجام کار او جز تشکیک در دین و انکار نبوت و ولایت
که مستلزم و مستتبع سوء خاتمت و خسران آخرت ست نبود مگر آنکس که حفظ
و عصمت الهی نگاهبان حال و پاسبان وقت او بود و ذلک نادر جدا و النعم

ما قال حکمت یونانیان پیغام نفس ست و هوا و حکمت ایمانیان فرموده پیغمبر ست
اکنون ترجمه مکتوبی که شیخ ابوسعید ابوالخیر بخواجه ابوعلی سینا نوشته و انما نیم
نوشته ست ایها العالم حق تعالی ترا انچه باید و سزد از صلاح ظاهر و باطن توفیق
دهاد و هر چه مطلوب تست از سعادت آخرت روزی کناد بدانکه راه راست جز یکی
نیست و من این راه را بیقین دانسته ام و خس و خاشاک شک و شبه از طریق یافت
آن رفته ولیکن وادیهای ظنون هم از طریق واحد منشعب گردد و سالک راه اگرچه
بدان در شک نیفتد ولیکن بی تحیر و تذبذب نبود و من از هر کس طلب طریقی که
بدان سلوک کرده مینمایم تا بدانم که کدام راه رفته که به مقصود رسیده ست و حال
مقصود حقیقی دیده باشد آنکه شاید حق سبحانه تعالی بوساطت تحقیق و بصدق تصدیق
او حقیقت حالی را وا نماید و ابواب مقصود بر روی دل بگشاید و تو ای عالم که بوقوف
بر علم رسوم توفیق یافته و بمذاکره این طریق موسوم گشته چه یافته بگو و تا کجا رسیده
بیان کن و بدانکه تذبذب و تردد لازم بدایت حال ترهب و تعرف ست اول قلق
و اضطراب در کار طالب کنند بعد ازان بمقام جمعیت و موطن اطمینانش رسانند
و هر که طریقه زهد و انزوا که خلاصه معنی رهبانیت ست سلوک نمود بیشک بمنزل
مقصود رسید و حصول این نسبت اگر ورزش کنند و سعی نمایند بسی آسانست
و اگر همچنان در حساب عقل درمانند بغایت دشوار و الله ولی التوفیق و با فاضة
التحقیق حقیق خواجه ابوعلی سینا در جواب نامه شیخ ابوسعید ابوالخیر نامه مینویسد
که خلاصه مضمون و حاصل معنی آن بطریق ترجمه اینست کتاب شیخ که از اصول کمال الطاف
الهی و سبوغ نعم نامتناهی او تعالی بروی و وصول هدایت و حسن تیسیر و توفیق
و استمساک بعروه وثقی و اعتصام بحبل متین خبر میدهد و از وی باعثه اقبال و داعیه
تقرب درگاه عزت و تولیه و توجه بوجه باقی او عزاسمه و استواری در سلوک طریق

معرفت و دستیاری عنایت در توفیق هدایت و برافشاندن غبار تعلقات خزانه دنیا
از دامن همت و اهتمام برتنزه از مقدورات نفس و طبیعت مفهوم میگردد و وصول یافت
مکتوب بیت عزیز ترین نامه که واصل گردد و مسرت افزاترین چیز یکه ورود یابد و سعد
ترین کوکبی که از آسمان معرفت طلوع نماید و بزرگترین مهمانیکه از درِ اخلاص درآید
خواندم و فهمیدم و در تبیین مبانی و تصور معانی او تدبر کردم و در تحقیق و تقریر آن
تکرر نمودم آغاز بحمد و ثنای واجب الوجود که واهب عقل و مفیض عدل ست کردم
و شکرگذاری بر الاء و نعماء بی منتهای وی زبان کشادم و بدعای مزید توفیق
و زیادت هدایت و نهایت درایت او دست برآوردم حق سبحانه تعالی قدم صدق
او را بر جاده طریقیت ثابت دارد و از التفات بماسوی که موجب ذلت قدم تو و عصمت
بخشد خدائیکه راه نماینده بیچارها و آسان کننده کارهاست تدبیر امور بعلم اوست
و تقدیر کائنات بحکم او یک ذره در آسمان و زمین از حیطه علم او خارج نیست و بسط
حرکت و قبض سکون از قبضه قدرت وی بیرون نه وجود خیر برضا و امر او ست و
وقوع شر بقضا قدر او و تمامت حوادث نازل از جناب اوست و کل امور راجع بدو امر او
یکی ست و شئونات او کثیر و ما امره الا واحدة کلمح بالبصر و هر امر متشعب و متفرع از و
و هر حادث مستند و منتهی باو اینچنین ست مقتضای امر ملکوت و موجب سر جبروت
و این امریست بس عظیم و سریست بس شگرف و الست آنکه دانست و زالست آنکه
نتوانست سعید سعید ازلی ست و شقی شقی لم یزلی هیچکس را طاقت نه که پرسد چرا
کرد و مجال نه که گوید چه میکند لا یسال عما یفعل و هم بسیالون خوشوقت سعادتمندی
که سابقه ازلیش بزمره سعدا کشیده و جاذبه عنایت لم یزلیش از رتبه اشقیا برآورده
و خنک نیکبختی که توفیق سودا آخرت یافت و برأس مال نمانی متاع باقی بدست
آورد عجب از عاقلی که دل باین سراچه امید و بیم بندارد و نایافت و نایافت در قبول

وریخ وراحت وغم وشادی اورا برابر نه انکار واستیفار شهوات دنیا جز حرص و
شهوت نیفزاید واستمتاع لذات او سیری نبخشد نیل مطلوب او خیال وصل محبوب او
محال کمالش بازوال ملازم وزوالش درهمه احوال لازم المش درغایت ردارت
ولذتش درنهایت بشاعت صحت او قسام بیماری ومحبت او عین گرفتاری انچه اورا
در دنیا سلامت شمرند حاجت مندی ست لبد جوع وپوشیدن عورت وآن
قطره چند که از توجد اگردد در وقت مجامعت که تو آنرا لذت انگاری وراس جمیع
لذات شماری اینهمه از روح تو جدا گردد ومایه حیات ترا بباد هوا دهد والله مشغول
بدنیا نیست مگر مغلوب مغبون ومتصرف در وی مگر مخبط مجنون گرفتار حرکات
شتی واسیر حاجات گوناگون مشتت الحال متوزع البال دست خوش بیم وامید
پایمال رنج وراحت کجاست عاقلی که از اختلاط خلق تجرد گزیند واز صحبت اغیار
بخلوتخانه تفرد نشیند واز پریشانی روی باصلاح آرد واز تذبذب وتردد همت
برتهذیب وتوحید گمارد وعمر رفته را فریاد کند وعشق کهنه را نوگرداند واز ملاحظه حدوث
بمطالعه ازل ازال رود واز ممارست فنا بملاحظه ابد الاباد کشد تا بجای رود که آنجا همه
لذت در لذت وکمال در کمال ست آنجا سلسالی ست که هرچند سیراب تر شوی گوارا تر
یابی مزرقیست که چندانکه سیر تر خوری لذیذ تر شمری سیرابی او نه سیر ابیست که
طبیعت را آبی گرداند وسیری او نه سیریست که ذائقه را بی لذت کند حق سبحانه وتعالی
غشاوه غفلت از بصایر وپرده قساوت از قلوب وموجبات حیرت از عقول ودواعی
حسرت از نفوس ما برانداز د وبتوفیق تهذیب اخلاق وتکمیل اوصاف هدایت
کرامت فرماید وسلوک اینطریق آسان گرداند واز شر اینکاره غدار فریب ده
غرور بخش برغل وغش که بظاهر لطف ومهربانی نماید ودر باطن عداوت جانی دارد
وبصورت موصلت کند ومعنے مفاصلت دهد نگاهدارد ودر سلوک اینطریق ترا

مقتدا و پیشوای ما سازد و بدان مقام که تو رسید بمتابعت تو ما را نیز برساند اوست
ولی اینکار و بدست اوست زمام اختیار و اما انچه شیخ از ینجانب التماس تذکره کرده
واست دعا بتبصره نموده و دوای این درد را از کلام من جسته این بدان ماند که بینا
از نابینا راه نمونی جوید و شنوا از ناشنوا خبری پرسد مثل مرا چه یارای آنکه موعظت
چون تو ی زبان گشاید و بجوابی که صلاح وی دران بود و صوابی که رشد او دران است
خطاب نماید و بطریقی که نجات وی در انست اعلام نبخشد و بمقامیکه مقصود او ست
راهبری کند و باین همه اعتراف بتقصیر و اقرار بنادانی از سخن حق گفتن گریز نباشد
واز بیان واقع چاره نه باید که اول و آخر فکر و ظاهر و باطن اعتبار تو حذا باشد
جل جلاله و چشم دل بکحل مشاهده او مکحول و قدم سعی در مقام قرب او موقوف دایم
بپای عقل در ملکوت اعلی مسافر و ایات کبری الهی را که دران عالم مودع ست ناظر
و بعد از نزول ازان عالم اعلی از احکام و آثار او حاضر ازان رو که در همه تجلیات
اوست و ظهور هر چیز بدو ست اول و آخر ظاهر و باطن ﴿ ففی کل شیئ له
آیة + تدل علی انه واحد و چون اینحالت شریفه ملکه او شد و این شیمه کریمه عادت
او گشت نگین دل بصور عالم ملکوت انتقاش پذیرد و مرات قلب اقدس لاهوت
متجلی گردد و با حضور قدس و صحبت انس الفت گیرد و ذوق و لذت آن عالم بمذاق
حال او برسد و انچه نسبت باوی اولی و اقرب ست همه از ذات خود دریابد و معنی
سکینه و وقار بروی فایض گردد و تیسر طمانینت و قرار در وی پیدا آید و بدین عالم
ادنی و اهل آن جز برحمت ننگرد و شکرگذاری نعمت پروردگار را پریشان
نبخشاید و بزکات نعمت و معرفت ایشان را راه ننماید و بوصول مقامیکه خود
رسیده ست ایشانرا نیز طالب گرداند و بذکر مواعید و مواثیق رحمت قوت باعثه
ایشانرا در شوق و اهتزاز آرد و او در همه حال بهجت در بهجت و لذت در لذت بود

واز بهجت خود نیز متبهج واز لذت خویش متلذذ و با ایشان بود بی ایشان و در همه جا
بی همه جا خلق از وی متعجب و وی از ایشان متعجب تر ایشان در وی حیران و او
در ایشان حیران تر باید دانست که افضل حرکات صلوة ست بعد از مراقبه
و بهترین سکنات صیام با حفظ مراتب و نافع ترین نیکیها صدقه و احسان بخلق و
کاملترین سیرها صبر و تحمل بر شدائد و مادام که التفات نفس بقیل و قال و مناقشه و
جدال و تاثر و انفعال باحوال مختلفه و حالات متباینه باقیست خلوص او از کثافت
طبیعت و کدورت جبلت محال بود و بهترین اعمال عملی ست که از مقام نیت صادر
گردد و بهترین نیات نیتی ست که از جناب علم و معرفت منبعث گردد و حکمت اصل
فضائل ست و معرفت الهی اولی اوایل صعود کلمات طیبه بسوی خداست و سبب
رفعت آن عمل صالح اینها را میگویم و طلب آمرزش از خدا میکنم و هدایت از وی
میجویم و طلب کفایت از وی میکنم و قربت از وی میخواهم انه سمیع مجیب اینست
مضمون مکتوب ابوعلی سینا بجانب شیخ ابوسعید ابوالخیر و آن حکایت دیگر رسیده
باشد که میگویند که شیخ به ابوعلی سینا نوشت که دلنی علی دلیل یعنی دلالت کن
مرا بدلیلی که راه نماید و پرده غفلت از روی کار برگشاید او نوشت که الخروج
عن الایمان المجازی والدخول فی الکفر الحقیقی وان لا تلتفت الا بها دار الشخوص
الثلثة میگوید دلیل بیرون آمدنست از ایمان مجازی و در آمدن در کفر حقیقی و
عدم التفات بهمت مگر بدانچه ورای موالید ثلثه بود بلکه اشتغال باطن بما ورای
عوالم ثلثه که ناسوت و ملکوت و جبروت ست الا بر تبه ذات بحت که لاهوت
صرف و وحدت مطلقه ست والله اعلم گویند که شیخ در برابر ان نوشت او صلنی بهذه
هذه الکلمات الی مایوصل الیه عبادة اربعة الاف سنة فرمود مرا این کلمات واشارات
بجای برد و بمقامی رسانید که عبادت چهار هزار سال آنجا نرساند والله اعلم انحکایت

خالی از غرابتی نیست ولهذا عین القضاة همدانی قدس الله تعالی سره می آرد
ومیگوید ابوعلی طبیب منحرف از جاده را کجا رسد که ابوسعید ابوالخیر بادی آنچنان
نویسد واو در برابر ان این چنین گوید وبعد ازان ابوسعید گوید که مرا این کلمات
بجای رسانید که عبادت چهار هزار سال بدانجا نرساند ولیکن دانیم که ابوسعید ذوق
این کلمات بچشید وگرنه همچو ابوعلی سنگسار آمدی وحکایتی دیگر نیز هست که در ملفوظات
مشایخ چشتیه نوشته اند که ابوعلی شخصی را بجاسوسی بمجلس شیخ گذاشته بود تا بشنید
که خدمت شیخ اورا در غیبت بچه عنوان یاد میکند ودر حق وی چه میگوید روزی
آن شخص از شیخ پرسید که ابوعلی چه حال دارد وکار او تا کجا رسیده ست شیخ
فرمود مردی طبیب و فاضل ودانشمند ست ولیکن مکارم اخلاق ندارد وچون
اینحکایت بابوعلی رسید شکایت آن با شیخ ابوسعید نوشت که من چندین کتب و
رسایل در مکارم اخلاق نوشته ام شیخ چون میفرماید که مکارم اخلاق ندارد شیخ
در جواب آن نوشت که من گفته ام مکارم اخلاق ندارد و نه گفته ام که مکارم اخلاق
نمیداند ومتفطن خبیر ازین حکایت تواند تفطن نمود که این حکایت دیگر که شیخ
ازوی بصورت استرشاد واستمداد نوشته ست در بدایت حال واوان طلب
بوده ست نه در مقام نهایت وطی مراتب والله اعلم وعلمه احکم یجتبی من یشاء ویهدی
الیه من ینیب وهو علی کل شئ قدیر

الرسالة الثانیة عشر اختیار التخلی لانتظار التجلی

لا اله الا الله محمد رسول الله

انوار توفیق ابد واسرار تحقیق ازل شامل احوال سعادت مآل وحاصل اوقات
بابرکات باد آمین هرچند خواست که بعد از عرض دعا حرفی از حکایت این راه
بگوید وسخنی از سلوک این طریق بنویسد از صدمهٔ هیبت این مقام وتصور صعوبت

این مرام حالتی در گرفت که قلم از دست رفت و دست از کار ماند چه گوید و چه نویسد
از برای گفتن و نوشتن بزرگان چیزی نگذاشته اند کسی باید که آنرا کار بندد و بعمل
در آرد شرمت باد ای نفس که سخنان رسیدگان را بمقام ایشان نارسیده بگوئی
و حقیقت حال را از حرف و حکایت ظاهر بجوی اگر مردی کاری که ایشان کرده اند
بکن بعد ازان گفتار یکه ایشان گفته اند بگو و اگر دران مرتبه نیز چیزے نگوئی
و خاموش نشینی بهتر و گوارا تر این گفتن را خاصیتی ست که ماده نورانیت را از
سینه بیرون آرد و باطن را از ذوق و حضور خالی گرداند حقیقت را هم اگر در
تنگنای سینه محبس دارند تا مجال صبر و کتمان بروی تنگ آید و در فسحت فضای
باطن جولان کند و در اعماق و اجزاء وجود سریان نماید و از بس شدت ضبط
و کتمان خواهد که در ورنه را لبشگافد و بیرون افتد تا اشعه انوار آن بی اختیار از
وجنات احوال بتابد آنرا نوری دیگر و حضوری دیگر باشد کمشکوة فیها مصباح
المصباح فی زجاجه در نصورت خاموشی زبان حال گردد و معنے بی عبارت
در سخن آید مبارک باد این حال و گوارا باد این ذوق آنرا که حاصل ست جماعه دیگر را
بینم که در ذوق سخن و لذت همزبانی چنان از دست رفته اند که صبر از سخن نزد
ایشان محال گشته و لفظ عین معنی و قال نفس حال آمده ؎ کار آمد حصه
مردان مرد + حصه ما گفت امد این ست درد + اینجا نیز اگر نیک روند دلیلے
واضح ست بر قوت تاثیر معنے و سطوت سلطان حال که با وجود عشاوه لفظ و
حجاب صورت این تاثیر دارد تا آنجا که محض معنی و صرف حقیقت بود چه حال
باشد باری اگر یکی بگوید همان قدر گوید که یافته باشد و از انجا دم زند که قدم نهاده
بود تا از دائره صدق و نفس الامر بیرون نیفتد و سخن و ال حال وی نگردد و کنون
بگویم نعوذ بالله من الخلل و الزلل رسیدگان مقام معرفت میگویند که بعد از

تنقیه و تطهیر باطن از میل و التفات بمحسوسات و استغراق و اشتغال بذکر و عبادت
مولے جل و علا لنفس را لفتی و نسبتی بروحانیات پیدا آید و نور معرفتے در دل منشی
گردد که بدان مشاهده حق دست دهد و بر مراد الهی و حکمت نامتناهی وی عز اسمه
در کاینات اطلاع افتد و از دل بر بصر شعاعی انعکاس پذیرد که بچشم ظاهر
مُغیبات و روحانیات را مشاهده کند تا بظاهر و باطن از مضیق عالم زور و ظلمت
منسلخ و منقطع گردد و در نور حق مستغرق و مستهلک شود تفصیل این احوال را
ایشان دانند که رسیده اند ولیکن برائے تصدیق ایمان بایشان لت علی الاجمال
اینقدر معلوم و متیقن گشته ست که اعتزال و انقطاع از خلق و توجه و اقبال بجناب
اقدس را در نورانیت قلب و زکای نفس و طهارت و نزاهت از انجه قلوب و
نفوس عامه خلایق بدان مطمئن و مشتغل ست تاثیری هست شاید که اگر این ورزش
دوام پذیرد و استمرار گیرد و رعایت احتیاط کار دست دهد وصول بآن مقام
که نشان میدهند و اشارت میکنند ممکن باشد پس طالب این نسبت و مشتاق این
کمال را شرط ست که براه طلب و اجتهاد از پا ننشیند و بتقصیر کلی از خود راضی نباشد
و اگر در تمام سال ماهی و در ماهی هفته و در هفته روزی و در روزے ساعتے بهیچنے را
ورد و وظیفه خود سازد و دران یکساعت از خلق انزوا و خلوت گزیده بذکر و مناجات
حق مشغول گردد و در مقام تضرع و ابتهال و صدق و التجا بایستد تا برکات
و انوار این وقت بر سایر اوقات بیفتد و رفته رفته دوام و اتصال وقت دست دهد
عجب که نشانی ازین کار در نیابد و عجب تر آنکه بعد از استماع این خبر و امکان
وجود آن اثر باعثهٔ از باطن همت مرد عاقل بر دریافت این حال و امتحان صدق
این مقال نماشی نگردد و لا اله الا الله یکساعت از شب و روز اگر مصروف این حال
گردد چه نقصان آرد باری اگر هیچ ننماید ساعتی بطور خود بودن نیز عالمی دارد

وبر قیاس انچه گفته شد زیاده بیچیت اگر نیست این نه بس که ترا + وحی زد وسوسه عقل بیخبر
دارد + اگر یکی را مادهٔ ایمان صورت کمال یافته و نور یقین بر دل تافته ست فطوبی له
وبشری له که آن خود بی زحمت خاطر کاوشت افکار باعث بر اختیار این کار و سلوک
این طریق خواهد گشت زیرا که انبعاث شوق طالب و تحمل تعب قدر ادراک حسن مطلوب ست و ادراک حسن مطلوب
بر اندازهٔ اشراق نور یقین و اگر طالبی دیگر هنوز بدرجهٔ یقین نرسیده و به سبب طریان
عواشی طبیعت و عروض عوارض نفس در مرتبهٔ ظن و تخمین مانده ست آن نیز در اختیار
مجاهده و طلب کافی ست شیخ ذکره الخیر میفرمود در اول حال اختیار عمل را مشروط
بحصول یقین نباید داشت و بهمان قدر تصدیق که حاصل ست اگرچه اعتقاداً او
تقلیداً باشد شروع در عمل باید کرد تا هم از صفای معاملت و نورانیت عمل رفته رفته
حجاب ریب از جمال شاهد غیب برافتد و نور یقین جلوه گراید رهنی شدن بنقصان
و تسویف و تاخیر سعی در ازاله و علاج آن مقصد را دور تر اندازد و علت بعد و حجاب
مستقر و متمکن سازد ختم و طبع و رین کشد نعوذ بالله منها یقین ست که صاحب فطرت
سلیم هرگز از جاده سلامت و طریق استقامت بدر نیفتد که هرگز نکرد اصیل کو هر خطا
من فدای ان طالب مشعوف که بمجرد شنیدن خبر پیش از بروز نور و ظهور اثر دست
در کار زند و در تحصیل مطلوب اگرچند متعذر الوصول بود بیتاب و بی اختیار گردد
یکی از محققان گفته ست که فطرت سلیمه مجبول ست بر اختیار دین اسلام والله الموفق
ومنه الالهام اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه
وصلے الله علی الهادی المهدی الی طریق الحق المبین شیخ الکل وامام الائمة وسید
الوجود وسید المرسلین محمد وعلی آله وصحابه واحزابه واتباعه اجمعین هداة طریق الحق
ومحیی علوم الدین

الرسالة الثالثة عشر تحصیل المطلوب بانتظار المحبوب وغایة الاعتدال العلم والعمل

لا اله الا الله محمد رسول الله

طلب باید و انتظار بی طلب و انتظار بهوس و آرزو بمطلوب نتوان رسید و حقیقت
طلب آن بود که طلب و تعطش مطلوب و وحدت وجه طلب بر جان طالب چنان
غالب آید و استیلا یابد که هیچ مقصودی و هیچ آرزوی ازان مانع نیاید و غلبهٔ
شوق و تعطش بان سر حد رسد که اگر عقلای عالم حکم کنند که وصول بدین مطلوب
محال ست و حصول این مقصود متعذر این سخن در گوش طالب اصلا راه نیابد و
قطعا در نشین وی نگردد و بگفت و گوی ایشان قدم از راه جست و جوی بر ندارد
اگر اینخالت روی نماید طلب ست باقی هوا و هوس پیش نباشد و از هوا و هوس
کاری نگشاید و انتظار محبوب چنان باید که یک لمحه از خیال آن جمال و حصول
دولت وصال غافل نبود و فارغ ننشیند و هر دمی که زند و هر قدمی که نهد حصول
مطلوب و حضور محبوب پیش چشم دارد و امیدوار بود که شاید همین ساعت بدست
آید امید و انتظار اگرچند در معنی نزدیک هم اند اما بحکم ذوق پایه حال انتظار
از مقام امید بیشتر رود امید در سویدای دل مکنون و مضمر بود و اثر انتظار بیرون
افتد و از فحوای امید آرام و تسکین مفهم در آید و از انتظار قلق و اضطراب و بیقراری
مفهوم گردد که الانتظار اشد من الموت این موت عین حیات و گوارتر از حیات
صد هزار حیات فدای این موت باد و شک نیست که وجود این حال عزیز و نادر
افتد پس چه باید کرد بیکار نشستن نیز گنجایش ندارد و باری اگر اینقدر نبود بحکم
مالا یدرک کله لا یترک کله پس قدمی باختیار در راه باید نهاد و گامی زد ~ انک لو لوک
وخفته شکل و بی ادب + سوی او می غیر و او را میطلب + و بیقین باید دانست
که هر عمل را اجری و هر کرده را جزائی هست اگرچند مقدار ذره بیش نبود فمن یعمل
مثقال ذرة خیرا یره و من یعمل مثقال ذرة شرا یره ~ اندرین ره گر آنچنان نکنی +

دست و پای بزن زیان نکنی ✦ ✦ کافرم من گر زیان کرد دست کس ✦ در ره یزدان
و طاعت یک نفس ✦ ✦ کس با تو زیان نکرد من هم نکنم ✦ یکی از مقامات یقین
اعتقاد پاداش عمل ست تا بدانی که هرچه کاری بدروی و عمل خود را خوار و بی اعتبار
نباید داشت اگرچند ازین جهت که نسبت به بنده دارد خوار و حقیر و بی اعتبار بود
اما از حیثیت آنکه امتثال امر پروردگار ست عزشانه و او فرموده ست و وی وعده
کرده و وعده او صادق ست و سنت او بران جاری لبی عظیم و ارجمند ست و بحقیقت
جزای عمل عین عمل ست که در موطن آخرت بآن صورت نموده اینجا عرض ست
و آنجا جوهر و باختلاف موطن مختلف شده سبحان الله غراس الجنة و لاحول و لاقوة
الا بالله من خزاین الجنة که در حدیث دانا ترین نوع بنی آدم و حقیقت بین تمامه
عالم صلی الله علیه و آله وسلم واقع شده ست کشف سر این معنی ست و بمذهب ارباب
معقولات که حصول اشیاء در ذهن بحقایقها ست نه بشبح و مثال نیز معقولیت
اینمعنی پر توافکند این سخن در وقت دیگر بجای دیگر بهتر ازین گفته شود ان شاء الله
تعالی اکنون طریق وصول بحق و انواع مجاهدات و ریاضات که درویشان دارند
و کارهائیکه ایشان کنند و بدان روش بمنزل مقصود برسند کرا طاقت کردن
آن کارها و برداشتن آن بارهاست و درینجا طریقی ست سهل و اقرب و آن
اینست که بعد از اعتقاد بوجود باری سبحانه و تعالی بآن اسما و صفات که در دین
مسلمانی بیان کرده اند دایم بجناب او ملتجی و توفیق و هدایت را ازوی خواهان
و فضل و کرم او را منتظر و قرب و قبول او را بتضرع و نیاز جویان باشد همچنانکه
بندگان و خادمان درگاه ملوک با مخدومان و ولی نعمتان خود کنند و با ادب
و خاضع و خاشع و الغام اکرام ایشان را امیدوار و از قهر و سخط ایشان ترسان
و از سطوت و هیبت ایشان هراسان باشند ضابطه ظاهر در تعلیم نگاهداشت

ادب حضرت ربوبیت جل شانہ ولہ المثل الاعلی مثل حال خدام ملوک بتوان یافت
ع گر وزیر از خدا بترسیدی + ہمچنان کز ملک ملک بودے + خلاصہ کار
حضورست وادب وبعبارت دیگر اعتقادست وخدمت وعلمست وحال ومعرفت
وطاعت اگر این ہر دو جمع شود واعتدال یابد سعادتی بالاتر وکمالی افزون تر
ازان نبود ولی کمتر باشد کہ حال وعلم باعتدال حقیقی افتد صاحب ایں مقام سید طائفہ
جنید بغدادی وامثال ایشانند بر یکی حال غالب آید محبت وشوق ومستی آرد
وبر دیگرے علم غالب بود در ادب وخدمت وبندگے افکند طائفہ اول مستانند
وفرقہ ثانی ہشیاران وجمع کردن میان مستی وہشیاری کاری آسان نبود
ع بر کف جام شریعت بر کفے سندان عشق + ہر ہوسناکی نداند جام وسندان
باختن + ونزد محققان از ارباب دین ومتوطنان مقام تمکین تقدیم عمل در رعایت
ظاہر اہم واقدم بود شیخ فرمود ذکرہ اللہ بالخیر حال باطن را بر عمل ظاہر مقدم
ندارد تا از دائرہ ادب واعتدال بیرون نیفتد ونیز بظاہر بسندے نکند و
ہمبران نایستد تا از وصول بمرتبہ علو وکمال محروم نماند در ظاہر عمل وخدمت باید
ودر باطن محبت ولعطش تا کار کشاید وسلامت ماند نیز فرمود فقیہ صوفی
باش نہ صوفی فقیہ یعنی اول عمل شریعت وفقاہت را بدست آرد وداد آن بدہ
پس ازان بندہ حقیقت بر آید این روش بہ سلامت نزدیکتر واساس آن محکم تر
ست واگر ہم از اول صوفی شوی وتابع حال باشی از راہ سلامت دور افتی
وبنیاد کار سست گردد واز علم بشوق ترقی ولعطش کمال در طریقہ تصوف
واہل حال توان آمد لیکن بعد از غلبہ ذوق وحال رجوع بعلم وتفقہ دور تر افتد
واز ین سخن کہ گفتہ شد چنان بفہم نہ در آید کہ حقیقت چیزے دیگرست مباین و
مخالف شریعت حقیقت روح شریعت وشریعت صورت او شریعت اعتقاد کردن بود

بدانچه خبر داده اند و کار کردن بدانچه فرموده و حقیقت مشاهده کردن و بچشم عیان آنرا دریافتن بود حقیقت حقیقت شریعت و کنه اوست تا انچه بدان ایمان آورده اند اگر آنرا عیانا دریابند بحقیقت آن رسیده باشند از حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس الله روحه واصل الینا فیوضه وفتوحه نقل کرده اند که فرمود کل حقیقة ردتها شریعة فهی زندقة هر حقیقتی که شریعت آنرا رد کند زندقه است یعنی اگر یکی را کشف شود انچه نه موافق دین و شریعت ست اگر آنرا اعتقاد کند کافر بود و زندیق گردد ابو سلمان دارانی رضی الله عنه فرماید لبا باشد که نکته از مواجید این راه روی نماید و خود را بجهت حسنی و جمالی که دارد بر من جلوه دهد قبولش نکنم و گویم تا دو شاهد عدل بر صدق و درستی تو گواهی ندهند هرگز قبول نکنم و آن دو گواه کدام ست کتاب الله و سنت رسول الله و بالجمله دین یکی ست دو نمی شود بیان این سخن دور و دراز ست اینقدر اشارت بدان بس بود سخن صواب اینست هر که غیر این بیند لشد خطا کند و الله تعالی اعلم بالصواب

الرسالة الرابعة عشر تذکیر اولی الاحلام بان لذات الدنیا کلها آلام ورفع التعب والعنا بالجمع بین الفقر والغنا

لا اله الا الله محمد رسول الله

عاقبت بخیر باد آغاز سخن بدعا وطی مرسم تکلف نماد عا ازان آمد که هر چند گرد اقسام سخن گردید و مسالک و اطوار ارباب سخن در نوردید مدعای بالاتر و بکار آینده تر از دعا نیافت خصوصا این دعا که خلاصه دعوات و نقاوه تمام رعیات ست عاقبت بخیر باد آمین آمین اگر مدح و ثنا ست اخوا التراب فی وجوه المداحین خاک بر سر روزگار مادحان میکند و اگر بیان شوق و اشتیاق کنند در وغی بالاتر ازان نباشد که طائفه که مسکن حال و موطن طبیعت ایشان

انزوا و مشق جنون و سرمایه وقت وحشت دلنشان ماسوی ست دم از شوق صحبت
یکدگر زنند و هوای مؤانست و مخالطت اغیار در سر دارند محبت دوستان باقی ست
ولیکن فرصت ملاقات و فراغ وقت تا بصحبت یکدیگر دل آساید و نفسی بکام خاطر برآید
در تنگنای دنیا دست نمیدهد فردا اگر نصیب ست و نزول در یک منزل اتفاق افتاد
در فراغستان اذهب عنا الحزن و باغستان اخوانا علی سرر متقابلین صحبتی
میتوان داشت انشاء الله تعالی و هو علی کل شئ قدیر تخم محبت امروز در زمین دل
بنشانند فردا به بینند که چه گلها ازان بشگفد و چه برها دهد ؎ تخم دولت در
زمین میکاشتم + سخره و بیکار می پنداشتم + آن نه بد بیکار کشتی بود چیست +
هر یکے دانه که کشتم صد برست + درین دنیا بوستان بهشت اگر جوینده یاد دوستانست
که از تصور آن دلها باغ گردد تا بدیدن و چیدن چه نماید بهشتی دیگر بالاتر ازین
نهاده اند زمان درکشاده شدن آن بهشت و وزیدن نسیم السن از انجانب
پایان شب ست که آنرا وقت سحر گویند و اگر نیمشب در ایند آن خود بخلوت
نزدیکتر و از مزاحمت شرکا دورتر باشد گلهای آن باغ و میوه های آن بهشت
انوار توجه و مناجات و شهود وجه باقی و نفحات انس و آثار ذوق و حضور و بیدار
دلی و آرام وقت و اطمینان قلب و نورانیت ذکرست مشایخ گفته اند قدس الله
اسرارهم که درین عالم انچه از لذتهای بهشت منونه گذاشته اند ذوق تملق
و مناجات وقت سحرست و طعامهای شهی و لباسهای بهی و گلزارهای طرتی و
منزلهای گزین و صورتهای خوب و آوازهای خوش را نیز اگرچه از منونهای
بهشت داشته اند ولیکن بهشت همه آرام و راحت بود اینجا خود سراسر محنت
و الم ست لذات دنیا همه آلام ست بیش ازان نبود که المی بالاتر و سخت تر
از الم دیگر آفریده اند چون این الم کمتر دفع الم قوی تر کند در مزاج نفس و مدارک

طبیعت چنان در آید که گویا لذتی یافت مثلا گر سنگے المی ست و خوردن طعام
بآن مشقتها و حرکتها که در تهیهٔ اسباب و آلات آن کنند المی دیگر یک الم چه باشد
صد الم بالای یکدیگر نهاده و بصرف همت بدفع الم جوع و نشاندن آتش گرسنگی
ارتکاب آنها آسان نموده و چون الم گرسنگی دفع گردد و لقمه و تاب آن آتش
فرو نشیند و طبیعت آرام یابد آنرا لذت نام نهند و در نظر حقیقت جز دفع المی
بالمی دیگر نباشد دلیلش آنکه اگر سیری را یا تشنه را تکلیف خوردن و آشامیدن
بمرتبه لایطاق کنند عذابی بالاتر ازان نبود حالتهای دیگر را که آنرا بعرف
عام لذت نام نهاده اند همین گونه قیاس باید کرد خوشا عاقلی و خجند مردی
مردی که هشیار الحقیقت فهمیده و حقارت متاع دنیا و فنائی آنرا بذوق دریافته
پای از چیز طبعی و شهوات جسمانی برآورد و نظر دانش و اعتبار بر دریافت لذت
روحانی برگماشت و حصول این نسبت بدو وجه باشد از فقر الصبر و بر بستن
پای حرص و شکستن دندان طمع و قطع نظر از التفات بزخارف دنیا تا بپایه کمال
رسیده مظهر اسم الصبور شوند و از اغنیا لشکر و برکشادن دست جود و قوی
داشتن بازوی همت و ثبات قدم در طلب مرضیات حق تا طلسم گنج اسم الشکور
گردند بیشک این فقیر بی التفاتی و نانیازمندی و دست بجطام دنیا نفرسائی
غنی باشد و آن غنی بهمت روائی و کیسه برداری و بی تعلقی و مجرد روی و درویش پرستی
فقیر بود کمال جامعیت اینست باقی همه هباء و هدر ست ازینجا گفته اند که صبر و شکر
در ضمن یکدیگر اند و ربین یکدیگر اند و بحکایتی که ما برخواندیم خود فقر و غنا عین یکدیگر اند و علما را
اختلاف ست در آنکه مرتبه فقیر صابر بالاتر ست یا درجه غنی شاکر آنها که فقر را
فضل نهند گویند که سلامت و عصمت در ینجاست که ان من لعصمة ان لا تقدر
بزرگے گفته ست که مبادا آدمی زاد را ناخن دست در انگرد تا خدا که شکم

برادر مسلمان را بدرد و هرگز از شکم گرسنه دعوی سیری و سرکشی نیاید فروتنیت
و مزودیت در سرش بیضه نکنند دیگران گویند که از غنی کار ها آید و بر بستگیها
گشاید که فقیر را بدان راه نبود و نیجان مرده وی ازان آگاه نه ذلک فضل الله یؤتیه
من یشاء اینحکایت پیشینیان بست و من گویم که هیچ یکی ازین دو قضیه کلیه نیست
تا کشاد کار هر کس و صلاح و مقتضای شاکله وی چه باشد قل کل یعمل علی شاکلته
فربکم اعلم بمن هو اهدی سبیلا آنرا که سوزش فقر در سازد و غناش از دایره بیرون
اندازد فقرش مبارکباد و آنرا که غنا براه اعتدال برد و با عروس توفیق هم آغوش
دهد غناش گوارا باد شیخ ذکره الله بالخیر از شیخ خود نقل میکرد که تا اعتقاد قلبی با ضمیمه
اقرار لسانی بافضیلت فقر از ما نگرفت زبان قبول نکشاد و دست انابت و
ارادت از ما نگرفت ما نیز باین عقیده ایم ولیکن تواضع و انکسار در انست که
غنی باید که فقیر را از خود بهتر داند و فقیر نیز خطبه فضل غنا بلند تر از پایه حال خود خواند
تا در جانبین عجب و تکبر راه نیابد و اگر براه انصاف بروند حق همین ست عاقبت
حال هر کس مبهم و حقیقت سری که با پروردگار خود دارد مستور دیگر سخن چیست
همه بضاعت خود عرضه میدهند آنجا + قبول حضرت او تا کدام خواهد بود + درمیان
امید و بیم راهی نهاده اند جز حیرت کاری نیست و جز تسلیم چاره نه اعلموا ان الله
شدید العقاب و ان الله غفور الرحیم ختم سخن بر حمت آمد آخر کار بر حمت باد والسلام

الرسالة الخامسة عشر رفع صوت الخبیث بالمام ضعف المشیب

لا اله الا الله محمد رسول الله

الله الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوة ثم جعل من بعد قوة ضعفا
و شیبة یخلق ما یشاء و هو العلیم القدیر آدمی زاد را بعد از طی ادوار و اطوار خلق
نطفگی و جنینی از ابتدا بر بروز و ظهور صورت عنصری وی در عالم کون و فساد

سه درجه ست خوردی وجوانی وپیری درجه اول در کمال ضعف ونقصان که تحصیل لذات
وکسب کمالات جسمی وروحی دران از قبیل محالات عادیست خوبی که درینمرتبه نهاده اند
همین ست که باری از کشاکش عقل آزاد واز کن ومکن شریعت فارغست وبجهت قرب
عهد وجودی از مبداء ومناسبت بعالم عدم فراغی وجمعیتی درصورت طبیعت وغفلت
دارد که عقلا آنرا مرتبه وقوع در مهلکه حیرت وحیطه محنت بستایند وحال گذشته را یاد آرند
وآرزو کنند ای کاش همدران مرتبه ان حالیکه داشتیم میبودیم چنانچه گفته ؎ پیشتر ازمرتبه
عاقلی ؛ غافلی بود خوش آن غافلی ؛ راحت دوست داشته ست وفراغ طلبی بهبوده
والا طلب غافلی نه از عاقلی ست درجه دوم جوانی ست خلاصه عمر ونقاوه اوقات آدمی
اوست که قوای جسمانیش در اعتدال ونائره ادراک در اشتعال ست واستعداد تحصیل کمال
در اشتداد وقابلیت تکمیل نفس قریب بفعل وآفتاب عمر برسمت الراس آمده ودر نصف
النهار کامرانی باستوار رسیده ست اینجا اگر توفیق رفیق سعادت گردد کاری میتوان
کرد وبارے میتوان برد اگر توفیق کار یافت وعروس مراد در کنار گرفت حصل المقصود
والا امید وایلے که درین نشاهنهاده اند تسلے ده خاطر وذوق بخش متخیله نقد وقت است
؎ مرا امید وصال تو زنده میدارد ؛ وگرنه صدر هم از هجر لست بیم هلاک ؛ آما درین
درجه نیز غفلتے طاری شود درصورت تغافل وجهلے درمعنی تجاهل تا فریب روزگار ومکر
لیل ونهار چنان پرده غفلت بردیده وگوش عبرت وهوش نهد که مجال دید وشنید
تنگ آید وفرصت تدبر وتامل نایافت شود از خواب مستی وغرور سر برنداشته باشد
که ناگاه سواد شب شباب به بیاض صبح شیب تبدیل یافته بود چنان نماید که تمام عمر
خبر یک نفس نبود ؎ بسا لها شب وصلے گر اتفاق افتد ؛ شفق فرو نشده صبح دم کند
آغاز ؛ اکنون پیری رسید در دو بید واژ رسید خمیر مایه صد ضعف وناتوانی رسید این
ضعف بصورت اگرچه بضعف درجه اول ماند ولیکن فرقی قوی درمیان ست آنجا

ضعف روی در انحطاط داشت و قوت روز افزون بود و روی نشاط تازه و انجا قوت
روی در عدم دارد و وجود ضعف در قوت و پشت امید شکسته و پای طلب بسته است
ز آنرا که به بند عشق اسیری کردند + در عهد شباب دستگیری کردند + صد علت بیعلاج
و بی تابی و ضعف + در هم بسرشتند نام پیری کردند + نعوذ باللہ من سوء الکبر و ارذل العمر
غرض از تمهید این مقدمات انشاء حسرت نامه حال خود بود که روزی عجبی پیش آمد و حیرانی
غریبی داد نمیدانم چه کند و کجا رود طفلی رفت و جوانی گذشت و مراد یکه داشت
دست نداد و گر هست که در دل بود نکشاد و او ویلا و احسرتا این چه بود و چه نمود عمر بود
یا سراب خیالی بود یا خواب ز جوانی شد و زندگانی نماند + جهان کو همان چون
جوانی نماند + جوانی بود خوبی آدمی + چو خوبی رود کی بود خرمی + مراد خود حاصل عمر
دو درجه بود خوردی یا پیری جوانی بمثابه زمان حال نمود که در نظر تحقیق بودی ندارد
و جز دو طرفش را که ماضی و استقبال هست وجودی نه و تمامه عمر بریاضت و مجاهده و غم
و محنت و ناکامی گذشت ز من ندانم که زندگانی چیست + کامرانی چه و جوانی چیست
روزگاری خوشی کرا گویند + دل خوش در جهان کجا جویند + وصل با کام دل چه میباشد +
کامیاب از جهان که میباشد + آنکه او دید چهرهٔ مقصود + کیست در عالم و که خواهد بود
آنکه مقصود یافت در عالم + که بود در بنا به اعلم + خوشا ایام جوانی اگرچند توفیق کار
نداشت امیدهای دراز و آرزوهای باطل و خیال های محال و وعدهای دروغ بفقد
دماغ وقت را تر و تازه و سرگرم میداشت اکنون بچه چیز دل بنهد و بچه حیله تسلی
خاطر دهد براهی که رفت و بمقامیکه ایستاد روی مقصود ندید و وصل محبوب در نیافت
اگر محبوب در منزل پیش ست پای رفتن کجاست و همت سفر کو تا بآن منزل برسد
همدرین منزل راه از پای افتاده و دل بر هلاک و حرمان نهاده ناله ایجا
کز مطلوب خود برسد و حال درماندهٔ خود را دریابد و باز پرسد یا همین جا منزل گیرد

که اوست یا او را برو وارد و بمقامی برد که خود ست انه علی کل شئ قدیر ؎ هی الشمس مکتها
فی السمار + فعز الفواد اعزاز جمیلا + فلن یستطیع الیها الصعودا + ولن یستطیع الیک الرقیا
؎ او آفتاب و منزل او بر سمار قدس + صبری کن ایدل از بتوانی وصول یافت +
نی تو بسوے دوست توانی عروج کرد + نی دوست جانب تو تواند نزول یافت + اینجا
امید با نا امیدی آمیخته گردد و خاطر بتمنا ر مراد آویخته شود هنوز کشاکش طلب در میان ست
و وسواس محبت در قلبجان تا لقطه اخیر از حیات بلکه تا تمامی دوره قیامت کوتاهی
کردم تا ابد الاباد الی مالا نهایته له در وطلب امید مطلوب در امتداد ست و شوق
جمال و آرزوی وصال در اشتداد درد ما ازلی ست و ابدی ؎ پیر شد مسکین حسامی
در فراق روی دوست + تا قیامت چشم دار دکان جوان خواهد رسید + خداوند
کے خواهد رسید و چگونه خواهد رسید کاشکے برسد هر گاه که برسد و هر چگونه که برسد و الله اعلم

الرسالة السادسة عشر لتقسیم الانام علے اربعة اقسام ؛

لا اله الا الله محمد رسول الله

تمام او میان ازین چهار قسم بیرون نیفتند ملوک دنیا و آخرت و فقرا دنیا و آخرت
و ملوک دنیا و فقرا آخرت و فقرا دنیا و ملوک آخرت ملوک دنیا و آخرت آنانند که همچنانکه
در دنیا خوشی و کامرانی کردند و داد سلطنت و فرمانروائی دادند برای حیات آخرت
نیز ذخیره اعمال صالحه نهاده و گنج سعادت با خود همراه بردند و بپاداش عمل منعمت
بهشت و دولت دیدار خایز گشتند و فقرا دنیا و ملوک آخرت آنانکه اگرچه بتمتعات
اینجهانی و قضاء شهوات فانی محظوظ نیامدند بقسطے او فی از سعادات و برکات ملک جاوید
مخصوص و مشرف شدند اقسام دیگر نیز بقیاس مذکور معلوم توان کرد ما نه انیم که داخل
کدام یکی ازین اقسام خواهیم بود این دو قسم که مذکور شد درجات و مراتب بسیار دارد
باری در هر مراتبه از مراتب که داخل باشیم غنیمت ست انه علے کل شئ قدیر این سخن

بتقریب برزبان آمد سیاق کلام در شکرگذاری انعام و احسان ایشان بود که بسبت
فقرا و عزبا ظهوری یابد جزاکم الله خیرا و چون تمامه نعمتهای ظاهر و باطن راجع بجناب
عزت ست تعالے شانه انتهار سلسله جز بعجز و سکوت نخواهد بود و حقیقت شکر از بنده
صورت پذیر نخواهد گشت حضرت مسبب الاسباب جل شانه بحکمت بالغه خود جماعه از
ناتوانان و نادرسایان را دست از کار و بار برسته و پای تردد و طلب شکسته بر در فضل
و کرم خود نشانده و دیده امید شان بر جمال شاهد مقصود کشاده ست و طائفه دیگر را
به نیل سعادت قبول و به تشریف کرامت توفیق مخصوص ساخته بتعمیر اوقات و تفقد
احوال ایشان برگماشته تا باعث جمعیت خاطر و فراغ بال ایشان گشته در ثواب عمل
و دلالت خیر شریک غالب آمدند ذلک فضل الله یوتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم
باین ترتیب سلسله نظام عالم برپاست و طوایف عالم محتاج فضل و کرم الهی بوده
ممد و معاون یکدیگر آمدند ازینجاست که گفته اند فقر و احتیاج فقیر آئینه جود و غنای
غنیاست ؎ جود محتاج گدایان ضعاف + همچو خوبان کائینه جویند صاف +
اینجا گاهی اغنیا را بر فقرا فضل نهند و گاهی فقرا را بر اغنیا منت اثبات کنند اینهمه
اعتبارات ست منت مر خدائراست اغنیا و فقرا همه ریزه چین خوان احسان او
و رهین نعمت و همستان او پیند تعالے شانه و اعظم سلطانه عاقبت بخیر باد

الرسالة السابعة عشر تنبیه الغافلین لغبار الدنیا و آثارها و اغترار الجاهلین بزخارفها و اسبابها

لا اله الا الله محمد رسول الله

سبحان الملک الحی الذی لا یموت و لا یفوت عباده بمحنت و کدورتے که از بیجان این واقعه
عظیمه و داهیه شدیده بر صفحات خواطر خلایق نشسته و حیرتے و وحشتے که از یکبارگی واقع
شدن ایجاد نه روی داده از حیطه تقریر و تحریر بیرون ست چه توان کرد سنت الهی

برین جاری ست تا بود چنین بود چه شاه و چه گدا همه را همین راه ست ؛ شعر
هر که آمد بجهان اهل فنا خواهد بود ؛ وآنکه پاینده و باقیست خدا خواهد بود ؛ حق
جل وعلی بدولت وشوکت این بادشاه گردون شکوه قوی دولت جوان بخت ابد المد
جلاله وخلد فی مراضیه ملکه واقباله تمامه برایا را از خاص و عام خصوصاً زمره اهل اسلام
در کنف امن و امان وسایه عدل و احسان از جمیع آفات ومکروهات محفوظ ومصئون
واراد اللهم اصلح الامام والامة والراعی والرعیة والف قلوبهم فی الخیرات این دعا از
عظماء مشایخ قدس الله اسرارهم مرویست وادامت بران منتج سعادت دنیا وآخرت
وباعث امن وامان ظاهر وباطن ست دیگر این دعا اللهم اصلح امة محمد اللهم ارحم
امة محمد اللهم اغفر لامة محمد گفته اند که هر که بران دوام نماید در مرتبه بپایه ابدال رسید
والله الموفق اکنون از فنای دنیا وبی ثباتی آن چگوید وچه نویسد قال بعض الحکماء
الدنیا اشبه شئ بظل الغمام ولنوم الاحلام میگوید دنیا مانند سایه ابرست که زود ان
میگذرد یا مثل خواب شیطانی ست که مرد بالغ می بیند در تشبیه اول فنا وبی ثباتی
دنیا را ادا نمود ودر ثانی حقارت وقلت متاع آنرا بیان کرد ؎ گفت یا خواب است
یا باد لیست یا افسانه ؛ مثل مرگ حادثه درمیان که بیشک وشبه نیست آدمی زاد
ازان غافل نشسته ودیده عبرت وحیرت فرو گرفته وبر بستر غفلت افتاده پروا ندارد
که چه کاری سخت وچه صعب در پیش دارد ومیگویند که یقین مشکوک کدام ست یعنی
چیزیکه آدمی بیقین داند وباوجود یقین دران شک دارد گویا میدانند آن چیزیست
گفته اند که آن مرگ ست بیقین میدانند که رسیدنی ست اما چنان زندگانی میکنند
وبر نهجی میروند که گویا میدانند تبارک الله این چه قدرتست واین چه پرده که بر روی
آدمی زاد فرو هشته اند واین چه غفلت وفریب ست که وی میخورد همان مثل شیر
ومرد گریزنده از پیش است حکایت می آرند که شیرے در بیابانی بدنبال مردی

افتاده بود وی از پیش شیر گریخته میرفت چون مجال گریز تنگ آمد بحکم اضطرار خود را در
خرابه چاهی زد و هم در اثنای راه بشاخها و بیخهای گیاه که در ان چاه بود دست زد
و معلق ماند در پایان چاه نگاه میکند اژدهائی می بیند دهان باز کرده نشسته که اگر
بیفتد هم در نفس فرو برد شیر که در دنبال بود آمده بر روی چاه ایستاده که اگر بر آید
هم در ساعت کارش تمام کند ساعتی لطیف متعلق بآن جنبش دمی زده و نفسی راست
کرده بود که موشی چند رسیدند و در شهتهای گیاه را که مثال رشته عمر آدمی ست و بدان
متعلق ست بریدن گرفتند بیچاره حیران ماند که چه کند اگر بپایان افتد اژدها نشست
و اگر بالا رود شیر ایستاده تن به بلا در داد و منتظر هلاک نشست ناگاه نظرش بر لانه
نحلی افتاد که در کنج دیوار چاه شهدی قی کرده مرد آن همه را فراموش کرد هم از شیر
و هم اژدها و موش چشم بر لبست و انگشتی بآن شهد زد و بان مزاحمت گیسان
و نیش زنبوران شهد لیسیدن گرفت دو سه انگشت شهد نه لیسیده بود که رشته عمر
گسسته شد و در چاه محنت واندوه بکام اژدهای مرگ فرو رفت اکنون ما شهد
لیسان آن چاهیم که شیر قضا در قفار ماست و امروز فردا ست که در چاه بلا
که دنیا ست بکام اژدهای مرگ فرو رفته ایم کاشکی مدت حیات معین بودی و امتداد
این مسافت معلوم گشتی که چند ست تا موافق آن راه و روشی بخود قرار دادندی
و قطع این مسافت بتانی و تدریج کردندی و یک قسم فراغتی و قراری یافتندی
و نفسی چند براحت زدندی هیچ معلوم نه که مدت عمر چند ست و بعد این مسافت چه قدر
در هر گام و در هر نفس خطر ست و احتمال آنکه همین نفس آخر باشد روز و هفته و ماه را خود
که داند و اگر فرضا معلوم بودی و دراز بودی هم چه بودی چون رفتنی ست و گذشتنی
چه معلوم و چه نامعلوم و چه دراز و چه کوتاه ۵ چون قامت ما برای غرق ست * کوتاه
و دراز را چه فرق ست * اگر صد سال مانی ور یکی روز * بباید رفت زین کاخ دل افروز

درین صندل سرے آبنوسی * کہی ماتم بود گاہی عروسی * چو بہر شادی وغم جای دربند
بجای سر بجالے پاے کوبند * دنیا اگر دایم بودی وبسباب دنیا دایم وعیش وفراغ
خاطر وآسایش وقت متصل ایکاہ اگر یکے بہ محبت مولے وشوق آلعالم ازان صبر کردے
وبرخارف آن التفات ننمودی کاری بود اکنون کہ فانی ست وسراسر وحشت وکدورت
ومحنت ومشقت وصد بلا بر بالای ہم افتادہ ترک آن چہ مقدار کارست کہ بدان نپردازند
وبرفوت آن حسرت خورند اگر یکے بقدرے ازان دست بدارد وکامی چند فراتر نہند تمام
خود ممکن نیست صرفہ روزگار خود کردہ باشد ومنتی برجان وقت خود نہادہ اما خاصیت
این شراب چنین افتادہ ہر جرعہ کہ ازان بخورند وہر قطرہ کہ ازان بنوشند حرص زیادت
کند وتشنہ ترسازد وتا مستی آرد وبخود وبیخبر گرداند اگاہ نصیحت را بگوش اوراہ نباشد
واندیشہ عاقبت را در سراو جای نہ مستے وغرور دنیا وحکمرانی بجائی کشد کہ دعوی
خدائی وپیغمبری کنند دیگر چہ توان گفت فرعون بان سرحد زمین مصر کہ ملک او بود
دعوی ربوبیت را پیش نبود دعوی خدائی کرد دیگران را چہ گویند آن از خدا بیخبر نمیدانست
کہ خدا آفریدگار آسمان وزمین باشد تو خود کلوخی یا مگسی در عالم پیدا نکردہ دیگر این
دعوی چیست دیوانہ ہم نبود تا اینہا از سر دیوانگی گفتہ باشد اگر دیوانہ بودی موسی
پیغمبر را علیہ السلام بدعوت وی چرا میفرستادند دعوت انبیا صلوات اللہ وسلامہ
علیہم عقلا را بود نہ مجانین را این نبود مگر غرور ومستی دنیا وملک وسلطنت کہ او را مدین
ہذیانات میداشت در سرشت بعضے غرور وحماقت خمیر کردہ اند کہ فہم وتمیز را ازیشان
بر میگیرند وباوجود عقل عزیزی کار دیوانہا میکنند وسخن دیوانہا میگویند دیوانہ
نیستند اما دیوانہ صفت اند یکی دیگر برمی خیزد ودعوی پیغمبرے میکند وہیچ نمیدانند
کہ معنی پیغمبری چیست پیغمبری میانجی شدن ست میان خدا وخلق از خدا فیض
میگیرد وبخلق میرساند وپیغمبر از اول عمر تا آخر از گناہان معصوم بود وبعالم قدس

وملکوت متصل و فرشته بروی بیاید و پیام حق بگذارد و معجزات بنماید و در زمین و آسمان
تصرف کند و قرص ماه را باشاره انگشت دو پاره سازد و چشمه‌ها از انگشتان روان
گرداند و درختان او را سجده برند و سنگ و گیاه بروی سلام کنند و باوی کتابی
باشد که اگر جن و انس همه جمع شوند مانند سوره از آن نتوانند آورد و اگر تمامه علما و عقلای
عالم او را تفسیر کنند بپایان نتوانند آورد و پیغمبر شریعتی بنهد و عالم را بنور علم و ایمان
منور گرداند کافران را از کفر و جاهلان را از جهل بیرون آرد و دوران را نزدیک گرداند
و گمراهان را براه راست برد و در تمامه خوبیهای ظاهر و باطن و صورت و سیرت از
همه کس افزون‌تر و بالاتر باشد و هیچکس در هیچ خوبی مانند وی نبود و پیغامبر را امت
بود بصلاح و فلاح آراسته و بحلیه محبت و اعتقاد پیراسته نزدیکان وی در علم و
عمل و زهد و تقوی و نورانیت از همه بیشتر و بیشتر و بمتابعت وی جامع کمالات
و مظهر خوارق و کرامات گشته پیغمبری نه مجرد دعوی و غلبه سلطنت و شوکت ست
اینها همه روشن ست اما بامت چه توان گفت نعوذ بالله من الغباوة و الغوایة
در آدمی سه چیز ست نفس و قلب و روح جبلت نفس هم ازین عالم کون و فساد ست
و همین لذات جسمانی و مستلذات حسی کمال اوست و نفس زمینی ست و ظلمانی
و از اجزای بدن ست غایت آنکه نسبت باجزای دیگر اینقدر لطافت و نورانیت پیدا
کرده که چیزها از محسوسات تواند دریافت و بادهٔ سمع و بصر و شم و ذوق و لمس گشت
و نفس از لذات عقلی و روحانی خبر ندارد و همین نفس ست که آدمی را گرفتار این عالم
ساخته ست و روح لطیف ست و نورانی محض و از عالم بالاست و توجه او همیشه بعالم
قدس و لذت وی بعلم و معرفت ست و محبت مولی تعالی شانه و شناخت ذات
و صفات وی تعالی و تقدس نصیب اوست و لیکن بعلت تعلقی که او را بدین داده اند
و از اختلاطی و از دواجی که او را بانفس واقع شده گرفتار عشق و محبت نفس گشته و سرشته

گم کرده ست و تعلق روح را با نفس بعینه مثل تعلق مرد با زن گفته اند که از ازدواج ایشان
لطیفه قلبیه پیدا شده و قلب متقلب بود میان روح و نفس اگر بر یکی احکام روحانی
غالب آید و نفس و قلب تابع او شوند و این بسی نادر افتد از اینجا همه خیر و صلاح آید و اگر
نفس غالب آید و روح و قلب تابع افتاد همه شر و فساد خیزد این سخن مشهور ست در محل خود
مشرح تر ازین بیان یافته ست مقصود اینجا بیان تذبذب و درکشاکش افتادن
آدمی زاد ست که از یکطرف عقلش بجانبی میخواند و از طرف دیگر هوا بجانب دیگر
می برد و بصد محنت و شدت گرفتار ست باز این محن و شدائد این عالم ست که بر سر
آدمی زاد افتاده ست و اگر احوال آخرت و شدائد آن عالم بتفصیل بیند رشد و تصور
کند از خود رود و از هم پاشد و در حدیث آمده ست لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا و لبکیتم
کثیرا فرمود اگر بدانید آنچه من دانم از احوال مبدا و معاد و آخرت که چهار فرقه ست
و چها پیش آمدنی ست کم بخندید و بسیار بگریید ولیکن چون حکمت ابتلای و قضای
الهی اقتضا آن کرده که این عالم را از نظرها پوشیده و در پرده غیب داشته است
و آنچه می بینید و می یابند عین عالم ظاهر ست از اینجا فریبی خوردند و سرشته گم کرده که
یعلمون ظاهرا من الحیوة الدنیا و هم عن الاخرة هم غافلون مخبران صادق که حضرات
انبیا اند صلوات الله و سلامه علیهم اجمعین خبر آن عالم میرسانند و انوار علم و هدایت
مینمایند اما مردم چنان در ظلمات نفس و طبیعت افتاده اند که قطعا گوش بمی نهند و
قدم نمی زنند حقیقت حال بعد از مردن منکشف گردد که چیست ۵ باش تا پرده
برافتد ز جهان از روی کار * آنچه شب کرده ظهورات گردد آشکار * الناس نیام
فاذا ماتوا انتبهوا فرمود مردم در خواب غفلت اند چون بمیرند بیدار شوند و آگاه گردند
۵ خلق تا در جهان اسباب اند * همه در کشتی اند و در خواب اند * لا اله الا الله محمد
رسول الله اکنون اگر گویند پس چه کار باید کرد و کجا باید رفت سخن به نقیض آمد ترک

دنیا میفرمایند و بتجرید از خلق و خلاف طبیعت و مخالفت نفس میخوانند و وجود ایشان
محال و از دست آمدن این کار مشکل آدمی زاد تا در قید حیات ست و در دنیاست از
اسباب دنیا و معیشت با بنی نوع و آسایش طبع و قید نفس چاره ندارد و مدار حیات دنیا
و انتظام کار عالم برین ست جوابش بدانکه تا سخن را نیک نفهمند و بکنه آن در نروند
دل نشین نگردد و جز حیرت و سرگشتگی نیاید و مقصود از انکه گویند ترک دنیا باید داد از خلق
برکرانه باید بود و براه مخالفت نفس و طبیعت رفت آنست که خلاف حق نکنند و از جاده
بیرون نروند و راه و روشی که در دین و شریعت قرار داده اند از دست ندهند باین نوع
اگر بظاهر با خلق باشند در باطن با حق اند و اگر بصورت در دنیا باشند بمعنی تارک دنیا اند
چه در بیصورت اگر موافق نفس عمل نمایند در حقیقت مخالف آن کرده باشند محققان گفته اند
که مقصود اصلی موافقت حق ست نه مخالفت نفس یعنی سالکان که بر خلاف نفس روند
و بر ضد وی کار کنند برای آن کنند که نفس موافق حق گردد و براه راست رود
و اگر او خود براه راست رود مخالفت او معنی ندارد فقرا اند و اغنیا امرا اند و رعایا
مالکانند و مملوک خادمانند و مخدوم و علی هذا القیاس فقرا را صبر باید و اغنیا را شکر
امرا را عدل رعایا را انقیاد مالکان را رحم و مملوکان را خدمت خادمان را ادب
و مخدومان را عنایت هر کدام از هر طائفه که براه و روش خود روند و طریقه بندگی
و انصاف از دست ندهند واصل و مقرب و مقبول درگاه باشند از ینجا گفته اند که سلوک
هر طائفه حرفت اوست یعنی هر کسی بر هر حرفتی و کاری که باشد اگر بر منهاج قاعده
و ادب رود سالک ست دعوت شریعت غرا همبرین نهج ست سرور کائنات و سید
رسل صلوات الله و سلامه علیه همچکس را از هر حرفتی که داشت بیرون نیاورد مزارعان را
در کار زراعت گذاشت و تاجران را در تجارت و مشاهلان را با اهل و عیال و مجردان را
در ترک و تجرید و اغنیا را با مال و منال و فقرا را با فقر و فاقه و لیکن هر طائفه را قاعده و دستور

العمل مقرر داشت تا بران عمل نمایند واز جاده بیرون نروند بیرون که آورد از کفر ومعاصی
بیرون آورد ودیگر همه ادرون دایره گذاشت سر سعادتها الفیاد شریعت واعتقاد
مسلمانی ست ویقین داشتن بر آنکه هر عمل را اجری ست وهر گروه را جزائی وعاقبت
عمل نیک نیک وعمل بد بد من یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره
غایت آنکه فرقه جزائی خیر را هم در دنیا طلبند واز آخرت غافل باشند وجماعه دیگر را
مطمح نظر جزا آخرت ست وکار دنیا سهل انگارند وهر کس هر کاری مشروع که
برای خدا کند اورا هم دنیا شود وهم آخرت فعند الله ثواب الدنیا والاخرة عاقبت بخیر باد

الرسالة الثامنة عشر سلوک اقرب السبل بالتوجه الی سید الرسل صلی الله علیه وآله وسلم

لا اله الا الله محمد رسول الله

اللهم کما انعمت فزد وکما زدت فاذم وکما ادمت فبارک چون امر عالی بران
رفته بود که این حقیر گاه گاهی بارسال عریضه خود را بپایه حاضران مجلس سامی
میداده باشد از واجبات وقت نمود امتثال امر کردن ودر پی اشاره عالی رفتن
که علیکم بالسمع والطاعة وچون در همیقام آمد وبایستاد مقاصد ومعانی متزاحم ومتهاجم
آمدند بعضے مشوب بتکلف که ارتکاب آن موافق وقت فقرا نیفتد وبعضے دیگر در غایت
بی تکلفی که اظهار آن مناسب حال مساکین نه بحکم تردد وحیرت که لازم حال تشاکس
وتعارض ست از هر دو جانب قطع نظر نموده بخلاصه مدعیات ونقاوه مطالب که
دعا بخیر آن ذات ستوده صفات ست پرداخت دیگر از دست فقرا چه آید وچون
تصور مقصود بکنه کرد وبحقیقت حال نیک در رفت از جنس دعا انچه اقرب طرق
در حصول مدعا یافت همین استدعا مزید تعطش وطلب واستمداد توفیق وسداد
از واهب خیر ورشاد بود که مفتاح جمیع ابواب خیرات ومقدمه حصول تمامه مرادات ست

وحقیقت طلب گفته اند آنست که شوق مطلوب و جذب طلب در باطن طالب چنان استیلا
یابد که اگر تمامه عقلای عالم یکجانب افتند و باجماع حکم بر استحاله و تعذر حصول آن بمطلوب
کنند اصلا معقول وقت طالب نیفتد و بگفتگوی ایشان قدم صدق از طریق جستجوی
برندارد و این طلب با وصول مقصد توامان ست و با حصول مقصود دست و گریبان

ع این طلب کاری مبارک جنبشی ست + این طلب در راه حق مانع کشی
ست + این نشان دولت و آیات لست + این طلب مفتاح مطلوبات لست +
این طلب همچون خروسی در صباح + میزند نعره که می آید صباح +
ولیکن انبعاث اینحالت بحکم عادت پس عزیز و نادر افتد لاجرم بحکم مالا یدرک کله لا یترک
کله باختیار قدم در راه اجتهاد باید نهاد و کاری باید کرد که اصل و عمده درین راه
کارست بیکار نشستن و چشم تمنا در راه مطلوب داشتن محض خیال و مجرد هوس است
و آهن سرد کوفتن ست و اگر اینکار در سایه مردی و صحبت صاحب دردی کنند
آنرا خاصیتی دیگر و تاثیری دیگر بود که کار صد ساله که از پیش خود برگیرند آن اثر ندارد
ویکساعت صحبت که بمنت الفت و محبت جانبین اتفاق افتد سرمایه عمر بلکه توشه راه آخرت گردد
از تاثیر صحبت خود چگوید که آن امری متفق علیه ست و بتجربه و امتحان عقلا پیوسته
و بتاثیر صحبت نور ایمان و صورت یقین در دل هم از راه درون در آید و بوجهی منتقش
و متنقش گردد که محو و زوال آن متعذر و محال بود و حکم علوم بدیهه اولیه گیرد و آنچه
بواسطه عمل و قوت اجتهاد بوجود آید آن چیزیست که از بیرون بدرون آید و تواند
که نزد فتور و تقصیر نهد و از ان راه که در آمده بود هم بدان راه بدر رود و اگر کار
با صحبت یکی شود و ظاهر و باطن موافق افتد آن خود درون و بیرون را در گیرد و مجال
زوال و انحلال بروی تنگ آید و عروض وطریان فتور و نقصان بروی محال گردد
چنانکه گوید ع از درونم نمیروی بیرون + در گرفتی درون و بیرون را + اکنون

سخن در مرد شناسی و ولی یابی افتاد که آنرا بچه وجه توان شناخت و بکدام ضابطه تمیز
نمود فوالله ذلک امر عظیم و انه لیسر علی من یسر الله فرقه فقهاء و زمره متکلمین رحمهم الله که
براه سلامت رفته اند گویند الولی هو العارف بالله علی قدر الطاقة البشریة مواظبا
علی الطاعات غیر منهمک فی الشهوات اینجا اگر قید معرفت بالله نمی بود شناخت ولی
در غایت آسانی بودی ولیکن قدر معرفت و اندازه این نسبت معنوی از راه صورت
چگونه توان شناخت و معنی را از دعوی جدا کرد اینجا طالب خون در جگر ست میگوید
که همین مواظبت بر طاعات و اجتناب از شهوات بنعت حضور و استقامت علامت
معرفت و معیار شناخت ست بدین مسلمانی که اگر بدیده انصاف نگرند و براه تعسف
نروند سخن اینست اکنون طریق استفاده این نسبت و اقتباس این نور چیست
مجرد شناخت اگر کفایت کردی جحد و ابهاء و استیقنتها انفسهم نفرمودی طریق استفاده
منحصرست در آنکه ترا با یکی از دوستان خود آشنائی دهد و الفت بخشد و دل ترا
با قلب وی که مستقر نور الهی ست مقابل و محاذی سازد تا فروغی از ان نور در اینجا
افتد و هر چند که این مقابله و محاذات دوام و استمرار یابد و بموافقت و اتباع کشد
این ترقی و مزید بود نور علی نور یهدی الله لنوره من یشاء بی محاذات مذکور
الفکاس اشعه انوار صورت نه بندد و این مسئله خود از فروع حکمت نظری ست
که ایشان در انجا شناساتر و ماهرترند شناسائی اولیای خدا را با خدا گذارند که وی
عز اسمه دوستان خود را بهتر می شناسد خواهش اینست که ما را با یکی از ایشان دلالت
کند و راه نماید پیر ما و پیر عالمیان حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر
جیلانی رضی الله عنه میفرماید که نیمشب برخیز و وضو تازه بساز و دو رکعت نماز بگذار
و بسجده رو و الحاح کن و فریاد بدرگاه مولی تعالی برآر و این دعا بر خوان و باید که عامه
دعای تو در تمامه اوقات تو همین باشد یارب یارب و لتنی علی عبد من عبادک المقربین

یدلنی علیک ویقربنی طریق الوصول الیک اگر این دعا باین صفت که فرموده اند دوام
واستمرار یابد شاید که گوهر مقصود بدست آید ونقاب حجاب از چهره مراد بکشاید وبدرستی
ورراستی که اجابت این دعا باتجربه انضمام پذیرفته وبتحقیق پیوسته است والحمد لله اولا وآخرا
هر دعا که در امور اخروی بصدق توجه ولغت اضطرار بروی کار آید بی شائبه توقف
باجابت وقبول مقرون ست اگر توقف کونه در اجابت بعضے از فضول دنیویه وقوع
یابد دور نیست شاید که صلاح طالب همدرین باشد ولیکن در امور دینیه اجابت
با دعا توامان ست وعطا با سوال مقرون اما صاحب همتی کو که منبعث صدق وابتهال
بزبان وقت وحال انقطاع از ماسوای حق درخواست کند وباموا طات قلب وصمیم باطن
این مطلب عالی را استدعا نماید اینجا پای همت می لرزد الامن اجتباه الله ویضه
بمزید فضله من لدیه والتوفیق من الله العزیز الحکیم حق سبحانه تعالی نعمت دنیاوی را
وسیله تحصیل سعادت آخرت گردانادو توفیق احراز سعادت دارین دایم وباقی
دارادانه علی کل شئ قدیر ازین بالاتر وراست تر راهی دیگر ست که بعضے متاخرین
مشایخ شاذلیه قدس الله اسرارهم طالبان را بدان دلالت کرده اند متاخرین
مشایخ چه باشند که بحقیقت اولین وآخرین راهمین راه ست راهی دیگر نیست واگر
هست موصل بمقصود نه وآن صدق توجه ودوام التجاست بحضرت سید کائنات
ومنبع تمامه کمالات صلے الله علیه وآله وسلم اقتباس انوار هدایت واستفاده اسرار
حقیقت ازان جناب بی توسط وسایل وتعدد وسایط وگویند که امام وقبله
ایشان درسلوک اینطریق امام المسلمین حسن ابن علی ست سلام الله علیهما که اول
اقطاب وسید سادات این امت ست ایشان گویند که اب از سرچشمه گرفتن
روشن وپاکیزه ترست که از پایان وباچندین اختلافات وکثرت مذاهب که در علماء
امت ست یک کس را درین مسئله خلافی نیست که آن حضرت صلے الله علیه وآله وسلم

بحقیقت حیات بی شائبه مجاز و توهم تاویل دایم و باقی ست و بر اعمال امت حاظر
و ناظر و مر طالبان حقیقت را و متوجهان آنحضرت را مفیض و مربی ست و افضل اعمال و
اقرب وسایل در سلوک این طریق خاص بعد از توبه و تطهیر کثرت اتحاف تحف صلوات است
با ضمیمه تکرار و استمرار کلمه توحید که اصل مقصود و حقیقت مطلوب ست ازین مقوله مگر
در مجلس سامی ایشان توان دم زد که عنایت ازلی باین سعادت کبری ایشان را
از سایر اقران ممتاز و مخصوص داشته ست والا جماعه را بینم که در عین ذوق سخن
و سرگرمی صحبت چون سیاق کلام در اینمقام افتد بخار حیرت مذموم و غبار ظلمت
نامعلوم از باطن حال ایشان بدماغ وقت چنان متصاعد گردد که حضور وقت
و صفا رحال گوینده و شنونده را تیز ببرد سبحان الله با وجود تواتر و توالی چندین
شواهد و دلایل و ظهور انوار و بروز اسرار که درین مدت هزار سال و کسری بر صدق
ایشان و رفعت این شان بمشاهده و اخبار معلوم و مبرهن گشته اگر کسی هنوز
از مضیق تقلید نه برآمده و در ربقه تردد و انکار گرفتار مانده باشد این بدان ماند
که بر یکی تا هزار سال سخنی عرض کرده باشند و حرفی گفته و وی هنوز آنرا نفهمیده
و یاد نگرفته باشد هیچ مرتبه در غباوت و بلاهت ازین بالاتر باشد لا و الله فنعوذ
بالله من الغباوة و الغوایة بحضور عرض کرده شده بود که شرعاً و عقلاً و عرفاً اختیار
این کار و سلوک این طریق فرض عین و عین مصلحت ست و توقف و تردد دران
دور از کار ثبتنا الله و ایاکم علی هذه الطریقة المستقیمة و الملة القویمة انشاء الله رب
العالمین سخن در جائی دیگر بود و من بجائی دیگر افتادم معذور خواهند داشت که
عنان اختیار بدست نیست ذوق تصور مجلس عالی برین داشت اگر جای دیگر
مرکاتیب نصف مشاهده ست انشاء الله تعالی اینجا تمام مشاهده و عین حضور باشد
انوار سعادت و کرامت و توفیق و استقامت و ابهت و جلالت متواتر و متوالی باد

بالنبی وآله الامجاد والاطهار

الرسالة التاسعة عشر صدق لتعطش والدوام فی طلب المقصد المرام

لا اله الا الله محمد رسول الله

وفوق کل ذی علم علیم از مجمل آن مجموعه لطیفه شریفه که نخبه و نقاوه رسائل حکمیه و کلمات حقیقیه است بعد از تحریر طبیعت از تلون انواع معانی وضیق وقت قوت ذوقیه از تناول اقسام مبانیش که لازم لقدد الوان و تکثر اکوان ست انچه اقتباس واستفاده آن در حوزهٔ اتساع دائره وقت گنجید بتحقیق انجامید بود که بعین الیقین معلوم شد که قوت امداد و اعانت حضرت واهب البرکات در حق بعضے از بندگان سعادتمند بجائی میرسد که با وجود اقتدار و تمکین براستیفاء اقسام لذات حسیه جسمانیه بمرتبه که از حد حصر و حصابیرون ست روی همت و وجه طلب ازان صرف نموده لذت ادراک روحانیات و شوق وصول بمجردات را غالب و راجح می آرد و ذلک فضل الله یوتیه من یشاء ازین گذشتیم که آن باقتضای طبع سلیم و جبر فطرت پاک حکم میل طبیعی دارد اینجا دقیقه دیگرست که در غالب از نتایج مطالعه علوم عقلیه و تعمق در دقائق فلسفیه که بعرف اهل زمان آنرا حکمت خوانند آن غرور و استبداد می آید که نظر و التفات باطن از ظواهر عقائد ملیه و مذاهب سمعیه اسقاط نموده بعالم دیگر می آرد و اگر بالفرض یکی را عصمت فطری کارگر افتد و از دائره اعتدال بیرون نیندازد ازین خود نمی گذرد و این ادنی مراتب تاثیر تمویه کلمات ست که بیهانه قصد تطبیق و توفیق شریعت را تابع حکمت ساخته روی اعتقاد بجانب تاویلات آرند و با دای حق صورت نپرداخته نظر بر صرف معانی مقصور گردانند الا من عصمه الله و ذلک نادر گدایان این کوی را احتیاج نیست که بر در دیگران بدریوزه روند فردا ببینند که صدر ارسطو و بوعلی بدریوزه برین در بیایند و بار نیابند اکنون بمشاهده حال سعادت مآل ایشان برهان ساطع بر قوت

وغلبه تاثیر و کارکردی هدایت الهی و توفیق نامتناهی وی عز و علا روی نماید که با وجود حصول
چندین کمالات حسی و عقلی و وصول بدرجه اعلای فطنت و فضیلت میل و محبت بزمرهٔ فقراء
و غربا و خاموشان و بی زبانان کرا از معرفت سخن دانی و دانش اندوزی و حکمت نیوشی
حرفی بنا موخته اند افتاده در وادی طلب و تعطش قدم صدق نهاده اند مردم عالم باید که
بدانند که البته کمالی دیگر ورای انچه متعارف عقلای ست درین پرده ست که هر کس را
بسوی آن راه نمی نمایند و نشان نمیدهند یقین ست که این طلب عاقبت کار اثری
خواهد آورد و دعا همین ست اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا و
ارزقنا اجتنابه انچه بضمیمه این فقیر ازان مجموعه افتاد فقره چند لیست در مناجات که در خطبه
رساله بارقه الهیه مسهور و دیباچه شهابیه مقتولیه مذکور شده ست بسیار مناسب وقت و
حال آمد و بعضی رسایل افضلیه قاشیه که در رصانت الفاظ و متانت معانی طرز نوی جدید
و نمطی بدیع دارد نیز حظی برده شد الحق این طریقه نیز قسمی از مدارج کمال معرفت و حال است
که مردم را تا بدرستانه روحانیات برساند و از فروغ ذوات مجردات منور گردند و اهل
دانش را بحلیه فضل و امتیاز متحلی سازد اما نظری و گذری شیخ ذکره بهد بالخیر میفرمود که از سخنان
مردم محروم نباید شد و از هر دادی که سخن را نند بشنوند و دریابند که چه میگویند اگرچند سخن
طول باشد تمام باید شنید بعد ازان اگر قدرت بر ابطال آن باشد بهتر والا تغافل زود
گذشت و عقد قلب باید که بطریق معهود محکم شده باشد و از تذبذب و تردد محفوظ و
مصئون گشته و بحصول این حالت توسیع نظر در مطالعه سخنان بیگانگان حرامست و
خوف و خطر بسیار دارد و شرط دیگر آنکه در مشکلات و مبهمات و موهمات قوم در نیفتد چون
سخن بدینجا رسد ورق بگردانند و نظر بر درک واضحات و متفقات برگمارند حفظ و سلامت
درینصورت ست باقی محل خطا و خطرست و ذالک اصل عظیم انتهی هر کس بیافت خود سخنی
گفته ست میگفته باش دیگری جرا در پی آن رود و هیولای حقیقت قابل صورته هر سخن

افتاده ست وهر سخن اعتباری ووجهی دارد اما این معامله باطن ست خارج از عالم گفت
وشنید کن کما تعلم وقل کما تری کمال جامعیت وحفظ مراتب در همین صورت ست والله
هوالهادی غرض عرض دعا بود ولیکن سخن بخاصیت خود بی اختیار بجای دیگر افتاد ودراز
کشید وگرنه من کجا واین سخن کدام معذور خواهند داشت فهذا اوان الرجوع والانابة
الی الله ولاحول ولا قوة الا بالله وصلی الله علی سید الرسل وآله وحزبه خیار اولیاء
الله وهداة طریق الحق ومجی نوین الله لا اله الا الله محمد رسول الله عاقبت بخیر باد والسلام

الرسالة العشرون فی تثبیت القدم علی الاصطبار بترک صحبة الاضداد والاغیار

لا اله الا الله محمد رسول الله

ایام ربیع ست طبایع روی بانتعاش نهاده ومواد طبیعی بجوش درآمده ومردم را هوای
باغ وسیر صحرا در سر افتاده وبواعث ومحرکات صحبت وعشرت بهم رسیده گوارا باد
ومهنا باد این عیش واین صحبت مر عیش مندان را وصحبت طلبان را ~ هنیئاً
لارباب النعیم نعیمهم * وللعاشق المسکین ما یتجرع * قومی دیگر را بینم در زاویه غربت
افتاده وروی بدیوار غم آورده وبه تنهائی صحبت داشته وباوحشت انس گرفته
واگر بعضی آنرا وطن مالوف خوانند ومسکن مانوس نام کنند چه تفاوت نظر عارف بر معنی
ست نه بر صورت که حقیقت آن باش که لذت وسعادت همانست که فرقه اول دانند
وحال این طائفه دیگر جز نکبت وحسرت نه اما چکند بادل دیوانه پس نتوان آمد اگر
یکی لذت خواری وخون آشامی یافته باشد داند که حال چیست ~ تو داغ جگر را
چه شناسی که نبودست * خبر از می گلرنگ بدامان تو داغی * اگرچه این نفس بدکیش
بخاصیت خود از حرمان مراتع شهوات وفقدان مواقع لذات المی وحسرتی داشته
باشد اینجا صبر میتوان کرد اما این درد بی درمان را چه علاج که باوجود امکان وصول
بمقام اصلی ولذت حقیقی از حصول آن محروم ست ومدت وصول آن نامعلوم تا حوصله

معرفت وسعت نپذیرد و وجهه شهود جمال مطلق نگردد خلاص از تشویش وقت فترت
حال ممکن نیست خداداند که این حالت کی خواهد روی نمود لا اله الا الله هر چند خواهد
که زیاده از قدر حاجت دم نزند و زبان قلم از فضول کلام نگاهدارد صورت نبندد کاشکی
کاغذ پاره کمتر ازین بدست می افتاد که چرحرف دعا گنجایش نمیداشت ایشان همین حرف را
منظور دارند باقی همه بیاد هدراست یکحرف دیگر ماند ناگفته که بالاتر ازین سخن مے بایست
گفت قلم سهو کرد و دل پریشان بود بهم نرسید و آن اینست که از شدت طریق و صعوبت
اینکار آنقدر غم نیست که از فقدان رفیق و نایافت یار است کیکس را ببینم و نیابم که
بدا بجانب خواند و حرف آشنا گوید و همتی بخشد و دلداری دهد اینجا نفس گوید که تو راه
گم کرده و در کار خود غلط خورده راه همان ست که عامه خلایق بدان سو میروند کار
همان که ایشان میکنند اینجا حیرتے و توقفے بلکه تذبذبی و تردد ی راه یابد و قدم
همت از رفتاری که دارد باز ماند و بروش اهل عالم نگران گردد و نزدیک است
که رفتار خود را بگذارد و بهمان راه رود که دیگران میروند باز ندای از غیب در رسد
یا هم از باطن سالک پیدا شود و الله اعلم که همان حکایت نفس مشئوم و بفریب دیو از راه
مرو و باز نگرد که منزل نزدیک ست کامی چند که عبارت از انفاس معدوده عمر ست
بیش نیست از صعوبت این راه مترس که بسیاران باین راه رفته اند و بمنزل مقصود
رسیده ؎ کس با تو زیان نکرد من هم نکنم ؎ باز همتے دست دهد و قدمے
پیشتر نهند در هر قدم این کشاکش در پیش ست تا غالب کدام آید غالب همان ست
که هست و الله غالب علی امره و لکن اکثر الناس لا یعلمون همتی در کار دارند و با خدا
باشند و نظر از ماسوای حق بردارند که اصل مقامات اینست عاقبت بخیر باد

الرسالة الحادیة والعشرون تجدید الذکر فی بیان حقیقة الشکر

لا اله الا الله محمد رسول الله

باید دانست که شکر نعمت به از نعمت ست بدو وجه یکی آنکه سبب بقای نعمت و مزید آنست لئن شکرتم لازیدنکم و صید نعمت را جز بدام شکر قید نتوان کرد دوم آنکه شکر که حقیقت آن عرفان منعم و دانستن نعمت از وست منتج صفت علم و مثمر نسبت معرفت ست تا این جود و عطا که از مقوله اخلاق و اعمال ست با ضمیمه این علم و معرفت شامل کمال علمی و عملی گشته جوهر ذات را بحلیه کمال جامعیت محلی گرداند والا صورت عمل بیمعنی علم و معرفت قالب بی روح را ماند و سلسله شکر اگرچند بی نهایت رود آخر منتهی بهمین معرفت گردد که بدانند همه از دست لا اله الا الله و لا خالق سوی الله و لا فاعل فی الحقیقة غیر الله در خبر آمده ست که داود پیغمبر علی نبینا و علیه الصلوة و السلام بدرگاه عزت فریاد برآورد که یارب شکر نعمتهای تو چگونه گویم و منتهای این سلسله چگونه و بچه باشد فرمان آمد یا داود اذا عرفت ان ما بک من نعمة فمنی فقد شکرتنی فرمود حقیقت شکر و انتهای این سلسله بهمین قدر بود که خود را درمیان نه بینی و همه از من دانی بنا بر این کار بر نفی هستی و ترک وجود نهاده اند نفی هستی و ترک وجود چه باشد کدام هستی و وجود تا نفی آن نمایند و ترک دهند مراد از نفی هستی و ترک وجود یافت نیستی و ادراک عدم خواهد بود چون ذات و صفات و مال و منال و تمامه اوصاف و احوال از حق باشد دیگر آدمی را درینجا مدخلی نماند آدمی باری کیست که او را نام وجود نهند امیخنے از کتب این طائفه بتفصیل و تحقیق معلوم توان کرد و اگر از زبان مردیکه آشنای این راه باشد بشنوند آنرا تاثیرے دیگر و نورانیتی دیگر باشد و کارگر و دلنشین تر گردد باز اگر سعادتمندی را بحکم فطرت در جوهر ذات وی این معنے ابداع نموده باشند تا بی سابقه تکلف در باطن خود بذوق دریابد این پایه از همه بالاتر و بحصول مقصود نزدیک تر باشد اصل همین ست

آنرا کہ استعداد قبول حق در اصل فطرت نہادہ اند ہر چہ گویند بر عکس افتد و ضد مقصود
اثر آرد و نعوذ باللہ من ذلک صاحب فطرت را سخن شنیدن و با نیکان صحبت داشتن
این فائدہ دہد کہ آنچہ در استعداد وی نہادہ و در فطرت وی ابداع نمودہ اند از قوت
بفعل آرد حجب و موانع کہ سدّ راہ مقصود اند از پیش بردارد مشکل آنکہ با وجود قابلیت
و استعداد و مدار کار بر طلب و تعطش نہادہ اند کہ آرزوی مقصود بی کسب و طلب مجرد ہوس
و خیال بود اما وجود حقیقت طلب کہ شغف و استغراق مطلوب ست بحیثیتے کہ چندان
بوی مشغول شود کہ ماسوای آن مہجور و مذہول گردد عزیز و نادر افتد بلکہ معدوم و نایاب
بود پس چہ باید کرد بی دغدغہ بودن و آسودہ نشستن نیز گنجایش ندارد ○ بودن
ہم مشکل و جدائی مشکل ٭ لاجرم بحکم مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ روی بقبلہ مقصود باید آورد
و کوشش کرد دست و پای زد تا بود کہ دمی مصادف وقت برآید و قدمی بر جادہ
صدق افتد قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ان لربکم فی الایام و ہرکم نفحات
الا فتعرضوا لہا حاصل مضمون اینحدیث بشارت مشحون بان باز گردد کہ در حدیث
دیگر آمدہ ست کہ حضرت واہب البرکات تعالے و تقدس در ہر روز و ہر شب ساعتی
آفریدہ ست کہ بحکم جود و کرم حقیقی خود در وی آن خاصیت نہادہ ست کہ ہر چہ در آن
ساعت بخواہند بیابند صدق یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم و ہو الصادق
المصدوق جنبش و طلب از ہمین جانب ست آنجا ہمہ مہیاست و بالفعل آنچہ در دائرہ قبلیہ
وقت می آید و تجربہ بارہ یافتگان حضرت موافق آن رفتہ ست کہ اگر یکے در دل شب
در گوشہ خالی با حضور دل و حلاوت وقت و یقین باطن سر نیاز بر درگاہ عزت نہد
و دست سوال بزبان حال یا قال بردارد عجب کہ در بارگاہ قبول بار نیابد چنگ
در دامن مقصود نزند خلاصہ دعا اینست منک ست باقی ہمہ فرع اوست و
باللہ التوفیق اصل مدعا عرض دعا بود سخن بخاصیت وقت بجای دیگر افتاد

معذور خواهند داشت ومقصودی دیگر دارد وآن عرض اینمعنی ست که چون حق تعالی
از آنحضرت برذمه وقت فقرا ثابت شده ست شکرگذاری آنرا بعد از ملازمت دعای خیر
چنان خیال کرده شده ست که درضمن بعضی عرائض که بخدمت ارسال میدارد گاهی
سخنی که متضمن معنی خیراندیشی وخیرطلبی بود مینوشته باشد ودر ذوق همزبانی ولذت صحبت
روحانی بحاضران مجلس گرامی بگیرد ونیز بحکم عادت وارادت چنان نشسته که گاه گاهی
این خس بیزه را که آنرا قلم نامند بردست این حقیر جریان میدهند وازانچه لایق وزرگاه
اصحاب وموافق حال این حقیر بود حرفی سرمیزند اگر در اثنای آن حرف آشنا سر زند
زهی سعادت وقبول اما بشرط ستر وکتمان تا سخن در پرده بماند وقدم از جاده طلب
بیرون نیفتد اول بجهة آنکه این حقیر را چه مرتبه آنکه در ملازمان نصیحت بکشاید وحقیقت
گوئی بنیاد دهد دیگر بسبب آنکه در طبیعت قلم طغیانی نهاده اند تا از کجا سر برزند و
شنونده ازان چه فهمد ودرچه وادی افتد درین روزگار که مائیم خود نزد فقرای این
وقت سخن احکام اسلام وشریعت گفتن حکم حقایق واسرار توحید گرفته ست بلکه مشکلتر
ازان ست فرقه ملامتیه درزمان ما اهل شریعت اند نعوذ بالله من الجهل والطغیان
ونسال الله العافیة دیگر چه گوید ؛

الرسالة الثانیة والعشرون اتحاف الاجبة ببیان حدیث المحبة ؛

لا اله الا الله محمد رسول الله

اللهم انی اسالک حبک وحب من یحبک وحب عمل یقربنی الیک اوستاد اوستادان
ومحبوب محبوبان که مصدر جوامع کلم ومنبع تمامه اسرار وحکم ست صلی الله علیه وآله وسلم
باین کلمه جامعه اشارتی بمقصود حقیقی وطریق وصول بدان کرده ست فقره اول
خود عین مقصود ست ومانا که مراد محبت ذاتی ست که مطلق ست از قیود صفات
وافعال وانجذاب خاص ست باحدیت ذات والا محبت منعم طبیعی ست حاجت طلب

وسوال چیست وفقره ثانی اشارت ست باقرب طرق تحصیل آن مطلوب چه محبت
مردان خدای که بکلیت از خود رهی شده واز قید هستی برآمده وبحق باقی گشته اند وظاهر
وباطن ایشان بنور الهی پرشده ومشکوة مصباح ذات گشته یا عین محبت اوست یا مستلزم
آن پیر آن راه میگوید سعی کن که این چنین مردی راکه صفتش انیست در دل تو جای
باشد. یا خود را در باطن او جای کن اگر او را در دل تو جائی باشد نور انیت وی درون
ترا نورانی گرداند ونور حق که اوست یا با اوست ظلمت زدای آئینه دل تو گردد اگر ترا
در باطن وی جائی بود باطن وی محل نزول رحمت ست هر روز وهر لحظه نظرات رحمت از حضرت
عزت در آن جامی افتد چون ترا در آنجا یابد لابد بر تو نظری بر تو نیز فتد باندازه نسبت
محبت ویگانگی که با وی داری واگر محبت این مرد انیز بر محبت ذاتی حمل کنند دور نباشد
چه باشد البته چنین باید اگرچه بعنوان وساطت ووسیلگی در بادی النظر در توهم خلاف
آن افتند وملاحظه صفت اطلاق وقید فرقی درمیان نهند ولیکن در حقیقت عینیت
واتحاد ست همین محبت ست که بآنجا برمیگردد تا اینجا محبت ذاتی آموخته نگردد اینمعنی
نسبت باصل حصول نه پیوندد وگفته اند سخت کوته نظری که در خدمت مردی رود ومطمح نظر
وی آن باشد که تحصیل کمال برای نفس خود کند سخت باریک ست این سخن بفهم
عاشقان صفات ندر آید یافت اینمعنی جز در مرتبه عشق مفرط که مستلزم فنای کلی ست
ممکن نباشد بکمال حقیقی همین ست وکمالات دیگر که ناظر در جانب وجود وهستی ست در
جنب آن محو ست واگر باشد تابع آن خواهد بود واگر نباشد نیز غم نیست مصراع گوهر
چو دستت داد بدریا چه حاجت ست + بیان حب من یحبک انیت حب عمل یقربنی الیک
اینمقام سلوک وتوسل ست وعمل شامل عمل ظاهر وباطن ست عمل باطن همان محبت ست
ومراد از آن محبت ذاتی ست پس آل این کلمه نیز بمضمون دو کلمه اولی راجع آید غایتش
تنزل کرد وخود را شایسته محبت وی ندید یعنی اگر ترا نتوانیم یافت ودوست داشت بازی

بحب محبت تو گرفتار شیم و فرق در عبارت و ادای معنی بیش نیست والا محبت محبوب
و حب محبت وی نظر بحال معنی یکی آید و اگر بحقیقت روند و بذوق در افتند انچه پیدا است
و بدان نشان توان داد همین محبت ست و محبوب در پرده غیب ست و محب خود در هیچ جا
نجنانچه میفرمایند اینجا ذوق یافت ست نه یافت پس اگر حبی خواهد بود هم متعلق بمحبت
خواهد بود این سخن عالی ست و وقتی دارد رجوع بوجدان باید کرد که ادراک عقل بفهم آن
بتمام و کمال نمیرسد اینست بیان حب عمل یقربنی الیک اینجا فائده دیگر بخاطر رسیده
که در سلسله علیه نقشبندیه بنای کار بر سه طریق قرار داده اند اول طریق توجه و مراقبه
معنی بیچون و بیچگون را که از اسم مبارک الله مفهوم میگردد بی توسط عبارت عربی و فارسی
و غیرهما ملاحظه نمایند و بجمیع مدارک و قوای بدان متوجه شوند تا آنکه تکلف از میان برخیزد
و دوام آگاهی دست دهد و به فنای فنا کشد دوم طریق رابطه و آن توجه بصورت پیر ست
که فانی فی الله و باقی بالله شده چنانکه غیبت و بیخودی روی نماید و صورت آن
برزخ دانا که جهت اسفل اوست از نظر ساقط گردد و در بحر شهود ذات و حضور حق که
جانب علو اوست بیفگند سیوم طریقه ذکر لا اله الا الله بطریق خفیه که جامع معنی نفی و
اثبات ست طریق اول اعلی طرق نسبت و حصول آن پیش از تصرف جذبه در وجود
سالک تعذری دارد و دوم که طریق رابطه ست اقرب طرق و مشاهد ظهور عجایب و
غرایب ست و بحقیقت رابطه همان رابطه محبت ست و حفظ صورت از لوازم آن و
لیکن در ضمن وی اسراری مشگرف ست و طریق سیوم احکم و اساس کار وی محکم است
و درین حدیث اشارتی برین سه طریق میتوان یافت اسالک حبک اشارت بطریق
اول ست که طریق توجه و مراقبه ست و حبک من یحبک بطریق رابطه و حب عمل
یقربنی الیک بطریق ذکر و محبت در همه جا معتبر آمد پس اصل همه محبت باشد اللهم انی
اسالک حبک و حب من یحبک و حب عمل یقربنی الیک تمه حدیث اینست و اجعل حبک

احب الی من نفسی واهلی ومالی ومن الماء البارد والی العطشان اللهم ارزقنا علم شریف
محیط خواهد بود بانکه جریان سنت الهی برآنست که وصول بمنزل مقصود بی دلالت مرشد
کامل از محالات عادیست ووجود مرشد کامل لاسیما در آخر زمان اعز من الکبریت
الاحمر داشته اند والحق چنین ست که گفته اند الا آنکه پروردگار تعالی بر همه چیز قادر ست
آخر زمان واول آن در اینجا برابر ست وفیض حق را انقطاع نیست ونور پیغمبر ما صلی الله
علیه وآله وسلم انطفانه نا امید نه باید بود که حقیقت محمدی را دور اتست مثل دور
فلکی ونهایت هر دوره ما تا که بر سر صد سال ست که ان الله یبعث لهذه الامة علی
راس کل مائة سنة من یجدد امر دینها هر کرا کاری از دست برآید که سبب تقویة
وتجدید وترویج این امر گردد از هر وادی که باشد داخل این بشارت ست وعلماء
ومشایخ وامرا وحکام وغیرهم همه مصدوق این عنوان اند واعظم امور در مینباب
ارشاد وهدایت ست وتجدید وترویج احکام سنت بالاتر ازین کاری که مثمر
سعادت ابدی ودولت سرمدی گردد نیست قل هذه سبیلی ادعوا الی الله علی بصیرة
انا ومن اتبعنی وسبحان الله وما انا من المشرکین عجب تر آنکه بعد از وجود وظهور اینچنین
ذاتی کم کسی باشد که قدر این نعمت نشناسد وشکر آن بجا آرد بفضل به کثیر او یهدی
کثیرا ۵ جمله عالم زین سبب گمراه شد + کم کسی زابدال حق آگاه شد + وفروتر پایه
در مینباب تسلیم واذعان وقبول ست واگر این نیز نباشد خوف خسارت دنیا وآخرت
ووخامت عاقبت وسوء خاتمت ست عجب از مرد عاقل طالب را خود چه گویم که بعد
از شنیدن خبر وظهور اثر داعیه در یافت این سعادت وباعثه عشق ومحبت از باطنش
سر بر نزند وقدم صدق در راه طلب ننهد ۵ دلی که عاشق وصابر بود مگر سنگ
ست + زعشق تا به صبوری هزار فرسنگ ست + درین زمان که مائة حادی
عشر ست نوری جدید از مشرق ولایت وهدایت میتابد بی شک درینجا سری از

اسرار الٰہی مضمر ست کہ توقف و انکار را در انجا مجال تنگ ست و دلائل حقانیت و ظہور نورانیت لایح و بایح ست و جمعی از طالبان کہ در ظل تربیت و حوزہ تصرف و عنایت این مظہر حق مشغول اند و کشف حقیقت حال و استغراق و استہتار ایشان در ذکر الٰہی و ظہور انوار و اسرار بمثابہ ای از احیطہ تعبیر و تقریر بیرون ست امروز مثل این حلقہ و اجتماع اہل ذکر در زیر طاس فلک نباشد و اگر باشد کمتر باشد آنہا کہ داخل اینکار و محرم خلوت اسرار اند بقدر استعداد و معرفت خود چیزے دریافتہ باشند اما بیرونیان در حیرت و تعجب اند کہ این چیست و از کجاست تعجب و تحیر چیست چرا درون ندرایند و نگزیدہ عبارات و اشارات قوم از مقصود و نشانہا نمیدادو از مردان راہ و مقربان درگاہ خبرہا می شنیدند ہمہ را برای العین دیدند و زیادہ ازان دیدند کہ می شنیدند تا آخر اینکار خدا سازد کمال روز افزون چیست و اللہ اعلم و علمہ اتم و احکم و ما باید کرد کہ حق سبحانہ و تعالی نقاب حجاب از چہرہ مقصود بردارد و موانع دریافت سعادت کہ عمدہ آن راجع بمحبت دنیا و قید نفس ست سد راہ وصول نگردانداین نظر بعموم خلق و سائر ناس ست و صاحب فطرت سلیمہ خود مجبول ست بر قبول طریق حق و سلوک منہج انصاف و لعمری ان ذلک امر عظیم و انہ لیسیر علی من یسرہ اللہ و اللہ علی کل شئی قدیر خلاصہ مدعا دعاست و نقاوہ ہر دعا اینست کہ عاقبت بخیر باد ❊

الرسالۃ الثالثۃ و العشرون ترک الاختلاط و المجانبۃ عن صحبۃ الاخلاط

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الم یان الذین آمنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ و ما نزل من الحق الآن وقت آنست کہ عنان عزیمت بصوب عزیمخانہ کہ آنرا بعرف وطن مالوف خوانند بگردانند و خاطر از اوہام و خیالات فارغ سازند و توہم مضار شرار بغنود باللہ منہا و توقع منافع اخیار را بتقدیر و ارادت پروردگار عزاسمہ بگذارند کہ ہر چہ وے سبحانہ و عظم شانہ

خواستہ است خواہد شد و اعلم ان الامۃ لو اجتمعت علی ان ینفعوک الحدیث چند گاہ در گوشہ
غربت بودن و از صحبت فقرا محظوظ شدن و برکات صحبت ایشان اندوختن نیز حالے
دارد قل اللہ ثم ذرہم فی خوضہم یلعبون آخر ازین اختلاط و صحبت اغیار جز تیرگی آئینہ
استعداد و دور افتادن از جناب قبول حاصل چیست و بغیر محنت و شدت و بی عزتی و
خواری منفعت چہ اگر حالت اضطرار و مخمصہ پیش آید و خداوندان ازان نگاہدارد بران
تقدیر ہر چہ کند مباح خواہد بود آخر تقسیم عالم کہ حکیم مطلق قرار دادہ بر نمیتوان انداخت بعضی
امرا و بعضے فقرا و بعضے جہال و بعضے علماء و بعضے چنین و بعضے چنان و علی ہذا القیاس
تمیز میان این اقسام بحسن و قبح و نقص و کمال نیز بر عاقل خبیر مخفی نخواہد بود اکنون
بنگر کہ تو از کدام قسمی در ہر قسم کہ دارندت بتقدیر حکیم قدیر راضی و تسلیم باش اگر در
قسم اعلات میدارد خود شکر کن و خوش باش کاری کنید کہ از روی خداوندی دوستان دے
شرمندہ نہ شوید و اصل در ینباب آنست کہ معقولیت این حکایت یعنی ترک صحبت
اغیار گرفتن و بگوشہ غربت و انزوا نشستن و طریقہ صبر و قناعت گزیدن و
بکار آخرت مشغول گشتن دو قسم ست حسن آن بفہم ظاہر بر ہر کہ ادنی مرتبہ
عقل و ایمان دارد ظاہر ست انچہ معتبر ست در ینباب آنست کہ این حرف دل نشین گردد
و حال شود و بمرتبہ یقین برسد و لما یدخل الایمان فی قلوبکم اشارت بدانست و این
حصول مصادف و ملازم توفیق الٰہی ست اینجا اگر عالمی منغص کنند در یقین خود فتوری
نباید چہ جای آنکہ ترغیب نمایند و نصیحت در حقیقت و در اینچنین کسی کار گر افتد و فائدہ
دہد انما تنذر من اتبع الذکر و خشی الرحمٰن بالغیب و آن شخص دیگر نہایت تاثیر نصیحت و
اندرز در وے جز حصول حیرت و توقف و حصول قدرے از سکون از حرکات
عادی کہ در مطالب خود دارد نتواند بود وے نیز اگر این مقدمات را تکرار کند
و دایم در نظر دارد و بجریان عادت الٰہی کہ در تقریر مکررات دارد کارے

میتواند کرد سوقوف بر وقت است که میگویند در نصورت است الهی این وقت همه طالبان
در رسد دزد و نرسد برادر من خود را مطلق از حلیهٔ اسلام عاری نمی توانی ساخت واز
دائرهٔ احکام آن بیرون نمی توانی شد و بر وش ابنای روزگار موافقت نمی توانی کرد
دیگر این تذبذب چیست و پریشانی چه عصبیت اسلام چه شد و حمیت دین رفت
چه بلا شد خیال کردی که مگر آدمیان و برخورداران از عمر همین دنیاداران بوده اند
و بس حاشا و کلا ذوقی و فراغتی که فقرا دارند و دنیاداران در حسرت آنند ؎ حریم
گوشهٔ فقر آنقدر صفا دارد + که پادشاه جهان رشک برگدا دارد + فراغ و آسایش
و دنیا را میگویم ذوق و نعیم آخرت را خود چه گویند اما این همه فرع ایمان و اطمینان باطن
است قوت و تازگی و سیرابی ایمان هم در سلوک این طریقه و التزام صحبت صلحی است
و ایمان در صحبت اغیار هر روز سست تر و افسرده تر و بد روز تر میگردد و آن را علاج چه
خواهی کرد پیغمبر فرمود صلی الله علیه وآله وسلم جددوا ایمانکم بقول لا اله الا الله از ینجا
معلوم شود که ایمان نوی و کهنگی دارد صدق رسول الله و هو الصادق المصدوق
و هذا مشهود بالعیان و ایمانت در هر ساعت و اوقات یومی ست چه جای این عظایم و
مخاطر و مهالک که مردم روزگار در انند در یاب در یاب تا آئینه تمام زنگ نگرفته است
در یاب کلا بل ران علی قلوبهم ما کانوا یکسبون زیاده چه گوید عاقبت بخیر باشد
و فرزند عزیز نور دیده نور الحق نور الله قلبه منور العرفان و الایقان از والد ضعیف
خود دعا خواند و درین نصیحت شریک باشد والله الموفق ؛

الرسالة الرابعة والعشرون تسبیب الخیر لدفع الضیر ودوام اللجاء بالخوف والرجاء

لا اله الا الله محمد رسول الله

واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض این آیه کریمه اشارت میکند بآنکه وجود نفع رساننده

بخلق و بکار آینده ایشان را پاینده و دیرپا بود و توجه دلهای بندگان خود را که مظاهر لطف اویند پاسبان و قوت او سازد کننده خداست ولیکن هر چیز را سبب است او تعالے مسبب الاسباب ست نیکی و احسان بخلق را سبب پایندگی و دیرپائی ساخت پیشک آنرا که براه راست برد و کردار نیک بخشد عاقبت کار او در هر دو جهان به نیکی بود خاصه آنکه بصفتے نیک و کردارے پسندیده زیادتی برد دیگران کند و در رفتار از همراهان گرم تر رود و لعنایتی خاص از پیشگاه مخصوص گردد و زود بمنزل مقصود رسد تجربه بینیاب تمام ست هرگز برعکس نیفتد و دلالت عقل نیز همبرین ست نیکی و بدی ضد انند هرگز نیکی بدی نه بیند ۵ کافرم من گر زیان کرد کسے در راه ایمان و طاعت یک نفس عیاشی دیگر نگر اگر یکے کار نیک کند اگر نیز بناگاه در کار بد افتد در نورانیت نیکی ظلمت بدے محو گردد ما صدمت سیلاب بدی بنائے خانه نیکے زیر نیند از دین محض کرم اوست بحکم عقل آزاد نتوان یافت رحمتے علے غضبے طغرا این نشان ست پناه بخدا مگر آن نیکی که اصل و ستون همه نیکی هاست و آنرا ایمان نام ست از پاے در افتد این هنگام از نیکے هاے دیگر جز نامی نبود و تخصیر کردار بے آن تن بیجان و صورت بیمعنے باشد کردار بی ایمان اثری نیارد و اگر آرد چندان بکار نیاید و اگر نیز آید نظر اعتبار بخاصیت نیکے باید برگماشت که چون بی آن اصل اثری آرد با آن چگونه خواهد بود و با ایمان گناه هر چند بزرگ بود امید عفوی هست در عقاید نامه مسلمانی چنین نوشته اند که ایمان بهیچ وجود پذیرفته نبود ولیکن بصفت نقصان و نقصان حق را از حقیقتش بیرون نبرد الا آنکه از درجه کمالش برآرد اصل ایمان تصدیق دل راست گو دانستن پیغمبر ست صلے الله علیه وآله وسلم دیگر همه آثار و ثمرات اوست خود اگر این نسبت بحقیقت حاصل ست مشکل که خیال معصیت کرد سر بپرده دل گردد و اگر گرد زود برگردد و در هر دلی که حقیقت ایمان در آید هرگز بیرون نیاید و هر که برگشت هم از بیرون در برگشت بنار الفانی لا یروالی ابد الآباد که صوفیه گویند قدس الله سرارهم

همبرین ست رنگ ایمان اصلی ست نه عارضی صد کوه گناه در جنب ایمان بمحمد صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر کاہی نیرزد مشکل تا اینجاست که این نسبت درست نشده ست وبعد از
درستی نسبت هیچ مشکل نیست غم ایمان باید خورد ودیگر غم نیست سفیان ثوری را رحمۃ اللہ علیہ
شب همه شب در گریه وزاری گذشت وبآه وواویلا رفت گفتند خوش باش که
گناه برگردنت نیست گفت گناه اگر کوهی ست پر کاهی نیرزد گریه از انست که
ایمان سلامت بریم یا نه بیت ایمان چو سلامت بلب گور بریم + احسنت زهی چستی
وچالاکی ما + این وزیدن باد رحمت وهبوب صبای رجا بود که غنچه سر بسته دل را
بشگفاند وگل امید را تازه دارد ورجا یکی از دو بازوی شاهباز ایمان دست وبازوی
دیگر خوف ست که صرصر نکبات آن نهال عیش را خشک وثمر مرده گرداند یحیی ومیت ویعز و
یذل ودیگر صفات متضاده باریتعالے منشار ومصدر این دو صفت اند که بنده را از حالی
بحالی میگردانند واز جای بجای می برند حاصل المعنی شاعر در صوت مجاز فرو آورده است
وگفته بیت گه بلطفم مے نوازد گه بنازم میکشد + زنده میسازد مرا آن شوخ وبارم میکشد +
راه ایمان میان خوف ورجا رود وبعضے رجا را مقدم دارند وترجیح نمایند که مشعر بالمحبت
ومحبت بود ومتمسک بذیل رحمت دارد ودیگران بعکس آن روند که سالک بسهم تازیانه
بیم تیز تر رود وکار پیشتر کند وگویند که مدت حیات خوف غالب باید وچون دم آخر
رسد رجا روی نماید علامت سعادت اینست بالجمله هر دو باید تا کار کشاید
آنهاکه خواص درگهه تکریم اند + دهشت زدگان عالم التسلیم اند + نومید مشو که رحمت
حق عام ست + مغرور مشو که خاصگان در بیم اند + پروردگار تعالی عاقبت بخیر
گرداناد ودر دنیا وآخرت از نصیبه عافیت محروم نگذاراد که اصل همه نعمتها عافیت ست
وعافیت بزبان عرف نام صحت وتندرستی بود وحقیقت آن سلامت ورهائی از
تمام آفتها وگزندها باشد چه درین جهان وچه دران عالم پیغمبر فرمود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

احب ما یسأل اللہ العافیت دوست ترین و بہترین چیزہا کہ از درگاہ حق طلبند عافیت ست
و گفت مر عباس بن عبد المطلب را ای عم من بخواہ از خدا عافیت کہ بہترین چیزہاست کہ
آنرا بخواہند و این عبارت در زبان مشایخ در ورد ہا متعارف ست اگر دوام بران میسر آید
بسی خوب ست اللہم انا نسألک العفو و العافیت و المعافاۃ الدائمۃ فی الدنیا و الآخرۃ
راند سخن بمقصودی دیگر بود بجای دیگر کشید از طغیان قلم خود برنجم کہ براہ راست نتواند
رفت و بیچوش نتواند دم زد کج رفت اما بد نرفت مقصود عرض دعا بود و شکرانہ وجود
شریف و صحت و سلامت ذات بابرکات از عارضہ ضعف کہ بر عنصر لطیف طاری
شدہ بود الحمد للہ کہ بطالع فقرا و دعا در ویشان و توجہ محبان کدورت غبار خشت
از چہرہ مقصود زود بصفا مبدل شد وجود شریف ایشان غنیمت ست و بقاء ذات
بابرکات محض حکمت و عین مصلحت شعر حکمت محض ست اگر لطف جہان آفرین
خاص کند بندہ مصلحت عام را ہمہ نیکیہا و جملہ کمالات منحصر درین دو کلمہ ست التعظیم
لامر اللہ و الشفقۃ علی خلق اللہ اللہم زد و لا تنقص و العاقبت بالخیر

الرسالۃ الخامسۃ و العشرون کشف استتار الظلم عن نساء الحال و القال و القلم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آدمی را سہ زبان ست زبان حال و زبان قال و زبان قلم نطق زبان حال اجمالی
شوب رسم و تکلف بیرون ست و دلالت او بر مکنون ضمیر در حکم عیان الا آنکہ چون فہم آن
در بعض احوال باریک و پوشیدہ آید اعتبار آن در حکم عموم ساقط آید و زبان قال کہ
در عرف عام جز آن را زبان نخوانند ترجمان ضمیر خاطر و عنوان صحیفہ دل ست ہر چہ
گوید و آنچہ نماید از وے گوید و از وے نماید بشک مصراع ہر چہ در دون دل ست
آن بزبان میرود ۰ الا فرق آنست کہ آنچہ بر ملکوت دل از عالم نفس الامر کہ حق و ثابت است

و در حقیقت سایه و پرتوی از صفت حقانیت واجب قدیم ست آمده اگر آنرا در عالم حرف و
عبارت آرد صادق بود و اگر بتسویل نفس و وسواس خناس و وهم که شیطان عالم النفس ست
چیزے از اکاذیب بدان ممزوج و مشوب گرداند کاذب باشد اگرچه صورتی ازان در
دعار علم که ذهن ست افتاده و درون دل نشسته ست و انچه درون دل ست بر زبان
آمده ست چه تعبیر بی تصور صورت پذیر نبود اما آن از خلوت درونی دل نیست حکایتی
ست از اراجیف بیرونی افتاده و زبان زد آلت لسان گشته علم باری سبحانه همه
حق ست و لوح علم او از تغییر و تحریف محفوظ نورانیات در روحانیات نشاء ملکوت بحبت
تقدس و تجرد از غشاوه جسمانیات بمجاذات و مقابلت معنوی بنورانیت نور علم حق
روشن اند و آدمی ست که بعلت اجتماع روح و نفس و امتزاج نور و ظلمت گرفتار کشف
و حجاب و تجلی و استتار ست اگرچه اصل فطرت روحانیتش بر صدق و سلامت ست اما
همنشینی نفس و شیطان خللی در انتظام کارخانه فطرتش افگنده و من یکن الشیطان له
قرینًا فساء قرینا فانوّاه یهودانه او ینصرانه او یمجسانه اشارت بدانست اما زبان قلم
نعوذ بالله از بی ثباتی و طغیان این زبان و بی احتیاطی و بهتان آن اگرچه جنبش
در دست اختیار کاتب ست اما چنانستے که گویا عنان اختیار از دست وی می رباید
در وغهاے راست مانند و راستیهاے دروغ پیوندد پیچش این زبان بسیار ست و
کار و بار این نیز راجع و آیل بدل ست بظاهر اگرچه حرکتش قطری جمادی ست اما از
تحدق بصیرت قوی تر از حرکة شوقی ارادی ست همان نور علم جنبش ارادت قلبی کز
از راه مجاری اعصاب و عضلات بر گوشت پاره زبان می افتد ازین نی پاره نیز ظهور
میکند القلم اصل اللسانین که گفته اند اینست و آفت زبان قلم بسیار ست و نعوذ بالله
من آلافات این مقدمات از چه تقریب بر زبان آمد و توطیه چه بود و مقصود چه داشت
این نیز از آثار طغیان قلم و جوش جنون بود ظاهر امقصود آن بود که بگوید و عذر گوید

در تقصیر ارسال عرایض وانماید که صعب ترین حالتی که بر کاتب حروف رود در وقت تطوق
زبان قلم ست لاسیما نزد املا و انشای مکاتیب خصوصًا وقتی که مکتوب الیه در غایت عزت
و رفعت درجه و کاتب در نهایت ناکسی و خواری افتد اینجا قلم زن سراسیمه و حیران بود
و قلم از وی سراسیمه تر و حیران تر در حفظ مراسم مدح و تعظیم و بیان شوق و محبت بر حاق
وسط و اعتدال ایستادن و از دائره احتیاط و نفس الامر بیرون نیفتادن در غایت دشواری
ست اگر براه مبالغه در مدح و ثنا نرود نامه از حلیه عرف و عادت عاطل بود و اگر برود عزت
دین و صولت یقین باطل شود ای کاش این رسم و عادت در عالم نبودی بحمد الله
درین حضرت که مائیم نظر محبت و قبول این جناب عالی مطلقا بر مدح مادحان و وصف
واصفان نمی افتد و بحسن ذاتی و کرم فطری که لازم اصالت جوهر و صقالت نفس ست از
تکلف ثنا و سپاس منزه و مستغنی ست خصوصًا ازین طائفه درویشان که جز دعای که
بلسان حال یا زبان قال کنند چیزی مامول و مطلوب نیست و رابطه خدمت و ثنا گستری
اصلا منظور نه و چون منظور دعاست بحکم دعا الغایب اسرع الاجابة غائبان از حضرت
محفوظ تر و بنظر عنایت و قبول ملحوظ تر خواهند بود اکنون بحکم انجار کلام بذکر دعا و وجود
تقریب آن مدعا طی مضمون این ورقه منحصر در ذکر دعا و بیان آداب آن مناسب آمد بدانکه
دعا جامع تر و شامل ترین ازین دعا که منطوق قرآن عظیم بدان ترغیب نموده ست
نبود و اگر بود در معنی آیل و راجع بهمین خواهد بود ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة
و قنا عذاب النار هرچه تصور کنند از خوبی و کمال از غایت اوج مقام کمالات روحانی
تا نهایت حضیض منزل لذات و شهوات جسمانی در حیطه بیان اجمالی این کریمه داخل ست
طالب اگر در وقت حضور و تملق مناجات هر کدام از افراد حسنه را جدا جدا که نظر طلب و
امید بران افتد تصور کند و سوال و تضرع نماید داند که چه ذوق و لذت در کار وی کنند
دیگر حاجت نیست و باید دانست که مراد بحسنه دنیا آن بود که وسیله آخرت گردد و موجب

آمادگی کار عقبی و سلامت دین بود و آنکه نه انچنین باشد داخل حسنه نیست و خلاصه و مختصر
ازین دعا استدعائی تمام عافیت و طلب حسن عاقبت ست اگر فرضاً در دنیا مدت حیات
سختے پیش آید یا مکروهی روئی نماید چون سرانجام نیک و عاقبت بخیر بود همه آسان بود
مقصود هر مقصود و خلاصه هر خلاصه اسالک منک ست از تو ترا انچنان هم که غایت مرعا
و مقصود حقیقی توئے اما این مقام تجریدست و چنان بلند که پای همت از تصور آن
در نیمقام میلرزد مگر صاحب همت عالی که بحکم فطرت سلیم باعثه محبت وی از آلودگی
غرض پاک و از وسوسه هوا و هوس خالیست اللهم ارزقنا و بالجمله دائره عمل تنگ ست
تلافی و تدارک آن بدعا و استغفار و طلب خیر و سلامت لازم وقت باید داشت انه غفور
رحیم خدای مهربان بخشاینده تمامه حسنات دنیا و آخرت و لطایف عافیت و حسن عاقبت
مقرون بطلب رضا و محبت خود نثار وقت گرامی کناد و چون از مراسم طریقه مراسلت
مکاتیب آن بود که بعد از عرض دعا تعرض بعرض حال نمایند ازین باب چیزی که
قابل گفتن و نوشتن بوده باشد نیافت الا بیان حسرت و ندامت عمر و حکایت دوری
و مهجوری از منزل مقصود پیش ازین بعمرے بمرافقت همت و مساعدت توفیق
بال و پرے افشانده و سفری کرده و حظی از عمر و زندگانی گرفته و تمتعے از اوقات حضور
یافته بود چون جوانی بود و توفیق رفیق شده و زاد و راحله شوق بهم رسیده بود لاشوق
رفت و بذوق ماند و بسلامت آمد و بحضور نشست اکنون می بینم باز آن سودا غلبه آرد
و باعثه محبت آن مقامات جوش میزند که یا اله العالمین اگر یکبار دیگر مددی کنی و بمقام
قربت برسانی چه شود هیچ وقت بی این اندیشه و خالی ازین خیال نیست تا در پرده غیب
چیست و ارادت ازلی بر چه رفته ست الا آنکه دران بار اول از قید تدبیر و مصلحت
نیوشے و عاقبت کار اندیشی مطلق برآمده بود و چیزے از انچه نافع عزیمت و موجب
توقف گردد گرد سراپرده خیال نمی گشت الان محبتی و خواهشی دارد و صلاح وقت خود

دران می اندیشد و مصلحت حال دران می بیند که اگر بقیه عمر صرف خدمت آن آستانه
گردد از پریشانیهای این دیار و بیگانگیهای اهل این روزگار برآمده در مقام جمعیت و
آشنائی جایابد زهی سعادت اگر آن شوق و آن همت در کار شد جای هیچ تدبیر
و مشاورت نخواهد بود مانع همین ست و بالجمله اگر اختیار این سفر بمصلحت و تدبیر ست
وداع مجلس عالی بیشک مقدم خواهد آمد بر سفر و الا شمار الجذا اسپردیم زیاده اطالت
از مقام ادب دور ست والسلام والعاقبت بالخیر آمین ؛

الرسالة السادسة والعشرون سلوک طریق النجاح بالاجتناب عن الانحراف والاعوجاج

لا اله الا الله محمد رسول الله

علم شریف محیط خواهد بود بانکه شکر سبب مزید نعمت و بقاء دولت ست و استیفاء شکر
بحساب عقل چنانچه مشهور ست صورت نه بندد و سلسله وی انتهانه پذیرد و ان تعدوا
نعمة الله لا تحصوها اول نعمتها نعمت وجود ست و سایر نعم بعد ازوی مشهود و نعمت
وجود دایم و دوام نعمت را دوام شکر لازم پس از عهده شکر وی که برآید تا بشکر نعمتهای
دیگر زبان کشاید و لیکن شارع تعالے و تقدس برحمت عامه خود در شکر انه نعمتها که
بر بندگان خود افاضه کرده ست خدمتے چند بر ایشان واجب گردانیده و امر فرموده
و نهی کرده ست و بهمین قدر از بندگان راضی شده و کفایت نموده بر قیاس انچه گفته اند
بیت سر بسجده شکر خواهد سجده ؛ پاے بخشد شکر خواهد قعده ؛ این نماز و روزه
و زکوة و حج شکر وجود مال و منال و قوت و قدرت ست که بندگان را داده و منتی بر جان
ایشان نهاده ست خصوصا نماز که متضمن شکر نعمتهای ظاهر و باطن ست تمامه اعضا
و حواس و قوای ظاهر و باطن و ذرایر وجود ادمی در وی بعبادت مخدمت مشغول اند
و هر که وظائف این عبادات مذکوره را بر وجهی که فرموده اند بجای آرد بیشک از جمله شاکران

باشد ولیکن ادای اینها چنانچه باید وقبول جناب ربوبیت را شاید کم کسی کند ازینجا فرمود
وقلیل من عبادی الشکور زیاده برین تکلیف نمی کنند وحصول اصل نجات وقبول درگاه
ووصول رحمت حضرت الٰه بعد از ادای مقدار فرض بر چیزے دیگر موقوف نمیدانند
واگر باستقصاء واستیعاب وقت بتکثیر نوافل وزیادتیهای این عبادات توفیق
یابند موجب زیادت درجات قرب ومنزلت ومراتب رضا ومحبت الٰهی ومزید نعم غیر متناهی
وی که لا تعد ولا تحصی ست گردد ومراتب واقسام نوافل عبادات بی نهایت ست و
تفاوت درجات سالکان ومراتب ومقامات مقربان بتفاوت درجات عبادت ست
وراه راست که بمنزل مقصود که قرب وصول بدرگاه مولے تعالے ست برساند
عبادتست در قرآن مجید میفرماید ان الله ربی وربکم فاعبدوه هذا صراط مستقیم یعنے عبادت
پروردگار تعالی را که راه راست اینست دیگر راه نیست واگر هست ناراست ست و
ودر راه ناراست آفت بسیار ست ومیباشد ورسیدن بمنزل مقصود در خوف وخطر
بود یازود هلاک شود یا چندان دور تر افتد که رجوع براه راست متعذر گردد واگر قدمے
چند رود از راه ناراست برگشت وبراه راست رجوع آورد ورے بمنزل مقصود کرد وسلامت
ماند واگر خود را بهمان راه ناراست سرداد برفت برگشته شد وعاقبت بهلاک انجامید
ع کسانی که زین راه برگشته اند + برفتند وبسیار سرگشته اند + وراه راست یکی ست
ودی نزدیکترین راهها ست وبر هر دو جانب وی شعبها وراهها خم وپیچها بسیار
پیدا آمده که هر یک بمقدار خم وپیچی که دارد از منزل مقصود دور افتاده وکسیکه دایم براه
راست مستقیم رود وهرگز میل بیمین وشمال نکند ودر خم وپیچ نیفتد کیست وآنکه بناگاه
در خم وپیچ افتد وقدمے چند برند وزود براه راست آید از اهل سابقه سعادت ست وقبیحش
بخیر هرچند درین میان خللے وفتورے در کار خانه استقامت راه یافت معاذ الله
از آنکه هرگز روی براه راست نیارد وهم در وادی خذلان گمراه شود وهلاک گردد یا

رجوعش براه راست دور تر افتد والله اعلم دیگر براه راست باز نیاید سبیل سالک راه سلامت
وقاصد طریق احتیاط آنکه در هر دم و هر قدم هشیار رود و نگران راه باشد و نظر بر قدم
دارد تا کجا افتد و بکدام جانب رود ازینجاست که سالکان این راه هر نفس به توبه و استغفار
و اعتذار مشغول باشند معنی توبه رجوع ست از معصیت بطاعت و از اعراض باقبال و از
غفلت بهشیاری و استغفار بمعنی طلب ستر و پوشیدن بود یعنی تا نور لطف و رحمت
ظلمتی را که از ارتکاب معصیت طاری شده و نقطه سیاهی که ازان بر دل نشسته بپوشد
و اثر آنرا زایل گرداند و اعتذار عذر خواهی آنکه براه کج رفت و تا براه راست باز آمدن
و قصه در سلوک طریق استقامت افتاد سالک این راه باید که همیشه ازین خیال و ازین عذر غفلت
فارغ نباشد و از رفتار خود باخبر بود و از قرب و وجد منزل مقصود آگاه تا نفس بغفلت
خونگیرد و دلیر نگردد و از دایره زجر و سیاست بیرون نرود و ایمن ننشیند و بناگاه
بجای نرود و بجائی نیفتد که بیرون آمدن ازان و رسیدن براه راست دشوار گردد
در حدیث آمده ست که اگر یکی باشد که در گناهی افتد و ازان استغفار کند و بناگاه با
دران گناه افتد باز استغفار کند فرضاً در هر روزی هفتاد بار بیش درین کن و کن و منع
زجر نفس رود بهتر بود از آنکس که گناهی کند و همیران مصر بود و قطعاً باستغفار روی
نیارد و تا رفته رفته بمعصیت خوگیرد و سیاهی دل سختی پذیرد و مدبوری و مهجوری تسلی یابد
و محبت مبدل بعداوت گردد دیگر علاج پذیر نیست ختم و طبع و رین که در باب فاسقان
و آلوده دلان از کافران ورود یافته ست نام این مرتبه ست نعوذ بالله من ذلک
و بحقیقت با نفس و شیطان بجنگ و جدل بس نمیتوان آمد و خلاص از شر ایشان نتوان یافت
سبیل در دفع شر ایشان صدق توجه و دوام التجا بجناب ربوبیت و تضرع و زاری
بدرگاه فضل و رحمت اوست شیطان خود بذکر حق مندفع گردد و استیلا و سلطان او
از ذاکران مرتفع بود اما این نفس بلائیست که هم از ذکر حظ و نصیب خود گیرد و کار خود کند

وی مخذول و شکسته نگردد مگر بالتجا بحق و استعانت و استمداد از جناب عزت و کبریای او
تعالے و تقدس شانه و الله الموفق ۞

الرسالة السابعة والعشرون کشف الاستار عن تحقیق معنی الکسب والاختیار

لا اله الا الله محمد رسول الله

لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم سالکان طریق تحقیق و واقفان سر حقیقت هر کارے و هر عملی که کنند از حول و قوة خود متبری باشند و از رویت عمل و اختیار خود خالی و فانی و تدبیری و اختیاری که مولے تعالے برائے ایشان کرده و وضع نموده است از وظایف عبادات و اقسام طاعات و توزیع اوقات بجا آرند و نظر بر سببیت عمل و ترتیب جزا و استحقاق ثواب نگمارند و در نظر ایشان جز فضل حق و توفیق و قدرت وی سبحانه نماند جمع بین الشریعة والحقیقة که گویند این باشد و آنکه در کن و مکن عمل و زجر و منع نفس بر حول و قوت خود پنداشته بود و بتدبیر و اختیار خود گرفتار و بسببیت عمل ناظر و خواهد که بوسیلے قدرت و زور بازوی عمل براه رود و بمنزل مقصود رسد و حق را بجزای عمل خود بر حکم وعده او مطالبه کنند این نیز اگرچه در حساب ظاهر ایمان و معامله شریعت صورتے دارد ای کاش کسی کاری کند و بهر حال باعثه عمل پیدا کند تا اینجا برسد پس ازان بگذرد اما از جلیه ادب طریقت و مشاهده سر توحید حقیقت عاطل و غافل بود و از وصول مقام فقر و فنا محروم باشد بزرگے گفته است کن فی الابتداء کانک قدری و فی الانتهاء کانک جبری میگوید که در ابتدا رحال بقوت باعثه عمل و جد دران چنان باش که گویا قدری مذهبی و در انتها به مشاهده سر حقیقت آنچنان شو که گویا مشرب جبریه داری قومی ربه آن طائفه اند که عمل را از خود دانند و بنده را خالق افعال خود گویند و جبریه آنانکه خود را مجبور محض شمارند و اصلا بهستاد فعل و اختیار بخود نگذارند و حرکات آدمیان را مثل حرکات

سنگ و کلوخ گویند نزد اهل حق این هر دو مذهب باطل بود چنانچه گفته اند لاجبر ولا قدر
ولکن امر بین امرین ولی میگوید مبتدی را برای تقویه باعثه عمل خوب مذهب قدریه نافع
بود و مذهب صواب و راه راست آن باشد که عمل کند و آنرا نسبتی بخود نیز اثبات کند
و با وجود آن بداند که آن اثر و عمل که بوجود آمده همه بخلق و توفیق پروردگار ست بنده
عامل و کاسب بود نه خالق و قادر و عمل سبب جنوبست که آنرا حق جل و علا ساخته ست
نه علت آن که بذات خود دران موثر باشد و این را سبب عادی گویند و هر چیزکه چنان
بود که چون پیدا شود اثری بر وی مترتب گردد و اگر نباشد آن اثر نباشد آنرا سبب عادی
خوانند و اسباب عالم همه عادی بود یعنی عادت الهی و سنت وی بران جاری شده که چنین
ساخته ست و اگر خواهد نسازد مثلا آتش سبب گرمی و سوختن ست یعنی پروردگار تعالی
آتش را چنین آفریده و چنین ساخته ست ولیکن سوزنده در حقیقت اوست تعالی و اگر
صد آتش کنی تا وی نخواهد نسوزد نه آنکه خواهی نخواهی آتش علت سوختن ست و طبیعت
وی چنین ست این اعتقاد فلسفیان و دهریان ست نه مذهب حق و اعتقاد مسلمانی
اینست که سوزنده حق ست ولیکن وی که می سوزد با آتش میسوزد و آتش را در سوختن
دخلی داده ست و اگر خواهد بی آتش نیز سوزد و اگر نخواهد با آتش هم نسوزد و فرق میان
سبب و علت همچنین ست پس پیدا آتش آفریدگار تعالی و تقدس بر دو نوع ست یکی
باسباب و آنرا عادت خوانند و دیگر بی اسباب که آنرا خارق عادت گویند عادت برین
که تا نخورند سیر نشوند و آنکه نباخوره سیر شوند خارق عادتست و عادت آنست که تا راه
نروند و گام نزنند بمنزل نرسند و اگر بی راه رفتن و گام زدن برسند خارق عادت
ست غالب افعال از قبیل اول ست و ثانی نیز وقوع دارد و معجزات انبیا و کرامات اولیا
دلیل اینست و اعمال و افعال بندگان همه بخلق و قدرت الهی تعالی ست و اگر بدرک
عقل در روند همچنین یابند چه هر چه صفت و اثر وی از ذات خودش بود ذات وی نیز

خود بخود بود و چون ذات از دیگرے بود صفات نیز از آن دیگرے بود ذات از دیگرے بود
صفات و آثار از خود صورت نه بندد ثبت الجدار ثم انقش پس چون ذوات آدمیان از حق
بود صفات و افعال ایشان نیز بحقیقت از وی بود الا آنکه ذوات ایشان را در آنجا مدخلی
باشد بران وجه که در بیان معنے سبب عادی تقریر کردیم پس عمل سبب جزا ست تا عمل
نکنند جزا نیابند و بعمل به بهشت در نروند یعنے عادت الله عزوجل بران جاریست که
تا عمل از بنده بوجود نیاید جزا ش ندهد و به بهشت در نیارد و اگر خواهد بی آن نیز در آرد
و اگر خواهد با وجود عمل نیز ندر آرد اما سنت و عادت وی بران جاری شده که هرگز این
چنین نمیکنند بعمل به بهشت نمی برد و با عمل بدوزخ نمی فرستد باز اینجا تفاوتی و فرقی
دیگر پیدا شده که وی سبحانه کریم ست اول را گاهی میکند نه ثانی را مقتضای کرم وی
اینست نه آنکه خلاف را نتواند کرد میتواند کرد اما از کرم خود در وعید خلاف کند نه در وعد
الا کفر را که هرگز نه بخشد و کافر را به بهشت نبرد اینجا حکم اوست و عقل را در اینجا مدخلی نه و مسئله
قضا و قدر و اختیار بنده از غوامض اسرار ست اینجا ایمان باید آورد دوم تر دود در حقیقت
بحث و گفتگو در اینجا لاطایل بود و هیچ عملی و هیچ حقیقتے موقوف بر کشف این اسرار نبود
عمل باید کرد و کوشش نمود و التجا بجناب حق آورد تا نور یقین و طمانینت و سکینه
در باطن پیدا آرد که از وساوس و خلجانات صاف سازد تر ا انچه فرموده اند عمل کردن
بامر و نهی ست نه در یافت این سر و حقیقت آن و بحث در آن در حدیث آمده ست که
پروردگار تعالی بندگان را روز قیامت از امر و نهی خواهد پرسید نه از ذات و
صفات خود ایمان بحق بان اسما و صفات که در شرع آمده باید آورد و انچه از ان
صفات بادراک عقل در آید فهما و انچه متشابه بود و فهم بدان نرسد ایمان آورد و انه حقیقت
آن باز ایستاد بعد از حصول این قدر از ایمان عمل باید کرد بدانچه فرموده ست تا هم
بنور ایمان و صفای عمل یقینی و اطمینانی در دل افتد و خلجانی نماند این شبه و خلجان تا انجا

ست که اطمینان قلب و نور انیت وی بنور ایمان دست نداده چون ایمان آوردی و یقین
دانستی که در اینجا شریعتے هست و امر و نهی واقع شده و در تو چیزے نهاده اند که معنی امر و نهی
بدان می فهمی و در خود صفتے و حالیکه فعل و ترک بدان بوجود آید و آنرا اختیار گویند
میابی وجود این حالت و صفت در آدمی ظاهر ست چنانچه سمع و بصر و باقی صفات
چون این همه بقینیات بی شبه معلوم ست در شک و شبه افتادن چیست طلب تحقیق
معنی اختیار و جبر و حیله سازی و بهانه جوئی برای چه و اگر هنوز عقد ایمان درست نشده
و استحکام نپذیرفته و نور یقین در دل در آمده فکرے به ازین باید کرد و غم ایمان باید
خورد و بعد از حصول ایمان اشکالی نیست و ایمان موهبتی ست از حق کسبی و سببی که از
جانب بنده در اینجا دخل داشته باشد فکر و نظر در دلایل ست اما دلایل و آیات اسلامیه
نه شکوک و شبهات کلامیه که لغایت راه پر خوف و خطر ست در آمدن نور یقین در دل
بسبب اینها بسی دور ست خصوصًا با معارضه شبهات مخالفان و مذاهب اهل
اهوا و نافع ترین چیزها درین باب صحبت صالحان و خداوندان ایمان کامل و نفوس
مطمئنه و قلوب متنوره ست و این نیز بسے نادر و کمیاب افتد و اقرب طرق التجا بجناب
رحمت الهی تضرع و زاری بدرگاه عزت او و صدق توجه طلب و دوام ترقب و انتظار
مطلوب و دست تمسک بدامان متابعت پیغامبر صلے الله علیه وسلم در زدن و خدمت
و ملازمت علوم دینیه که اصل و عمده آن علم شریف حدیث ست نمودن و به سخنان
ارباب تصوف که صاحب صراط مستقیم باشند اشنا شدن و بواعث و دواعی طریقه
اتباع را تقویت نمودن و از موانع و اضداد آن اجتناب کردن ست والله الموفق
ومنه الامداد و هو الهادی لطریق السداد والرشاد وصلے الله علی محمد و آله وصحبه اجمعین

الرسالة الثامنة والعشرون ترک الاختیار والتدبیر بالاکتفاء بتدبیر العلیم الخبیر

لا اله الا الله محمد رسول الله

آدمیان در طلب و سوال مطالب و حاجات از درگاه فایض البرکات دو قسم اند عادت عامه آنست که بحکم عجلت بشری هر چه بر زبان وقت ایشان آید از مرادات و شهوات بیفکر و اندیشه طلب نمایند و نظر همت بر رضا و خشنودی مولی تعالی نه گمارند و مقید و مشروط بدان نه دانند اما مذهب ارباب خصوص از اهل معرفت آنست که از تعیین مدعا و طلب مراد معین زبان ادب بسته و پای طلب شکسته دارند و خواهش ایشان جز رضای حق و خیر مطلق نباشد و هرگز بطلب مدعای مخصوص در درگاه کبریا الحاح و تحکم ننمایند و جز بطلب خیر محض زبان نگشایند و عبارت دعای ایشان بلسان حال و مقال اینست که پروردگارا آنچه رضای تست و آنچه خیر ماست پیدا آر و ما را بما گذار خداوندا مرا آن ده که آن به و اگر انصاف ورزند و بدیده تحقیق نگرند راه راست همین ست که بنده را مرادی نباشد و خواستی نبود و زبان ادب از سوال و طلب بر بندد و بر بساط عبودیت انبساط ننماید که بندگی با خواست جمع نشود و خواست خواست مولی ست تعالی بنده را با خواست چه کار و اگر چنانکه بحکم جبلت بشری و عجلت طبعی صبر نتواند کرد و بالقصد امتثال امر بوبیت که فرموده ادعونی زبان بدعا بگشاید باید که او را مدعای مخصوص نباشد بلکه مطلق خیر و آنچه بهبود او در دنیست طلب دارد و اگر نیز اتفاق افتد و حاجتی مخصوص پیش آید آنرا بشرط رضای مولی و خشنودی وی تعالی مقرون دارد و آنچه خیر و صلاح در رضای حق در انست بخواهد یعنی آنچه نزد وی سبحانه در نفس الامر خیر ست نه آنچه وی بشهوت نفس و شر طبیعت خیر انگاشته و نظر همت و طلب بر آن مقصور داشته ست پس بنده باید که از تدبیر و تصرف خود مطلق برآید و صلاح کار خود را بدست اختیار و تدبیر مولی بگذارد قال بعض العارفین لا تدبر و ان کان لا بد من التدبیر فدبر و ابان لا تدبر و ان کار خود را بخدا باز گذار و حکمت نمی بینم ازین بهتر کار و اصل در اینجا سه مقام ست اول و اعلی آنکه این ترک خواست و اسقاط تدبیر که شرط راه بندگی ست نظر بوجود معرفت

وشهود عظمت وهیبت بارگاه کبریای الهی تعالی شانه باشد واین مقام عارفان ست که
بحکمه غلبه قهرمان هیبت وسلطان عزت دم نتوانند زد وسر بالا کرد وبر مثال مقربان ملوک
وسلاطین دربارگاه سطوت وسلطنت که گوش هوش بفرمان ایشان نهاده زبان
وقوت از گفتگو وسوال وطلب بسته دارند وقصد وهمت جز بر امتثال امر واطاعت حکم گمارند
دوم مقام مومنان از ارباب یقین ست که نظر بر حسن ظن بمولی کریم تعالی وتقدس وصفت
ربوبیت وی عز وعلا داشته ولطف وکرم اورا وکیل حال خود ساخته تمامه کارهای خود را
بتدبیر واختیار وی سبحانه گذاشته فارغ البال ومرفه الحال بر بستر فراغ واستراحت
افتاده اند یعنی آن خدائیکه بی سابقه طلب وسوال چندین ابواب نعمت بر روی مراد
گشاده وخزاین رحمت نثار وقت ما کرده ست آخر عادت کرم وامتنان وصفت جود
واحسان باز نخواهد داشت وآن داده را باز نخواهد ستاند واگرچه نظر بر قدرت و
بی نیازی درگاه الوهیت ولاابالی بارگاه عزت که توئی الملک من تشاء وتنزع الملک
ممن تشاء صفت اوست خوفی وهراسی نیز راه یابد ولیکن این حسن ظن لازم حال
ایشان شده بحکم انا عند ظن عبدی بی از بیم تغیر وزوال محفوظ ومامون میدارد سیوم
مرتبه در ترک تدبیر لدفع تردد وپریشانی والتزام صبر وسکون مشاهده عجز وناتوانی
ست که چون دریافتند ودیدند که هرچه شد نیست میشود از امور حوادث وهر واحکام قضا
وقدر جای گریز نیست واز قبول کردن آن وتن در دادن بدان چاره وگزیر نه
از صبر وسکون چاره ندیدند واز کوی ثبات واستقامت آواره نگشتند که فائده ندارد
ودر حصول این مرتبه تجربه عقل صافی کافیست وکمال معرفت ومزید ایقان ایمانی
شرط نه بر هر تقدیر ترک تصرف وتدبیر لازم حال عبودیت آمد وشرط راه بندگی افتاد
ت بندگی نبود بجز افگندی * راست نیاید خواجگی با بندگی * وصل اینجا نکته ایست
تنبیه بران ضروری وعلم بدان واجب تا توهم نکنند وگمان نه برند که چون ترک تدبیر

واختیار شرط راه آمد پس باید که التزام وظائف عبادات وسعی وطلب وجد وجهد در سلوک
طریق طاعات ومبرات نیز منافی طریق بندگی وعبودیت باشد چه این نیز داخل تدبیر
واختیارست که از ترک و اسقاط آن ناچارست پس باید که از جمیع کارهای دین و دنیا فارغ
نشینند و براه سعی وطلب وجد وجهد اصلا قدم نزنند جوابش آنست که انچه ما را ازان منع
کرده اند تدبیر واختیاری ست که ما از پیش خود برای نفس خود برانگیزیم والا این تدبیرات
واختیارات که شارع تعالے وتقدس بلطف ورافت خود برای بندگان خود پرداخته
ومصالح دین ودنیا ایشان را بدان منوط ساخته ست متابعت بدان وکوشش کردن
دران منافی طریقه عبودیت وبندگی نیست بندگی خود همین ست که هرچه فرماید آن کنی
وتدبیری که ساخته ست وروی براه کرده ست در پی آن روی وازپیش خود تدبیری
وحیله برنه انگیزی وبراهی دیگر نیندیشی بنده را خواستی نباید یعنی
دارد والا خواستی که موافق خواست شارع ست آن نه خواست بنده ست او خواسته که بنده
این را بخواهد اینجا البته بنده را ان باید خواست که او خواست اگر خواست آن نکند بنده
نباشد ومامور ومحکوم نبود وهرگاه که بنده چنان باشد که اگر مولے بفرماید بخواهد بخواهد واگر
گوید مخواه نخواهد واگر امر کند که بکن بکند واگر نهی کند که مکن نکند بحقیقت بندگی وفنای حقیقی
رسیده باشد اینجا خواست ناخواست ست وناخواست عین خواست یعنی مشهورست
که چون سلطان العارفین بایزید بسطامی را قدس سره فرمان شد که چه خواهی گفت آن خواهم که
هیچ نخواهم اینجا میگویند که چون بایزید خواست که هیچ نخواهد این خواست ناخواست نیز خواستی
حقیقت ناخواست آنست که هیچ نخواهد نه خواست ونه ناخواست شیخ ابن عطاء الله
اسکندری در کتاب التنویر فی اسقاط التدبیر گوید که این اعتراض بر سلطان العارفین
سخن کسی ست که معرفت ندارد زیرا که خواست بایزید بسطامی این ناخواست را از آن
روا ست که مولی تعالی ازوی میخواهد که نخواهد پس این خواست وی ناخواست خواست

وی نباشد این خواست در حقیقت خواست مولی ست تعالی چون وی تعالی از وی خواست
که ناخواست را نخواهد اورا البته این ناخواست باید خواست خواست ناخواست چه باشد
اگر خواست خواست کند نیز باید خواست پس گویا مولی تعالی از بندگان خود میخواهد که
ایشان را از پیش خود خواستی نباشد و تدبیری نبود خواست ایشان همان باشد که من خواسته ام
و تدبیر همان که من کرده ام و من خواسته ام و ساخته ام برای ایشان از تدبیرات و ترتیبات
آنچه میباید ساخت و وضع کرده ام شرایع و احکام و تعین نموده ام وظایف طاعات و عبادات
که اگر بدان عمل کنند و استقامت ورزند بسعادت دنیا و آخرت برسند پس ایشان را
باید که از تدبیرات و اختیارات نفس خود فارغ نشینند و بتدبیر من که پروردگار ایشانم و
داناتر و مهربان تر م بر ایشان از ایشان اکتفا کنند و از پیش خود تدبیری برنه انگیزند و بعضی
گویند که این سخن از سلطان بایزید در ابتدا ارحال ست که هنوز از تنگنای خواست و حیطه
آرزو بتمام برنیامده ست و خواستی دارد اما خواست وی اینست که او را خواستی نباشد و مطلق
از خواست برخیزد و این خواست نیز خواست مبدل گردد و آرزوی او بمقام دارد تا حاصل
گردد و این توجیهی ست که برای خصوص قول سلطان بایزید گنجایش دارد ولیکن با قطع نظر
ازان قاعده عام و ضابطه کلیه درین باب همان ست که ممنوع خواستی و تدبیری ست که بنده
از پیش خود برای نفس خود بکند اما تدبیرات شرع و اختیارات وی خواست آن منافی عبودیت
نبود و اگر خواستی بود ازین رو بود که خدای تعالی این خواست از وی میخواهد و در حقیقت
خواست وی نبود و منافی شرط عبودیت نیفتد قطب الوقت شیخ ابوالحسن شاذلی قدس سره
میفرماید و کل مختارات الشرع و ترتیباته لیس لک منه شیء انما هو تدبیر الله لک فاسمع و اطع
یعنی ترتیباتی که شرع نهاده و اختیاراتی که وی تعالی کرده ست تو را در ان جای خللی نیست
آن تدبیر ایست که پروردگار تعالی و تقدس برای تو کرده آنرا بشنو و اطاعت کن و فرمان بر
باش و این اصلی عظیم ست و اساسی محکم که بنای کارخانه شرایع و احکام و حفظ و مرتبه عبودیت

در بوطیت بر انست واین محل فقر ربانی وعلم لدنی ست وهر که نه اینچنین فهمد ونه باین روش
رود از فرقه حشویه ومعطله بود وخروج ازین اصل موجب بیرون افتادن از جاده شریعت
ووقوع در مهاوی ضلالت وغوایت گردد وبرین اصل تمامه تدبیرات وترتیبات واوضاع
واحکام دین ودنیا ثابت ماند وسبابب وآلات که صانع حکیم تبارک وتعالی بندگان را
برای انتظام مصالح دو جهانی ووصول بکمالات حسی وروحانی وترقی درجات کمال علمی وعملی
خلق فرموده از تعطیل وابطال محفوظ ومصئون گردد پس بنده باید که خواست وارادت
وسعی وطلب وجد در اقامت وظائف طاعات ورعایت حدود شریعت بجای آرد تا سالک
راه راست گردد ۲ بر وراست رود تا بمنزل رسد ۳ **وصل** چون پایه عمل وخواست و
تدبیر ثابت در جا ماند کسی هر چه کند چه مساکین وفقرا وچه ملوک وامرا وآن گروه موافق
تدبیر وتقدیر واختیار الهی وامر ونهی شریعت آید بمقام قرب ورضا وخشنودی پروردگار
وکمال نفس رسد وترک مال ومنال وجاه وجلال وبیرون آمدن از دایره اسباب واختیار
فقر وتجرید حاجت نیفتد واگر فقیر ست اورا از صابران نویسند واگر غنی ست از شاکران
شمارند فقیر صابر وغنی شاکر هر دو از باریافتگان حضرت ومقبولان درگاه قرب وعزت اند
نزد بعضے فقیر صابر که بر قدم تجرید ونیستی ثابت ودر راه بندگی وطاعت مستقیم ست مقرب
ونزد جماعه غنی شاکر که وظایف شکر گذاری نعمتهای باری بجا آرد وبر فرموده شریعت
رود وآنچه اورا داده اند از نعمت در مرضیات حق صرف کند فاضلتر وجمعی گویند فقیر شاکر که
بر نعمت فقر شکر گوید وجسم وروح خود را در راه خدمت ومحبت بذل نماید فاضلتر از هر دو قاعده
راه برزموده حق رفتن واتباع شریعت کردن واوامر ونواهی دین وملت بجا آوردن ست
چه غنی وچه فقیر اگر فقیر بر جاده استقامت نرود وبر سجاده طاعت مستقیم ومتمکن ننشیند کافر نعمت
باشد وداغ سواد الوجه فی الدارین سیمای حال وی گردد واگر غنی قدر نعمت نشناسد وطغیان
وتکبر وعتو وسراف ورزد ودر فسق وفجور وشهوات بهیمک آید مردود ومطرود درگاه

قبول گردد نعوذ باللہ من ذلک و اگر توفیق رفیق حال وی شود و در سلوک طریق طلب رضای
مولی سبحانہ و شکر گذاری نعمت پای ہمت استوار دارد بسعادت نشاتین فایز آید و
از ملوک دنیا و آخرت گردد ازین لفظ سخن آن بزرگ یاد آید کہ گفتہ ست تمامہ آدمیان از
چہار قسم بیرون نروند ملوک دنیا و آخرت و فقرای دنیا و آخرت و ملوک دنیا و فقرای
آخرت و فقرا دنیا و ملوک آخرت ملوک دنیا و آخرت آنانند کہ ہمچنان کہ درین جہان
دادعیش و کامرانی و فرمان دہی و حکمروائی دادند در آنجہان نیز ذخیرہ از باقیات صالحات
و گنجی از اسباب خیرات و سعادات باخود برند و بجزای اعمال و فضل الٰہی بنعیم بہشت و
ملک جاودانی تا ابدالآباد محظوظ و مسرور گشتند و فقرا دنیا و ملوک آخرت آنانند کہ اگرچہ
بتمتعات اینجہانی و قضای شہوات فانی متمتع و محظوظ نیامدند بجزای صبر و عبادتی کہ
در دنیا کردند بمراتب علیا از سعادات و برکات ملک جاوید مخصوص و ممتاز شدند و قسم دیگر
نیز بقیاس مذکور بتصور توان نمود ما ندانیم کہ داخل کدام ازین اقسام خواہیم بود این دو قسم کہ
مذکور شد درجات و مراتب بسیار دارد و در ہر مرتبہ از مراتب کہ داخل باشیم غنیمت ست
تا عاقبت کار چہ بیت ؎ حکم مستوری و مستی ہمہ بر عاقبت ست ۔ کس ندانست کہ آخر
بچہ حالت گذرد و حاصل سخن دراز آمد و دائرہ وسیع افتاد اما باید دریافت کہ حاصل
آن چیست حاصل آن آمد کہ دعا و سوال و خواست و تدبیر از بندہ بوجہی حق و ثابت و محمود ست
و نفی و بطلان و مذمت آن بوجہی دیگر ست نفی ازان جہت ست کہ عنوان ظاہران
خلاف ادب عبودیت و منافی شہود سطوت و عزت ربوبیت ست و ثبوت باین جہت
کہ بندہ مامور ست بدعا کردن و لطف و توفیق از حق درخواستن و تدبیرات و ترتیبات
علیم خبیر کہ برای اصلاح حال و وصول او بدرجہ کمال وضع کردہ و بدان تکلیف نمودہ است
اقامت نمودن و مطلق آنرا نفی کردن بجبر و تعطیل کشد و اثبات آن علی الاطلاق بقدر
و اعتزال آرد ہر دو باطل ست طریق جامع توسط است کہ از حیثیتی اثبات نمایند و از

حیثیتے دیگر نفی کنند و بسلوک این طریق و حفظ این قاعده تمامه اوضاع و احکام
و اسباب و تدبیرات عالم هم مثبت بود و هم منفی و هم محمود و هم مذموم و هر که بهر دو حیثیت
نظر نکرد و بر یک وجه اقتصار نمود خطا کرد و از مرتبه جامعیت و جاده انصاف بیرون
افتاد و از اینجاست اکثر اختلافات مذاهب و اقوال و تفرق و تحزب اهل عالم از ارباب
هدایت و ضلال و ترد تامل و تحدق و بصیرت همه مبنی بر تعدد حیثیات و جهات است
تعدد حیثیات و جهات مرعی و منظور باید داشت تا قاعده کار ثابت ماند و بحقیقت ماهیت
عالم و هستی وی هم ثابت ست و هم منفی لاجرم صفات و اصول وی نیز بهمین طریق و منوال بود
عالم از حیثیت ذات و ماهیته خود معدوم و منفی ست و باعتبار ظهور صفات حق در وی
و قیومیت ذات قدیم تعالے مراورا موجود و ثابت و هست نماست و مدار کار بر حیثیت
وجود ست و وضع شرایع و احکام دین و ملت و نظام قوانین ملک و دولت و غیر ذلک
من الاحکام و الآثار برین حیثیت ست و حصول کمالات وجودی و معرفت اسمار الهی و کونی
برین وجه مترتب یاوه گوتر از افکار و اسرار حقائق آشیار و مراتب و احکام وجود محروم
و بی نصیب تر از سوفسطائی دیگری نیست که حقیقت عالم را وهم و خیال گوید و در هر چیز
و هر حکم شک آرد حاشا و کلا بنای تمام کارها و حصول جمیع کمالات بر اعتقاد و یقین است
یقین می باید چون یقین نباشد هیچکار رنگ شاید و نتیجه ندهد و اثر نیارد و هر چه کنند بر باد
بر هوا رود و حکم هباء منثورا گیرد یقین بسبب اتصال باطن ست بوجود حق ثابت در نفس الامر
و موجب ثبات و استقامت ست بر عمل و اعتقاد و سلوک طریق رشاد و سداد این همه
بی ثباتی و سرگردانی مردم در دنیا و دین از شک و بی یقینی ست و صاحب شک پریشان
و بی ثبات تر از صاحب انکار ست اگرچه صاحب انکار از طریق صواب دور تر و در درک اسفل
حجاب فرو رفته تر ست و لیکن صاحب شک و تردد پریشان تر و سرگردان تر باشد
آدمی در کارخانه ذات الهی و صفات و شیونات نامتناهی وی حیرتیست نه شک

باز شتابه نشود در معنی شک و حیرت زیرا که حیرت از معرفت خیزد و در دریافت کنه شی بود و شک از جهل و نکرت آید و حیرت در حضور بود و شک در غیبت ست چنانچه یکی در نظارهٔ محبوب حیران ست و جمال و کمال او را بی حجاب بدیده محبت می نگرد ولیکن بکنه کمال وی نمی رسد و ادراک آن نمی تواند کرد و این حال از مشاهدهٔ محبوب و ادراک کمال و بی نهایتی حسن و جمال پیدا آید ع یزید ک وجهه حسناً او از مازدته نظراً + هر چند نظر میکند حسن جلوه دیگر میکند و دقیقه دیگر در نظر می آرد و کرشمه دیگر میکند و غمزه دیگر می زند و ذوقی دیگر می بخشد بخلاف شاک که وی در وجود محبوب و صفات کمال و انوار جمال وی شک و تردد دارد و هر ساعت در ترمی افتد و محبوب ترمیگردد و لهذا حیرت مرکب از علم و جهل ست اما علم موجود ست و جهل در کنه و هر دو ثابت ست و شک تردد و تذبذب ست در علم و جهل نه مطلق علم دارد و نه جهل میان این و آن پریشان و آواره میگردد و بجهت اشتباه در معنی شک و حیرت گفته آنکه گفت حیرت دو قسم ست حیرت محمود و حیرت مذموم حیرت مذموم را راجع و زائل یعنی شک داشت این سخن درست ست ولیکن حقیقت حال همان ست که من گفتم ع ای خوش آنم که تو در جلوه ناز آئی و من + چشم بر روی خوشت دوخته حیران باشم + **وصل** یکی از آن مواضع که یقین در اینجا درست و ثابت باید اعتقاد جزا عمل و پاداش کردار ست کردار زشت بود یا نیک هر کس هر چه کند جزای آن در دنیا و آخرت بیابد غایت آنکه در دنیا لازم نیست محل جزا و ظهور حقایق اعمال و انکشاف بواطن و اسرار آخرت ست که حتما مقتضیا در آن موطن ظاهر شدنی ست در دنیا باشد و هم نباشد و استدراج و امهال را در اینجا راه هست که فرمود سنستدرجهم من حیث لا یعلمون و دنیا دار ابتلا و محل فتنه و بلاست و اصابت مصایب و مکروهات آن مخصوص بظالمان و بدکاران نبود گاهی نیکان و راست رفتاران را نیز برسد و باری تعالی را در ان حکمتها ست درست و لطفهای نهانی و بهترین جزا که در دنیا صادقان راه و مقبولان درگاه

بدہند مزید توفیق عمل و تعطش طلب و ظہور نور صدق و یقین ست کہ بدان جد و قوت
بر مجاہدہ زیادت و ہمت بر سعی و طلب قوی و آتش شوق و محبت تیز تر گردد تجربہ و نظر
در احوال اعمال سالکان این طریق و کارگذاران این معاملہ درین باب شاہد این حال ست
کہ کثرت عمل قوت مجاہدہ باز دہد توفیق تا چہ مرتبہ رسانیدہ اند مثلاً یکی باشد کہ دو رکعت
نماز گزاردن یا جزوی از کتاب اللہ خواندن بر طبیعت وقت وی دشوار باشد و تبرّم
و اعتیاد ہزار رکعت و ختم قرآن بلکہ بیش ازان آسان گردد و اینہمہ جزای عمل و نتیجہ صدق
نیت است و این مزید توفیق و کثرت عمل کہ جزا عمل ست در دنیا در حقیقت اعداد و تہیہ
و تکمیل جزای آخرت ست لان الاجر علی قدر العمل و اعتقاد و یقین بجزای عمل را ایمان
باید و اعتقاد شریعت و گرویدن بقول خدا و رسول خدا و راست دانستن وعد و وعید
کہ مخبر صادق بدان خبر دادہ ست و اگر فرضاً یکی را مادہ ایمان سست افتادہ و نور
یقین ضعیف ست کو عمل کند بدانچہ ایمان آوردہ ست کہ ہمین کثرت عمل قوتی خواہد بخشید
ایمان او را چہ انوار عمل و ایمان متلازم و متعاکس اند یعنی ہر یکی لازم دیگر یست کہ بر قوت
نورانیت ہر یکی بر دیگری می افتد عمل بایمان قوت پذیرد و ایمان بعمل و ہر دو معاون
و ممد یکدیگر باشند عمل را موقوف بر قوت ایمان و یقین نباید داشت و بہر قدر از ایمان
کہ حاصل ست اگرچہ تقلیدی باشد در عمل باید کوشید کہ ازین عمل حالتی و نورانیتی در
دل پیدا خواہد شد کہ ایمان بدان قوتی خواہد پذیرفت و این قوت ایمان باز قوت در
عمل آرد و این عمل باز ایمان را قوت بخشد ہمچنین تا میرد و ایمان و عمل ممد و مقوی یکدیگر
باشند و ملازم و معاون یکدیگر پس آنکہ گوید چون یقین حاصل شد و ایمان درست گردید
و سلسلہ محبت بدست آمد دیگر احتیاج بعمل نماند و تکلیف برخواست و اگر او را عمل باشد
عمل او ہمین تفکر و معرفت خواہد بود کہ فعل باطن ست نہ عمل جوارح خطا میکند و براہ الحاد
میرود و خلاف تجربہ و حکم واقع و مخالف نص قرآن میگوید کہ میفرماید ثم تلین جلودہم

بحث الاربعین فی اجزاء القوی

قلوبهم الی ذکر الله قرار داد اهل طریقت ست که هرچند محبت بیشتر اتباع بیشتر و هرچند ایمان
کاملتر عمل قوی تر و وافر تر روزی نزد سید الطائفه جنید بغدادی قدس سره یکے
معرفتے گفت که ازان بوی اسقاط عمل آمد فرمود نزد من این سخن از زندی کردن و
زنا کردن بدتر ست و هرگز نشاید که عارف ترک عمل کند حاشا بالاتر از احوال انبیا
صلوات الله وسلامه علیهم در ایمان و محبت الٰهی کرا خواهد بود و باوجود آن تعب و شدت
که ایشان در طاعت و عبادت می کشیدند هیچکس را اگر وحریم آن حال مجال عبور نبود صاحب
قرب قاب قوسین او ادنی علیه افضل الصلوات واکملها چندان در نماز شب بایستاد
که پایها ناز نین وی بیاماسید وچون او را صلے الله علیه وسلم اینحال باشد از دیگران
چه گویند قام رسول الله صلے الله علیه وسلم فی الصلوٰة اللیل حتی تورمت قدماه الحدیث
وآنکه گویند که فعل انبیا برای تشریع ست تا دیگران را بنمایند و بیاموزند گوئیم چون تشریع
برای آنست که دیگران به بینند و اتباع کنند پس اگر این دیگران اتباع نکنند و در عمل
نیارند فائده تشریع باطل گردد پس لازم آمد عمل بمتابعت رسول الله صلے الله علیه وسلم کردن
و نیز کمال امر اتبع در جات بسیار و بی نهایت ست و کدام مرتبه را اعتبار میکنند گویند این
سخن که میگوید که چون ایمان درست گردید و بکمال رسید احتیاج به عمل ندارد ایمان خود
به عمل کمال می پذیرد این سخن نامضبوط و نامربوط ست لاحول ولا قوة الا بالله این سخن ملاحده است
از آن گوش نباید کرد نعوذ بالله من الکفر والالحاد ونعم در اصل وجود ایمان و مفهوم آن عمل
معتبر و ماخوذ نیست ایمان بی عمل باشد ولی ناقص و به عمل کامل و تمام گردد و آنکه آمده است
که الایمان لا یزید ولا ینقص اشارت بهمین ست که عمل داخل در حقیقت ایمان نیست
و حقیقت او یکی ست که آن را تصدیق قلبی گویند و اقرار کردن بزبان از برای اجرای
احکام ست در دنیا و عمل کردن بجوارح از برای تکمیل و تتمیم اوست تا درون و بیرون را
در گیرد پس در ایمان زیادت و نقصان نرود و لیکن بکمال نقصان موصوف بود و یا زیاده

در عدد و ذات شی بود و کمال در صفات باشد چنانچه یک کس کامل تر از ده کس بلکه صد کس و هزار کس بود همچنین تصدیق و یقین یکی کامل تر از یقین دیگری باشد در صفات و نتایج و ثمرات بر اندازه تفاوت قلوب در قوت و نورانیت مثلا ولی باشد مثل آفتاب روشن و تابان و ولی دیگر مثل ماه و ستاره و شمع و امثال آن تفاوت تصدیقات بر همین قیاس خواهد بود و این معنی روشن ست احتیاج بشرح و بیان ندارد و بالجمله تفاوت در ایمانها بقوت و ضعف و کمال و نقصان ثابت ست و قوت و کمال آن بعمل ست و ضعف و نقصان بترک عمل ست ۵ کار کن کار بگذار از گفتار + کاندرین راه کار دارد و کار + الدنیا مزرعة الآخرة هر چه کاری بدروی بیت از مذاهب مذهب دهقان خوش ست ای مولوی + مذهب دهقان چه باشد هر چه کاری بدروی +

وصل در اعتقاد نامه مسلمانی نوشته اند که بنده بارتکاب معصیت کافر نگردد و عاصی را کافر نباید خواند اگر اعتقاد مسلمانی بر جاست و مادام که این اعتقاد بر جاست و معصیت را معصیت میداند و حرام را حرام میشمارد و در میان راه خوف و رجا میرود کافر نیست و اگر حرام را حلال داند و یا معصیت را سبک پندارد کافر گردد و مومن عاصی دایم در دوزخ نماند اگر قادر مختار خواهد چند گاه او را در شبکه عذاب گداخته و از آلایش و کدورت معصیت پاک گردانیده باز به بهشت در آرد و اگر خواهد بی سابقه این علاج بعفو و مغفرت خود یا شفاعت و در خواست حبیب خود صلے الله علیه وسلم از علت معصیت شفا بخشد هم از اول بحبت بغرستند و بزندان دوزخ سیاست نفرماید وی تعالی بر همه چیز قادر ست و علی الاطلاق حاکم یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء صفت اوست و یفعل الله ما یشاء و یحکم ما یرید شان او معنے خدائی و خداوندی اینست هر چه خواهد بکند و هر کرا خواهد ببخشد و هر کرا خواهد بگیرد هیچکس را بروی حکم نیست و در حضرت کبریای او بی اذن وی مجال نطق و سوال نه و امر و نهی که فرموده حق ست و وعده

شفاعت

و وعیدی که کرده صدق و در وعده وی قطعا خلاف نبود و در وعید نیز همچنین ست و
باوجود آن اگر بمقتضای عفو و کرم درگذرد و نگیرد می سزد و امید شفاعت سیدکائنات
صلے اللہ علیہ وسلم گناہگارانرا برای عفو گناہ و نیکوکارانرا برای رفع درجات واثق ست
و در حق بیچارگان و درماندگان که غیر فضل و کرم او پشت پناہی ندارند میفرماید شفاعتی
لاہل الکبائر من امتی و فرمود اگر من اہل بیت و قرابت خود را شفاعت نکنم دیگر کرا کنم
و نیز آمده ست که پروردگار تعالی حرام گردانید آتش دوزخ را بر فاطمه و ذریت وی
عجب آنکه جای دیگر میفرماید ای بنی هاشم نگاهدارید و برهانید نفسهای خود را از آتش
دوزخ من مالک نیستم شما را از عذاب خدا چیزی را و این و امثال این بجهت بی نیازی
و لاابالی درگاه کبریاست که کسی را در اینجا مجال سوال و امکان اعتراض نبود و انچه بالا
رفت بمقتضای کرم و وعده لطف و عنایت ست و گفته اند که خواص بر مقتضای وعد کرم
و بشارت لطف در مقام امن اند ولی خوف لاابالی و غنای ذاتی حق حال ایشان شده
ازینجاست که تمامه مقربان و مخلصان حضرت عزت در میان وادی خوف و رجا و انس و
هیبت حائر و دایر ماند و سر نمی توانند برداشت و بر هیچ چیز دل نمی توانند نهاد و بیا
کان کذا و صار کذا فریاد میزنند و عدم را بر وجود دوست میدارند و آرزوی عدم
که هرگز روی وجود نبینند می برند و بالجمله هرچه هست ایمان ست غم ایمان باید خورد
باقی غم نیست ایمان دانی چیست لا اله الا الله محمد الرسول الله بصدق دل اعتقاد
کردن و بی شک و شبه بدان گرویدن بلکه همین محمد رسول الله ست اگرچه جزو
اول عظیمتر و بزرگتر ست ولیکن جزو ثانی شامل تر و جامع تر ست چه اعتقاد
رسالت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کردن و گرویدن بهرچه وی آورده و بضرورت و
یقین معلوم شده که وی آورده اقدم و اسبق از همه در اینجا اعتقاد بالوهیت حقتعالے
خواهد بود اگرچه اعتقاد بالوهیت و صفات او که یکی ازان ارسال و بعث ذات شریف

اوست از برای هدایت خلق نیز مستلزم اعتقاد رسالت ست اما اول ظاهر تر و صریح تر
ازین ست و منطوق کلام ست اگر یکے صد سال لا الہ الا اللہ گوید تا یکبار نگوید محمد
رسول اللہ بحکم شرع مسلمان نگردد یعنی میگوید من خود الہ و بر و رگار همه شما
اعتقاد و گرویدن بمن چه سخن ست و چه مجال توقف و آنرا که من برگزینم و بر افرازم
بوی ایمان آرید و بگروید که امتحان بندگی و صدق عبودیت درین ست بر قیاس
امر ملایکه بسجود آدم یعنے مرا که می پرستید و تسبیح و تقدیس میکنید من خود پروردگار
شما ام و سزاوار آنم امتحان بندگی شما دران ست که هیکلے از خاک بسازم و فیض
روح خود دران بدمم و او را بر شما گزینم و آمر کنم تا همه سر بر خاک مذلت نهید
و او را سجده کنید تا پیدا شود که بنده کیست و بندگے چیست سبحانه و تعالی
که در آخر زمان که وجود مرشد کامل نادر و کمیاب ست اشتغال بصلوة بر سید کائنات
علیه افضل الصلوات و اکمل التحیات با مشغولی ذکر موصل و مقرب ست بی احتیاج
توسل بمرشد بلکه بعضے گفته اند که سالک را از حیثیت توسل و تقرب اشتغال بصلوة
اولی و اقرب بود اگرچه ذکر الٰہی اجل و اعظم ست و گفته اند که برای روشنی راه هدایت
و فتحاب رحمت بالاتر از اشتغال بصلوة بر نبی صلے اللہ علیه وسلم چیزی نیست و بعد از
فرایض عبادات هیچ عبادتی بالاتر ازان نیست و برای هر مشکل و دشواری و تمام
حاجات دینی و دنیاوی مثل وی نیست و نبود و وصل لبسط و تطویل درین سخن بسیار
افتاد و بحقیقت بار تهمت این جریمه بر سر وقت طغیان این جنس باره ست که آنرا قلم
نامند واز دست تصرف و اختیار کاتب بیرون ست و هرگز براه سکون و سلامت
هموار و رسیده نتواند رفت و بجوش و خروش دم نتواند زد همیشه ازو در شکایتم
و بارها عهد کرده ام که او را رفیق حال خود نگیرم و راز دل با وی در میان نه نهم و
همزبانی نکنم اما چه کنم که از صحبت وی صبر نتوانم کرد و در گوشه سلامت نشست

که شکرف مونس و نادر ندیم شیرین سخن ست الحمد لله که عصمت ذاتی و حفظ خداوندی
لازم حال اوست و با وجود که چندین منطیق و نکتارست و پرسخن و دراز نفس ست هرگز
حشو و بیهوده بر زبان وی نرود و از شارع عام امر و نهی بیرون نیفتد و پای سلامت
وی درین راه نه لغزد و از شریعت غرا بار ملامت نکشد و بیم سیاست ندارد و هر چه
گوید شرح و بیان کتاب مبین کند و داد الدین النصیحة دهد و الله اعلم بالصواب سلوک
طریق السداد و الرشاد فی المبدا و المعاد انه ولی التوفیق و الهادی الی سواء الطریق
و صلی الله و سلم علی السید الانام الداعی الی طریق الحق و الیقین محمد و آله و اصحابه و اتباعه
اجمعین هداة طریق الحق و محیی علوم الدین ؛

الرسالة التاسعة و العشرون فی تحقیق الیاس عن قبول ایمان الیاس

لا اله الا الله محمد رسول الله

اللهم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعه بدانکه علماء ملت و ائمه دین و شریعت برآنند که
ایمان الیاس غیر مقبول باشد در لغت بمعنی شدت و عذاب آید و مراد اینجا سکرات
موت و معاینه احوال آخرت ست که در وقت حضور موت روی نماید و در بعضی اخبار
آمده ست که هر یک از مومن و کافر در وقت موت جای خود را می بیند مومن در بهشت
و کافر در دوزخ پس چون کافر در حالت ایمان آرد این ایمان معتبر نباشد چه ایمان باید
که بغیب بود و باختیار بنده و قصد امتثال امر الهی و طاعت و فرمان برداری وی تعالی
باشد و ایمان در حالت ایمان بغیب نبود و ضطراری باشد چنانکه روز قیامت تمامه
کافران فریاد برآرند که ربنا ابصرنا و سمعنا فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون خداوندا
دیده ما بینا شد و گوش ما شنوا گشت و بیقین دانستیم که آنچه پیغمبران تو خبر داده بودند
و کتاب تو بدان ناطق بود حق ست ما را بدنیا باز بفرست تا ایمان آریم و عمل صالح کنیم
و مستحق ثواب شویم این ایمان و اقرار و اعتراف بحق دران وقت فائده ندارد و در حدیث

احوال آخرت در وقت

آمده که ان الله یقبل توبة العبد مالم یغرغر غرغره کنایت ست از حالت موت وشدت
سکرات ورسیدن جان در حلقوم ودر قران مجید میفرماید فلم یک ینفعهم ایمانهم لما رأوا
باسنا یعنی ایمان در هنگام دیدن باس و عذاب الهی نفع نکند وجای دیگر میفرماید
ولیست التوبة للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدهم الموت قال انی تبت الآن
وشاید که استدلال باین آیت صحیح تر وصریح تر آید چه احتمال دارد که مراد بربودن باس
در آیت سابقه مشاهده علامات قیامت وطلوع الشمس از مغرب باشد چنانچه بعضی مفسرین
این کریمه را بدان تفسیر کرده اند واین آیت اخیر که ما برخواندیم بصریح ندا میکند
بعدم قبول توبه وایمان در وقت حضور موت کما لایخفی وبدانکه از دلیل ومنصوص
که ذکر کردیم ظاهر شد که توبه از معاصی نیز در حالت باس مقبول نباشد ودر اینجا بعضی
علما را خلافی هست ولیکن ایمان باس وتوبه از کفر باتفاق واجماع مقبول نیست
اکنون لازم آمد که باجماع هست ایمان فرعون که در وقت ادراک غرق آورد مقبول
نباشد چه زمان ادراک غرق ودریافت این حالت زمان باس و یاس از حیات
ووقت اضطرار ست نه محل اختیار وهمین ست اختیار ومعتقد تمامه علمای مجتهدین
ومشایخ ومقتدایان امت واز هیچکس از ایشان خلافی در ان ظاهر نیست ولهذا وی
در زبان شرع وعرف اسلام همه جا مذموم ومقبوح وضرب المثل کفر واستکبار وعناد
آمده وچندین آیات قرآنی ظاهر بلکه نص در تکفیر وتقبیح وسوء حال ودوخامت مبدا
ومال اوست چنانکه فرمود فاخذه الله نکال الآخرة والاولی ومیفرماید فعصی
فرعون الرسول فاخذناه اخذا وبیلا وجای دیگر میفرماید واستکبر هو وجنوده فی
الارض بغیر الحق وظنوا انهم الینا لا یرجعون استکبار کرد فرعون ولشکر او
در زمین بناحق وگمان برداو ولشکر او که نمی آیند وبازگشت ایشان بما که قهار
ذوالبطش الشدید یم نخواهد بود چنانچه حال کافران ومنکران ست فاخذناه و

وجنوده فنبذناهم فی الیم پس بگرفتیم او را و لشکر او را و انداختیم و غرق کردیم
ایشان در دریا فانظر کیف کان عاقبت الظالمین پس ببین که عاقبت کار ظالمان
و متکبران و کافران که با خدا و پیغمبر خدا تکبر کردند و بجز امی آن در دنیا و آخرت گرفتار
آمدند و رسوا شدند چگونه ست وجعلناهم ائمة یدعون الی النار و گردانیدیم ایشان را
یعنی فرعون را و جنود او را امامان و پیشوایان گمراهان و کافران و دوزخیان که
دیگران را بکفر و معاصی و آتش دوزخ دعوت کنند و یوم القیمة لا ینصرون و در
روز قیامت یاری و نصرت داده نشود ایشان را و دفع کرده نشود عذاب از ایشان
بلکه مخذول و مردود و ابدی العذاب باشند واتبعناهم فی هذه الدنیا لعنة در دنیا
بردی و جنود وی لعنت کردیم و یوم القیمة هم من المقبوحین و در روز آخرت او و جنود او
از مذمومان و مقبوحان و مردودان باشند حالش اینست که دیدی و وصفش اینک
شنیدی دیگر با ایمان رفتن از کجاست و حسن عاقبت کدام اگر وی مسلمان و طاهر
و مطهر از دنیا رفته باشد هرگز او را اینچنین یاد نکردندی اگر او صاف دیگر از علو و
اسراف و ظلم و استکبار را بر احوال گذشته که در حالت حیات داشت حمل کنند
صورتی دارد اما اینجا میفرماید و یوم القیمة هم من المقبوحین و هیچ ذی انصاف
در عربیت نه پسندد که این ضمایر و کنایات را در این آیت مخصوص بجنود دارند
با وجود آنکه هر دو مذکور باشند صریحاً و قصداً و بالجمله هرگز معقول نیفتد که وی نزد
خدا مسلمان پاک و مومن صادق باشد و هیچ جا مدح او نگوید و بیان حسن خاتمت و
خیریت عاقبت او نکند و خبر ندهد که ما را بنده بود که در مدت عمر کفر و طغیان ورزید
و در آخر فضل و رحمت ما دستگیری حال وی کرد و بسلامت رفت بلکه همه جا مذمت
و ملامت او کند و تشنیع و تقبیح وی نماید و وی هیچ جا بصفت ایمان و عنوان
اسلام مذکور نشده الا در این آیت که میفرماید حتی اذا ادرکه الغرق قال امنت انه

لا اله الا الذی امنت به بنو اسرائیل و انا من المسلمین سباق و سیاق این آیه دلیل است
که چگونه است ظاهر ادای سخن در آنست که آن ظالم تمام عمر خود تکبر و اسراف و علو و علو
و کفر و طغیان ورزید و موسی و هارون علیهما السلام در حق وی و قوم وی دعا بهلاک
و عذاب الهی کردند تا دم آخر که از حیات مایوس شد و مشاهده عذاب الهی کرد بزبان
داد اسلام داد فرمان شد که اکنون اظهار ایمان و اسلام چه فائده کند که عنان اختیار
از دست رفت و چاره نماند آن همه کفر و فساد تو کجا رفت و تکبر و طغیان تو چه شد
امروز ترا در دنیا فضیحت و رسوا کنیم و مرده ترا از تک دریا برآریم و تماشاه و جای عبرت عالمیان سازیم
تا بدانند و عبرت گیرند که عاقبت کفر و طغیان و تکبر با خداوند رسول خدا فضیحت و رسوائی ست
در دنیا و آخرت چنانکه فرمود فاخذه الله نکال الآخرة و الاولی ان فی ذلک لعبرة لمن
یخشی و آنکه امراة فرعون گفت قرة عین لی و لک لا تقتلوه الآیه مجرد ظن و حسبان بود و
پروردگار تعالی در وی آن بود که موسی علیه السلام باین گمان و حسبان از دست آن ظالم
خلاص گردد و بهلاک نرود چنانکه اطفال دیگر با این حیله و فریب بود از آسیه
رضی الله عنها در استخلاص موسی علیه السلام از دست آن ظالم باطلاع دادن
حق تعالی آسیه را بر عاقبت حال وی علیه السلام بفراست بود یا الهام عاقبت
حال و غایت کار التقاط وی خود آنست که فرمود فالتقطه آل فرعون لیکون لهم
عدوا و حزنا ظاهر آنست که مراد حقیقت عداوت بود که در نفس الامر و عاقبت حال
باشد و هیچ پیغمبری با مسلمانان دشمن نبود اگر گویند مقصود دعداوتی ست که
در حالت حیات داشت گویم پس قرة عین بودن نیز درین حالت تواند بود آنچه
مفهوم قرآن مینماید آنست و الله اعلم باقی وقوع مذمت وی در احادیث و
اقوال صحابه و تابعین و علماء مشایخ متقدمین و متاخرین بحال خود ست اگر
مفهوم قرآن و اشارت احادیث و مقتضای آثار سلف ایمان و اسلام و حسن خاتمت

وی بودی اینهمه مشهور و ضرب المثل کفر و طغیان نشدی روایت ست که چون ابوجهل
لعین در غزوه بدر کشته شد آنحضرت فرموده صلے الله علیه وسلم مات فرعون هذه الامت
اگر فرعون مومن و طاهر و مطهر از عالم رفتی تشبیه ابوجهل لعین که بالقطع از اهل جهنم و
ارباب شقاوت و سوی خاتمت ست باوی درست نبودی اگر گویند تشبیه باعتبار
عتو و استکبار وی ست که در حالت حیات داشت گوئیم هیچ جا در زبان شرع و لغت
و عرف دین نیامده ست که یکی را بعد از صحت توبه و حسن اسلام باعتبار حالت
سابق که در کفر و عصیان داشت مثل سازند و شبیه به گردانند لان الایمان
یجب ما قبله چندین از رؤسای قریش که مدت عمر در کفر و عداوت آنحضرت صلے الله
علیه وسلم بسر بردند و در آخر ایمان آوردند و با ایمان رفتند هرگز در شرع باعتبار
حال سابق مذمت و تشنیع ایشان مذکور نشده خصوص در قرآن مجید با این کثرت
و اشتهار و تغلیظ و تشنیع که در باده فرعون واقع شده ست و هیچ یکی از مشایخ
طریقت نسبت ایمان و اسلام بفرعون نکرده مگر شیخ محی الدین ابن عربی در کتاب
فصوص و این قول یا مبنی ست بر قبول ایمان یاس و معلوم شد که این خلاف اجماع
ست یا نفی یاس از فرعون و یقین ست که حالت ادراک غرق حالت یاس و حلول
موت ست بخلاف مبادی غرق که آنرا ادراک غرق نتوان گفت الا بمجاز و فی لقاء موت
ادرکه لحقه و لحوق غرق در حالت غرق و اتصال آن بوی بود و بعضے از مفسران
گفته اند که این کلمه در دل خود گفت بعد از غرق شدن و شیخ نیز در فتوحات بکیه غایت
تشنیع و اشد تکفیر او را کرده و گفته که دوزخ را درکات ست بعضها اشد من بعض و در که
از درکات وی هست که برای اهل عتو و استکبار بر رب العزت که اشد و اغلظ انواع
کفرست آفریده اند مثل نمرود و فرعون و اشیاع ایشان اما درین کتاب یعنی فصوص
برخلاف آن گفته ست میگویند که مقصود ایشان اینجا بیان محتمل آیه قرآنی است

حتی اذا ادرکه الغرق قال امنت الآیة تحقیق مذهب و معتقد ایشان همان ست
که در فتوحات بیان کرده اند و الله اعلم و بر تقدیری که مذهب و اعتقاد ایشان ایمان
فرعون بود دیگری را چگونه عقد قلب بدان صورت بندد با وجود مخالفت تمامه علماء
و مشایخ اینجا محل حیرت ست غایت کار تغافل و اغماض ست و تکلف در توجیه و تطبیق
قول ایشان بآن نه آنکه قول ایشان را مصادم و معارض اقوال تمامه اهل دین و ملت
دارند و همین را مذهب گیرند و اعتقاد کنند و از همه جانب چشم پوشند آخر عصمت
در غیر انبیا نیست اگر در یکجا خطائی رود چه نقصان دارد و چندین ائمه مذاهب که
مقتدایان دین و متبوعان اهل عالم اند چندین جا خطا در اجتهاد کرده اند اگر در یک
مسئله از ایشان نیز خطا رود چه شود و هیچ منافی کمال نیست و اگر تقلید و اتباع ست اتباع
اهل فتوی و حل و عقد ملت در امثال این امور بهتر ست و باحتیاط نزدیکتر اگر گویند که
ایشان از ارباب کشف و یقین اند و هر چه گفته اند از روی کشف گفته اند و چندان
حقایق و دقایق در معارف و مواجید از ایشان بظهور آمده که با وجود آن تطرق
خطا امکان ندارد و هر چه شیخ درین کتاب گفته ست بی تفاوت و زیاده و نقصان
از حضرت رسالت ست صلی الله علیه و سلم این حکایت دیگر ست اینجا دم نتوان زد
و الله اعلم بکنه معنی هذا الکلام حقایق و احوال و مواجید ایشان بحال خود ست و سخن اینجا
در دلیل شرعی میرود و این قدر معلوم ست که انسان از سهو و نسیان خالی نبود
و عصمت خاصه انبیاست آخر شیخ در فتوحات میگوید هیچ آیتی بخلود عذاب در دنیا نیافته
و وصول نار مستلزم عذاب نیست و حال آنکه در مواضع متعدده از قرآن واقع شده
ست در سوره مائده آمده و فی العذاب هم خالدون و در سوره فرقان فرموده
و یخلد فیه مهانا های کنایت در فیه راجع بعذاب ست و در سوره الم تنزیل السجده
و ذوقوا عذاب الخلد و در سوره زخرف ان المجرمین فی عذاب جهنم خالدون و اگر

انچه ایشان گفته اند همه از روی کشف و یقین ست پس در فتوحات حکم بکفر فرعون از شد کفر
چه معنی دارد و اللہ اعلم و بالجمله نصیحت انست که در معتقدات و احکام کفر و ایمان از سواد
اعظم بیرون نباید رفت و تابع ایمه مجتهدین باید بود و در آداب و اخلاق تابع مشایخ
حسن ظن و اعتقاد برین طایفه داشته توجیه و تطبیق اقوال ایشان یا کلام علما و
مجتهدین باید نمود و اللہ الموفق و ملهم الصواب و شیخ ابن حجر مکی هیثمی در کتاب زواجر
ذکر کرده ست که علما را امت و مجتهدین دین از ین آیت فلم یک ینفعهم ایمانهم لما رأوا
باسنا اجماع کرده اند بر کفر فرعون و بر تقدیر تنزل شک نیست در انعقاد اجماع
بر آنکه ایمان باللہ با عدم ایمان برسول وی صحیح و معتبر نباشد پس بر تقدیر تسلیم صحت
ایمان فرعون باللہ تعالے ایمان وی بموسی علیه السلام وجود نیافته و درین آیات
بدان تعرض نکرده پس این ایمان وی نفع نکند اگر کافری هزار بار بگوید اشهد ان
لا اله الا اللہ الذی امنت به المسلمون مومن نگردد تا نگوید وان محمد الرسول اللہ
و اگر گویند که سحره فرعون نیز تعرض بایمان موسی علیه السلام نکردند و با وجود آن
ایمان ایشان مقبول افتاد جوابش آنست که ممنوع ست که سحره بدان تعرض نکردند
هرگاه که گفتند رب العالمین رب موسی و هارون در ضمن اضافت رب موسی و
هارون ایمان بموسی نیز وجود یافت بخلاف قول فرعون که گفت الذی امنت به
بنو اسرائیل با آنکه ایمان سحره ایمان بخدا و معجزه موسی بود ایمان بمعجزه رسول حین ایمان
برسول ست پس ایشان صریحا ایمان بموسی آوردند بخلاف فرعون که در کلام وی
اصلا ایمان بموسی مذکور نشده نه بصریح و نه باشاره بلکه ذکر بنی اسرائیل نه موسی
با وجود آن که رسول اوست اشارة میکند بآنکه هنوز بموسی کافر ست و در مقام
عناد و استکبار ست و اگر گویند که از بعضے صوفیه نقل کرده اند که ایمان نزد معاینه
عذاب نافع ست پس ادعای اجماع بر کفر فرعون جایز نباشد چه منبای تکفیر وی این

مسامحت است پس چون در انجا خلاف ست اینجا نیز باشد جوابش آنکه بر تقدیر صحت نقل
این سخن از صوفیه اهل اجتهاد که بر قول ایشان تعویل و اعتماد باشد و مخالفت ایشان
منع انعقاد اجماع کند بر ما وارد نشود و در قول ما بانعقاد اجماع است بر کفر فرعون ضرر
نکند زیرا که میگوئیم که حکم ما بکفر فرعون نه تنها از جهة عدم اعتبار ایمان باس ست
بلکه از جهة عدم اعتبار ایمان ست بالله تعالی بجهة عدم ایمان برسول وی موسی علیه السلام
و اگر گویند که ابن عربی بصحت ایمان اضطراری قایل شده و بایمان فرعون رفته است
جوابش آنکه این سخن از ابن عربی مسلم و مقرر نیست و عصمت از خطا مخصوص انبیاست
و آیة قرآن و حدیث صحیح صریح اند در بطلان ایمان باس و بعد از وجود آیت و حدیث
النفات بتاویل کسی نتوان کرد و تفسیر ائمه از صحابه و تابعین و مجتهدین که بعد از ایشان
باموافقت حدیث و اجماع کفایت میکند در مقصود و چون ثابت و واضح گشت که ایمان
باس صحیح نیست ثابت شد که ایمان فرعون نیز ثابت نیست با وجود آنکه الله تعالی گفته
که ایمان باس صحیح ست عدم صحت ایمان فرعون باقی ست از جهة عدم ایمان او
بموسی و هارون این ترجمه کلام شیخ ابن حجر ست در کتاب زواجر و الله اعلم بالبواطن
والسرایر و الصلوات و السلام علی سید الرسل الصادق المصدوق محمد و آله و صحابه و اتباعه اجمعین

الرسالة الثلثون وجود الفنائی احدیة الذات بالغیبة عن جمیع الجهات

لا اله الا الله محمد رسول الله

روزگاری دراز شد که جلوه محبوب ازل با بندگان بلطفهای نهانی و معامله بناز
و عتاب شکست و برهم ریخت بنای کارخانه وجود میرود و سطوت و عزت محبوبی
اقتضای ابتلا و امتحان میکند قاعده درین سال نازد که شیمه محبت برنگ دیگر ست
و ظهور قدرت و سطوت غلبه دیگر دارد و دست تقدیر پنجه امکان بشریت را چنان برهم
پیچیده و در زمین بیمار و خواری افگنده ست که از هیبت و لرزه آن تاب نشستن و مجال

ایستادن و بجال سکون و آرام آمدن تنگ و تیره گشته و فراهم آمدن حال جمعیت
بال از محالات عادی شده بار خدایا آخر اینها عاد و ثمود نیند که بصرصر قهر و صیحه غضب
شان هلاک کنی و استیصال نمائی امت مرحومه محمدیه اند بفضل و رحمت خود کرده و
بایشان وعده بکرم و فضل و آسانی رفته ست اینهمه سختی و تنگ گرفتن چیست
تا نی غلطم اینهمه کرشمهاے محبوبی ست و معامله محبت و مقدمات تربیت بصورت
اگرچه سختی رود در معنی همه آسانی ست مقصود تعرف و تربیت ست یعنی تا مدانند
و شناسا شوند که قدرتی دیگر و عالمی دیگر هست که در آنجا جز عجز و حیرانی و شکستگی
و ناتوانی صورت نه بندد و از حول و قوت خود برایند و از هستی و صفات آن عاری
شوند شرح این سخن بسطی طلبد کشاده تر ازین بگوئیم بدانکه پروردگار تعالے و تقدس
دو صفت دارد جمال و جلال و لطف و قهر هریکے نیز ازین آشکارا بود و نهانی گاهے
لطف آشکارا کند و نعمت و راحت بخشد و در ضمن آن قهر نهان سازد حال عامه
خلایق این بود لاسیما اهل کفر و عصیان و گاهی قهر آشکارا نماید و بلا و محنت
فرستد و لطفهاے نهانی در وی پیدا بود غالب حال اهل خصوص و طالبان قرب و
دوستی و شناسائی اینست معامله اینکار خانه همچنین رفته ست دم زدن که چرا چنین
رفته و چون شده گنج ندارد و مطلوب جناب اقدس از بندگان بحکم فاحببت ان اعرف
شناسائی اوست باسماء و صفاتی که او راست شناسائی وی سبحانه حاصل نگردد
مگر به شناسا گردانیدن او بندگان را بخود و شناسا گردانیدن او بخود و ببسط
و بث آیات و شواهد بود در انفس و آفاق و مقصود اینجا ذکر معرفت انفس است و
حصول آن بنظر و تامل بود در انچه بفرستد وی تعالے بر آدمی زاد از نوازل قدرت
و ایراد کند از احکام ارادیه و آن دو قسم بود انچه موافق شهوت و هواى بندگان
افتد آنرا بحکم عرف و نظر ظاهر عطا خوانند و انچه مخالف هواى نفس ایشان بود

منع گویند و در عطا صفات لطفیه از جود و کرم و فضل و احسان و منت و عطف مشهود
گردانند و در منع صفات قهریه از جبر و عزت و کبریا و جلال و استغنا و عظمت و سطوت
بنماید اصل مطلوب که معرفت ست در هر دو صورت حاصل ست بلکه در صورت قهر
اتم و اکمل که بقهرمان عزت و عظمت بنده از همتی و صفات خود محو و مضمحل گردد و در لطف
بخود مشغول و متوسل و آنرا که شهود منعم و محبت وی ذاتی ست در هر دو حال بیک منوال بود

ع عاشقم بر لطف و بر قهرش بجد * ای عجب من عاشق این هر دو ضد * اما
پاسبانی فقر و نگاهداشت وی و فنای بشریت و ضبط نفس قوی تر بود از دریچه
این سخن نظری بار حجیت فقر می افتد و اگر تمام باینجانب رویم این سخن که در وی
افتادیم از ربط برافتد سخن اینجاست که لطف باری عز شانه گاهی آشکارا بود
و گاهی نهانی و لطف نهانی چنانکه دانی در طور محبت خالص تر و بخلوت حقیقی
با محبوب نزدیکتر بود که وجود بیگانه را بوی راه نبود و جز حقیقت لطف را احتمال
ندارد و لطف ظاهر بر بیگانه نیز افتد و در حقیقت از باب لطف نبود شاید مکر و استدراج
بود و چون هر چه از محبوب رسد نعمت و عطاست در هر دو صورت یعنی در قهر
و لطف شکر نعمت واجب بود و چون این مرتبه والاست و دست همت بشریت
ازان کوتاه باری کم ازان نبود که صبر کند و خاموش نشیند و دم از بخط نزند و بداند که
وی جل جلاله دایم اللطف ست بر تمامه مخلوقات نه که گاهی لطف او منقطع بود
و قهر محض بوجود آید پناه بخدا اگر قهر محض متوجه گردد یک جانور بر زمین نجنبد
و یک ستاره بر آسمان نمی درخشد و یک قطره در دریا نجوشد و یک برگ بر درختان
نلرزد و یک سنگریزه بر کوهها برپا نبود جلوه لطف اوست که هستی عالم بدان
برپاست اگرچه کرشمه قهر در جانب نیستی و برکندن بنیاد این خانه ست و نظر بحقیقت
گاهی قهر نیز سبب بقاء انتظام کارخانه حکمت افتد و ماده فساد را از محل اصلاح جدا

گرداند و درخت وجود را از شاخهای بی بر اصلاح بخشد تا اثر اراده لطف که بصلاح دارد بظهور
رسد باین معنی تمامی کارخانه ربوبیت وعبودیت بر امتزاج لطف و قهر است و هر دو دایم
ولازم و تمامه بندگان بلکه سایر موجودات را عام و شامل ازینجا گفت آن مرد عارف
که دوزخیان در دوزخ ملطوف باشند اگرچه مرحوم شان نتوان گفت یعنی اگر بعذابی
عظیمتر از انچه کرده تعذیب کردی توانستی لطف اوست که بکمتر ازان کرد باین
گفتار فرقی میان لطف و رحمت پیدا آمد صاحب فن لغت داند که معنی لفظ لطف
از ماده وی و از مقابلت معنی ضد وی متعین گردد ماده لطف مبنی از رفق و نرمی بود
و ضد وی از قهر و درشتی و سختی و ضد رحمت غضب آمد و متعلق رحمت محل محبت و رضا
آمد و چون رضا آمد آزار برخاست اینجا عذاب کجا بود ۵ و عین الرضا من کل عیب
کلیله + قول وی سبحانه قل فلم یعذبکم بذنوبکم دلیل آنست و لطف را رضا لازم نبود گاهی
با وجود بی رضائی نرمی نیز کنند و هنوز ماده غضب باقی ست و رحمت در دنیا
عام بود و در آخرت مخصوص با اهل آن خانه که بهشت نام اوست فهی رحمة الله هم
فیها خالدون و ازینجا گریخت آن مرد که دوزخی را مرحوم گوید الله لطیف لعباده عباد
در اینجا شامل مومن و کافر ست زیرا که فرمود و یرزق من یشاء و رحمت جز نسبت
بمومنان یاد نکرد و آنکه گفت ورحمتی وسعت کل شئ مراد رحمت وجودی و افاضه
توابع و لوازم آنست بدلیل عذابی اصیب به من اشاء آخر این سخن راجع بنزاع لفظی
نقش گردد و مقصود آنست که پروردگار عالم را با بندگان خود لطفهاست ظاهر یا خفی
و سر رشته مصلحت در دست قدرت و حکمت اوست تعالی شانه و عظم برهانه سخن
درین لطف خفی بود که درین روزگار خوان نعمت آن پنهان کشیده و کمتر کسی را ازان
محروم گذاشته اند تا هر کسی بقدر استعداد حال و حوصله فهم عن الله نصیبه از نعمت معرفت
بردارد و در عموم این بلا و شیوع این ابتلا در ای آن حکمتی دیگر نیز روی مید هد که

ان نیز جانب لطف می پرورد یعنی اگر این همه بلا بر جماعه مخصوص افتادی بسی سخت
بودی و در زیر بار آن پست شدندی و تمت کرد و شایع ساخت تا بار یکتر شود و
بهر کدام اندکے ازان برسد این نیز لطف خفی بود و هو ظاهر و اگر نیز بر بعضے گران افتاد
و بهلاک انجامید دران نیز مثل این حکمت و مزید اجر گذشتگان و زیادت عمر باقی ماندگان
تواند بود ۵ صد هزاران طفل سر ببریده شد + تا کلیم الله صاحب دیده شد و چون
ازین نعمت بی کران این گدای ریزه چین خوان کرم را نیز نوالہ نصیب شده بود بحکم اما
بنعمة ربک فحدث ازان نیز سخن رانم بدانکه صولت صرصر قهر و ابتلا چنان پای صبر
و سکون را از جای در آورده و بر بستر هلاک افکنده بود که اگر وثیقه اجل معلوم بضمانت
مهلت نمی ایستاد برخواستن ازان بحیات و حرکت ارادی از مقوله محالات عادی
می نمود و اگر قوت الطاف الهی دستگیری نمی کرد و قوت نمی بخشید از هم پاشیده و
از دست رفته بود و اگر ورود انوار متوالی نمی شد و کشف ظلمات طبیعت نمی نمود نجات
از وقوع در تهاوی بعد و غفلت امکان نداشت بحمد الله که در ابتدا حال با مداد
نورانیت جمال محمدی صلی الله علیه وسلم غذای روحانی از رواج الوان نعمت ابیت عند
ربی در ذهن جان رسانیدند که قوای جسمانی را تازه ساخت و ماده قوت و قوت
ایام نقصر و فاقه شد و در آخر بسطوت سلطان قدرت چنان شد که تمام از خود غایب
ساختند و چیزے از آثار هستی فرو نگذاشتند و نقوش کائنات انفسی و آفاقی از لوح
ادراک تمام بزدودند و بجالتی مشرف ساختند که بزبان نطق و تعبیر بیان آنحال
محال باشد و بجای بردند که هرگز آنجا را باین کیفیت ندیده و بدان نرسیده بود
چه گوید که آنجا چه بود هیچ نبود بجز احدیت حق و هستی مطلق اگر گوئی هستی مطلق مدرک
نشود و در یافته نگردد و هر چه مدرک گردد و در یافته شود حادث بود و صورتے بود
حاصل در ذهن و محاط آن از جمله عالم بود گوییم که این سخن حق صرف ست بیمن هیچ شک

وریب چه مدرک جز صفت نباشد و ذات مدرک نگردد و معنی ذات همان که مدرک نگردد و صفت
بر ذات پرده بود و هرگز این پرده ها بنهایت نرسد اگر یک پرده از شهود برافتد پرده
دیگر بنشیند اینجا پرده نشستن و پرده برداشتن یکی ست ولیکن من نگفتم که درین
حال ادراک بود و دریافت بلکه گفتم احدیت حق بود و بس و هیچ نسبت درمیان نه
هو و او و هست و مانند این الفاظ مطابقتی بان معنی دارند و اشارتی بدان تواند
نه اشارتی که تعدد و مشیر و مشار الیه در انجا بود و اگر شهود یافت و وجود اثبات کنند
اما نه بمعنی نسبت بین الاثنین گنجایش دارد آخر ذات حق علم دارد و علم غیر ذات نه
و تعددی درمیان نه اگر علم و حضور خود بخود بس باشد چرا نباشد مضمون این بیت
مگر اشارتی باین معنی تواند بود ۵ در راه خود اول ز خودم بیخود کن + وانگه بیخود ز خود
بخود راهم ده + بالجمله وجدانی بود لذیذ که ذوق و وجدان از بیان چونی و چگونگی آن
عاجزست و انچه در وجدان در آمده نه بچون و چگونه عرف من ذاق و من لم یذق لم یعرف
زیاده برین چه تعبیر کنم اینهمه گفت و گو نه در انحالتست اکنون آنرا بیاد می آرم و ازان
حکایت میکنم مثل خواب خوشی دیده یا لذت شکری چشیده بیاد آرد و ازان تعبیر کند
انحالت را تصور میکنم و گرد آن خیال می بینم و میگویم و هر چند گویم و شرح دهم مبهم تر و پوشیده تر
گردد سخن دیگر گویم که مبهم تر و بیان آن بروش زبان علم نزدیکتر ست تو سوال کن من
جواب آن بگویم سوال درویشان شهود ذات و تجلی ذاتی و محبت ذاتی و امثال این
کلمات میگویند معنی آن چه باشد و مقصود ازان چه بود و اشارت به چیست و تو خود
نفی شهود و دریافت و سائر نسب و اعتبارات کردی جواب انچه ما گفتیم نیز سخن درویشان
و قرار داد ایشان ست تو جمع و توفیق میان این دو سخن به طلب تا بگویم درمیان و
انچه توانم گفت بشنو مقرر عرفای محققین ست که دریافت ذات بچون و بچگونه حق و
ادراک کنه ذات مطلق وی عز شانه حاصل نبود بلکه ممکن نه و صحت این حکم از عنوان

محکوم علیه ظاهرست چه هرچه اندیشه کنند و ادراک نمایند صورت و مثال بود و صورت
و مثال بچون و بچگونه نبود و مشایخ گفته اند قدس الله تعالی اسرارهم هرچه خلق بافهام
و اوهام ادراک نمایند و علوم و عقول بدان احاطه کنند و هر حقیقتی که مکشوف شود و هر جمالی
که مشهود گردد و هر کمالیکه مدرک بود و هر نوریکه تجلی کند و بهرچه تعبیر کنند و خبر دهند و اشارت
نماید و هرچه علم و معرفت بدان منتهی گردد و عقل حصر نماید و وهم برسد و هرچه بر خلق ظاهر
و مکشوف شده و تواند و امکان دارد که ظاهر شود همه شواهد وجود ظهور حق و انوار ذات
و صفات حق اند نه حقیقت حق و عین ذات او تعالی و تقدس و ذات حق ورای آن
همه است و منزه از ادراک عقول و متعالی از احاطه افهام کل ما خطر ببالک او یتجلی فی
فی خیالک فالله وراء ذلک ؎ هرچه اندیشی پذیرای فناست + انچه در اندیشه ناید
آن خداست + و ازین سخن لازم نیاید نفی انچه اثبات کنند از شهود ذات و تجلی ذات
و محبت ذات حاشا سم در اینجا اثبات ست و هم نفی نفی انچه نیست و اثبات انچه هست
و بحقیقت سخن راست آن بود که هست را هست نماید و نیست را نیست یعنی حق را حق
و اناند باطل را باطل گرداند معرفت شناختن ست هر چیز را چنانکه هست شناخت
کنه ذات حق و بچگونگی وی بدانست آنگه شناسد که ویرا نتوان شناخت ؎
العجز عن درک الادراک ادراک و البحث عن سر ذات الله اشراک اینجا شناسائی
اگر هست باسمار و صفات و افعال ست و آن نیز نه کنه چه کنه هیچ چیز معلوم نیست
اسمار و صفات حق چه باشد و لیکن شهود را گاهی اضافه بذات کنند و تجلی را نیز
بوی نسبت دهند و شهود ذات آن بود که وجه همت و قبله محبت و مرمی بصیرت
و نظر باطن متعلق قلب و آرامگاه سر ذات حق گردد و کثرت و تعدد صفات از نظر
توجه و تعلق وی برافتد و این مستلزم ادراک و احاطه و دریافت ذات نبود لاجرم
ذکر باطن وی الله بود معرا از وضع عربی و فارسی و جز آن و اگر در ملاحظه این معنی نظر بر مفهوم

مقید بصفت معبودیت چنانچه اهل ماده اشتقاق اوست یا بجا معیت صفات بکمال
چنانکه لازم مفهوم اوست افتد بالاتر ازان کلمه هوست که مشار الیه بدان جز ذات بحت
وهویت صرف نگردد و با هیچ صفتی و مفهومی دیگر تلبس ندارد و اگر نظر صاحب این مقام
بناگاه در مرات صفتی از صفات افتد مطمح نظر شهودش جز ذات نبود و مرات از نظر
ساقط معنی قادر حیثیت ذاتیکه صفت قدرت دارد و عالم ذاتی که مرا و را علم بود دیگر
باشد که تعلق علم و نظر یافتش بهمین صفات و تعدد ان بود و از شهود وحدت ذات
زاهل الا بتعاد اجمالاً و اگرنه سابقه علم بدان میبود که اینها صفات یکذات اند در بادی
نظرش چنان در آمدی که اینجا ذوات نیز متعدد و هستند و دیگری باشد که مطمح نظر و متعلق
توجه او جز آن ذات واحد نبود و تعدد صفات و مراتب شان از نظر بصیرتش ساقط
و در تمامه عدد اسماء حسنی مشهود بصیرت و ملحوظ نظر وی واحد شهود ذات این بود اگرچه
در نیصورت نیز صفت پرده ذات اوست و این پرده در میان ست ولیکن ذات را
در پرده می بیند یعنی توجه و تعلق وی بان ذات ست که در پرده ست و فرق است
میان آنکه پرده بینند یا در پرده بینند لو کشف الغطاء ما ازدد ت یقیناً مگر اشارت
باینمعنی ست یعنی پرده حاجب و مانع از شهود ذات نیست و مطلقا از نظر بصیرت ساقط
مثلا یکی را محبوب در پرده ست تعلق قلب و قبله توجه او همان محبوب ست که در پرده ست
نه پرده که او در دست و این هر دو حالت در آئینه محسوس که صورت دران نگرند
موجود بود شهود ذات در آئینه بصفت همبرین قیاس کن و تجلی ذاتی نیز همین بود الا
آنکه شهود را نسبت به بنده کنند و در وی ظهور عظمت و کبریا و محبت بود و تجلی
منسوب بحق افتد و در اینجا نورانیت و انکشاف و جمال محبوب پیدا بود چنانچه در مثال
محسوس شاهد آئینه بیننده را گویند و متجلی آنرا که در آئینه مینماید اینجا هر دو سخن موافق آید
ادراک و احاطه و دریافت منتفی شد و توجه و تعلق و حضور ثابت نگفتم که متوجه ذات

ادراک و احاطه کنه ذات کند و ذات را بی پرده بیند این گفتم که قبله توجه و تعلق و مرمی همت
و ملحوظ بصیرت وی ذات مجرد ست که در لباس صفات مشهود ست این سخن با سخن نخستین
نقیض نیفتد و اگر گوئی پس چون ادراک ذات حق محال و توجه شهود و جز به بصیرت نه وعده
دیدار بچشم سر که در آخرت ست چیست و چگونه ست جوابش آنکه قیاس کار دنیا بر احوال
آخرت راست نیاید اینجا حوصله بصیرت تنگ و پرده های ظلمانی و نورانی بر هم نشسته
و مدرکه در مضیق جهات محبوس و محصور گشته تا آنجا که فسحت و نورانیت و انکشاف دیگر است
تفاوت بسیار ست آنرا برین قیاس نتوان کرد خود کدام چیز دنیا با آخرت می ماند آن وسعت
و بسطت که بهشت راست و آن قوت و احاطه که اهل بهشت راست کجا در حوصله
ادراک و قیاس این عالم میگنجد و اذا رایت ثم رایت نعیما و ملکا کبیرا و هم از تنگنای دنیا ست
که جزای بندگان دران عالم نهاده اند که اینعالم گنجایش آن ندارد دیگر انچه در سنت
واقع شده همین قدر ست که خدا را عزوجل در آخرت به بینند آنجا این تدقیق تجرد ذات
و اطلاق هستی مذکور نیست مبنای آن بر عرف ست و در عرف هر که ذات را باصفات
بیند بیشک گویند او را دید پرده بودن صفات و احتجاب ذات در سطوت انوار عظمت
و جلال آنجا ملحوظ نیست تو اگر جسمی را بینی سیاه یا سفید دراز یا کوتاه نشسته یا ایستاده مثلا
با چندین صفات متعدد و متکثر که دارد بگوئی که او را دیدم و دریافتم و انچه فلسفی گوید
مرئی اعراض ست و علم بچیم باستدلال عقل ست یا وهم ست نظر بعرف و آنکه عرفای
صوفیه میگویند که ذات بحجب مدرک نگردد و در حیطه خیال نه آید حقیقتی ست که بیان
کردند برای اظهار عجز از معرفت ذات حق و علو و تنزه و تقدس او از احاطه ادراک
خلق بوی این بوعده دیدار آخرت بران وجهی که مذکور شد منافات ندارد و تا آنجا
این آمد که ذات حق جل و علا در آخرت ببصیرت توان دید خواه بجهت خاصیت
ان نشاره یا بنا بر عرف و آنکه بدیدن ببصر خبر داده اند بجهت آنست که آنجا بصر را

صفت بصیرت بخشند و ظاهر را برنگ باطن برارند و شرایط و خواص که در رویت بصری
واقع ست سقوط پذیرد و مکان و جهت و مقابله و قرب و بعد حکم عدم گیرد و بعضے از عرفا
گفته اند که ما بیقین میدانیم که دیدن و دریافتن حق به بصیرت ست و چون شارع
خبر داد که بصر را در آنجا مدخلی خواهد بود امنّا و صدّقنا اگر میگفت که چنین شمارا یا قفار شمارا
دگوش و دوش شمارا دخل خواهد بود نیز قبول میکردیم و ایمان می آوردیم یعنی صفت
بصیرت را در هر عضو که پیدا کند تواند چه سببیّت بصر و بصیرت همه عادی ست و جعلے
و ابصار بخلق قادر مطلق ست تعالی شانه بهر چه نماید توان دید و الله اعلم و صل
هان ای قلم ساعتے بایست و چندین تیز مرو و نفس راست کن و عنان گردار و روش
خود را مگذار و بی تحاشی جولان مکن که مجال سخن تنگ است اینهمه حقیقت گوئی چیست
برسر قصه خود رو و بگو که حال چیست حال نیکوست و الحمد لله علی کل حال آخر تو خود قیاس
کن که چگونه بود حال درمانده حیران اسباب سفر اماده نساخته و توشه راه برنداشته
که یکایک آواز طبل رحیل بشنود و در روار و سفر افتد و بی قوت پای رو براه نهد الحمد لله
که زاد امید در کمر بسته بر راحله توکل نشسته رو براه وطن اصلی و شوق دیدار دوستان
حقیقے دارد و بالجمله قصه اینست که یکبار بهیبت و صلابت تمام آواز کوس رحیل شنیده
و بعد از نشستن دبدبه آواز این کوس آوازهای بلند تر ازان مثل آواز طبل غازی
مانند چیزی نیز شنیده منتهی سفر گشته برد و پای نشسته ست تا چه فرمان رسد الآن
یکپاره زمان میگذرد که آن آوازها را فرو نشسته می بینم و ندای و صدای ازان نمی شنوم
تا واقع چیست یا غفلتے بحال طبّال که رو نیست طریان آن بروی راه یافت یا بکندن
اطناب و برداشتن خیام و سواری سفریان و برخواستن راهیان منتظر مانده یا توقفی
از حضرت سلطان در حکم سفر و مهلت روزی چند واقع شده کیفیت حال تردد و حیرانیست
تا چه حکم شود اگر حکم سفر در رسید بسم الله اخترت الرفیق الاعلی و اگر چند روز مهلت است

الحمد لله علی نعمة الله و بر تقدیر مهلت و توقف سفر چیر انست که یارب این چند روزه عمر
مفت بدست آمده را چه کند و این غنیمت بیرنج جهاد در سیده را کجا نهد و ای اگر
اینهمه تنبیهات و تحذیرات را دیده و شنیده باز بر بستر غفلت افتد و هم آغوش نفس
و طبیعت گردد و براه خلاف رود و اما بحکم لو رد و العاد لما نهوا عنه باز می بینم نفس و
طبیعت را که بر سر کار خود میروند و در چیز خود می نشینند و اینحال گذشته را کان
لم یکن و نسیا منسیا می انگارند مگر سرشت آدمی زاد چنین افتاده و طبیعت وی چنین
سرشته اند بزبان دیگر بگویم تقدیر الهی چنین رفته و قضای وی چنین نشسته
تبدل و تغیر تقدیر ممکن نبود و حکم قضا دیگر گون نگردد جف القلم بما هو کائن الحمد لله
علی کل حال و اعوذ بالله من حال اهل النار عاقبت بخیر ست ان شاء الله تعالی
و آخر دعوهم ان الحمد لله رب العالمین و صلی الله علی سید المصطفی الامین المبین
و آله و صحابه و اتباعه اجمعین ۞

الرسالة الحادثة و التلمیون سلوک طریق التعلیم ببیان حقیقة الرضا و التسلیم

لا اله الا الله محمد رسول الله

نعمتهای الهی که بر بندگان خود افاضه نموده ست غیر متناهی ست و حصر و احصای
اجناس و انواع آن از احاطه عقل و حیطه وهم و خیال بیرون ست چه جای افراد و اشخاص
آن و اگر فرضاً جزوی از نعمتهای حسی را چنانچه اکل و شرب مثلا تصور کنند و در اسباب
و آلات و اطوار و احوال آن تامل و تدقیق نظر نمایند مشکل که سر از ان برآرند و استیفا
و استقصای آن توانند نمود و محبوب و مرغوب ترین نعمتها بعد از ایمان و یاد داشت
پروردگار تعالی عافیت ست و عافیت اگر بمعنی امن و سلامت از جمیع آفات
و مکروهات ظاهر و باطن اراده نمایند خود شامل تمامه نعمتهای دنیا و آخرت افتد و لیکن
معنی ظاهر و متعارف وی که تندرستی و صحت بدن ست نیز نعمتی هنی و دولتی گوارا ست

عافیت الا

ومنشا و مدار استقامت احوال و باعث و موجب صدور افعال و اعمال اوست چنانکه
گفته اند دین درست و تندرست و گفته اند ؎ یا الٰهی تو تندرستی ده + کز همه چیز
تندرستی به + و هرچه هست از عیش و کامرانی دنیا و افعال و اعمال دین مبنی بر وجود عافیت
و تندرستی ست لغم اینجا طائفه هستند که بلا و نعمت و مرض و صحت و رنج و راحت و نیست و هست
نزد ایشان یکسان شده و معنی عافیت نزد ایشان سکون قلب مع الله ست در هر چه
دل با خدا آرام گیرد و برقرار بود عافیت ست چه بلا و چه نعمت اگر دیگران را قرار و آرام
منحصر در نعمت و راحت ست ایشانرا در رنج و بلا همین حال ست ؎ راحت و صلت
برای خود پرستان ده که ما + با بلا و محنت هجران تو خو کرده ایم + و غالبا معنی
یکسان بودن بقای نسبت و شهود منت ست یعنی آن نسبتی که با خدا دارند و
یقینی که بفعل و اراده اوست باقیست در راحت و نعمت مشاهده لطف و انعام
او می نمایند و در بلا و محنت نظر بر قهر و جلال او دارند اما آنکه تشویش در وقت و تغیری
در حال پیدا نشود و خلل در کارخانه وجود نیفتد و هر دو حال تمام مساوی بود معقول
حال ما نمی افتد اینقدر هست ؎ بهر جا که باشم خدا و المنت + بهر گوشه کافتم ثنای
خوانمت + گر پیش تو ام ذوق وصالت دارم + ور مهجورم یاد جمالت دارم + در ناخوشی و خوشی بهر حال که هست + فارغ ز تو نیستم خیالت دارم + مدار بر تفاوت احوال و
سختی و نرمی محنت و ابتلاست تا بلا چه قدر بود و حال هر کس چه مقدار باشد و الله اعلم
بحقیقة الحال و صل صبر بر بلا و رضا بقضا دو مقام اند که سلمانا نرا لاسیما اهل خصوص
و قرب ایستادن در بین دو مقام واجب ست و فرق در صبر و رضا آنست که در صبر
تلخی و کراهتی هست که طالب بتکلف خود را بر تحمل شداید و مکاره و برداشت ثقل بلا
وا میدارد و بزور بران میدارد و چون بصبر خو کرد و عادت شد ترقی کند و پای در مقام
رضا نهد ؎ صبر تلخست و لیکن بر شیرین دارد + اینمعنی دارد اگرچه جزای صبر که

فرق در صبر و رضا

فوز بہ غیبت و وجود فرح ست در دنیا و آخرت نیز شیرین ست و در رضا سکون و
آرام ست ... کہ تکلف را بدان راہ نبود و بعضے گویند بلکہ حلاوت یابد و بلا را لذید
شمارد و مقام رضا بسی مقام عالی ست و بالاتر ازان مقامی در مقامات سلوک نیست
چنانکہ در احوال بالاتر از حال محبت حالی نہ و رضا ہم از محبت خیزد و ہر چند محبت غالب
رضا قوی تر از اینجا گفت آنکہ گفت الرضا وجدان الحلاوۃ فی البلاء اما اینجا نکتہ ایست
کہ بعضے محققین گفتہ اند کہ رضا از مقامات قلب ست یعنی اگر قلب برقرار بود و از تقلبی
صفت او ست محفوظ گردد در رضا حاصل ست اگرچہ نفس و طبیعت بخاصیت خود اضطراب
گونہ داشتہ باشند و الم بکشند مادام کہ در سکون و آرام دل تشویش و اضطراب راہ
نیابد و ازان حیثیت کہ فعل محبوب ست مرضی و محبوب و لذیذ یابد مثلا محبوب اگر تیشہ
زند لابد ادراک الم نزد طبیعت بخاصیت مکروہ و ناملایم خواہد بود اما چون از دست
محبوب ست و باعث التفات و عنایت او ست لذیذ و محبوب نماید کل شئی من المحبوب
در ظہور محبت مجازی در جور و جفای محبوب شواہد بر وجود این معنی توان یافت و
استعمال داروی تلخ با امید شفا نیز مثال آنست زیرا کہ حکم طبیعت اختیاری نیست
و بنا را این مقامات بر اختیار ست یارب مگر شعور نماند و تمیز برخیزد و این حالت سکر
و استغراق ست کہ مستان و مجذوبان را بود و صبر و رضا و امثال آن مقام
ہوشیاران و بیداران ست کہ ایشان را اہل صحو و تمکین خوانند و مجاہدت مجانین
ازین کمالات نصیبے نبود و لہذا عقلا را بر مجانین فضیلت نہند قال غوث الثقلین
الشیخ محی الدین عبد القادر الجیلانی قدس اللہ روحہ و اوصل الینا برکاتہ و فتوحہ
للہ عباد عقلاء و مجانین و العقلاء افضل مگر چنان افتد کہ سطوت سلطان محبت بہ
تمامہ قوی و جوارح غلبہ آرد و در تمامہ لطایف و مشاعر سرایت کند و ہمہ بر امتثال
حکم سلطان محبت متفق و متحد شوند چہ روح و قلب و چہ نفس و طبیعت چنانکہ در حدیث

سید عارفان و کاملترین کاملان علیه من الصلوات افضلها و من التسلیمات اکملها
اشارتی بدان واقع ست که اللهم اجعل حبک احب الی من نفسی و اهلی و مالی و من
الماء البارد الی العطشان فرمود خداوندا بکردان محبت ترا نزد من محبوب تر از نفس
من و اهل من و مال من و محبوب تر و شیرین تر از آب سرد نزد تشنه از اینجا معلوم گردد
که غلبه محبت تا آنجا رسد که در طبیعت نیز سرایت کند و از دوستی و لذت آب سرد و
شیرین که حیلت آدمی زاد نزد تشنگی بر آنست و قطعاً اختیار را در آنجا مدخلی نیست
غالب تر آید و در اینجا نکته دیگر ست باریکتر و بلند تر از اول که این غلبه محبت و سرایت
در تمامه قوی و لطایف گاهی بجهت مزج و خلط این لطایف و عدم تمیز احکام و آثار
آنها اتفاق افتد و این نیز در مجاذیب اهل سکر بود که در کشور وجود ایشان بسیط
و بی ربطی هست و احکام و آثار قلب و نفس بطور قلب طبیعت بی تفصیل و تمیز در هم
و برهم گشته گاهی این بران غالب آید و گاهی آن بر این گاهی نفس بطور قلب
و گاهی قلب برنگ نفس برآید و از امتزاج و اختلاط آنها احوال غریب و رنگهای
بدیع نامضبوط نامشخص پیدا آید که بتحقیق حکم نتوان کرد که ناشی از کجاست و مصدر
آن چیست بخلاف ارباب صحو و تمکین که کارخانه وجود ایشان منتسق و منتظم بود
و هر چیز ایشان بجای خود باشد سر در مقام تجرد و انفراد بوحدانیت ذات حق
متصل و روح در مقام شوق و وداد بمحبت مولی سبحانه متعلق و قلب در معرفت
اسما و صفات وی تعالی و تقدس از انچه تعلق بعلویات دارد ثابت و نفس و
طبیعت در ادای حقوق و وفای حظوظ و احکام و آثار سفلیات مشغول از آنها
مانع ازین و نه اینها شاغل ازان نه مزج و خلط را در صفای وقت ایشان
راهی و نه هیچ حال و غلبه را سلطانی و احکام و آثار و احوال و افعال همه این لطایف
جدا جدا بر وجه استقامت و اعتدال موافق حق و مطابق حکمت بوجود ایند و همه

در کارهای خود مستقل و مستبد و معتدل باشند و هیچ یکی از دایره حقانیت و استقامت
و اعتدال بیرون نیفتد این کمالی خاص و جامعیتی مخصوص ست که بر وجه اتم و اکمل
جز در جوهر ذات بابرکات سید السادات صلی الله علیه وسلم که اتم مظاهر و انور مشارق
و ابهر و اکمل خلایق ست موجود نباشد و در غیر ذات شریف وی در بعضی از کمل اولیا
از ارباب تمکین بتفاوت استعداد و متابعت و استمداد از مقام محمدی پرتو این نور
واسع و محیط نیز افتاده والله اعلم و هو بکل شئ علیم سخن بجای دیگر افتاد مقصود بیان
حال ضعف و ناتوانی و وحشت و حیرانی خود بود که با وجود ضعف پیری که درد بی دوا
و مرض بیعلاج ست بیماریهای غریب و ضعفهای شگرف استیلا یافته و ملازم وقت
و حال این شکسته بال گشته نزدیکست که از سطوت آن قوت حرکت بدن و
سکون قلب و فراغ وقت و سلامت حال روی بعدم آرد و بینه این حقیر در اصل ضعیف
افتاده تمام عمر بمشقت و ریاضت گذشته و الان پیریها دریافته و بیماری علاوه
آن شده دیگر چه حال باشد الحمد علی کل حال بجز صبر چاره نیست و از رضا و تسلیم
گزیر نه آواز کوس رحیل بگوش میرسد و جای تغافل نمانده اگر بحکم جبلت غفلتی طاری
گردد آن دیگرست و بحقیقت مثال اهل عالم در غفلت و هوشیاری بدینسان ست
که شلاجمعه در لشکرگاهی افتاده از بارگاه سلطان آواز کوس رحیل می شنوند
و استعداد سفر میکنند و دل از اقامت گاه برمیدارند ناگاه زمانی آواز کوس
فرو نشست غافل شدند و بخواب غفلت رفتند و گمان بردند که مگر حکم سلطان
باقامت شد باز آواز کوس آمد باز سر برداشتند و متنبه گشتند باز فرو نشست باز غافل
شدند همچنین عمر درین غفلت و هوشیاری میرود و میگذرد روزی باشد که حکم
رحیل واجب و محتم گردد و بر بستن بار سفر ضرورت افتد استعداد آن ساخته یا ناخواسته
باید رفت و خواهی نخواهی دل ازین سرا چه فانی برداشت تا آنجا که میروند چه دری

نماید انجا همه بقا در بقا و عیش در عیش و ذوق در ذوق و سرور در سرور درست انشاء الله تعالی
لا اله الا الله محمد رسول الله عاقبت بخیر باد ؛

الرسالة الثانية والثلثون مشاهدة الابرار بين التجلي والاستتار

لا اله الا الله محمد رسول الله

نافعترین کارها درین زمانه مطالعه کتب قوم ست که در باب تصایح و تهذیب نفس نوشته اند طالبان خیر و قابلان کار را که در نفوس ایشان استعداد قبول نصیحت نهاده اند بسی مؤثر و مفید افتد و انچه در قوت و استعداد ایشان کامن ست بفعل آرد و باعثه عمل قوی گرداند و عقد ایمانی را که بمباشرت اسباب و ملابست اغیار کهنه و فسرده شده باشد تازگی و نوی بخشد که ایمان را کهنگی و نوی و تازگی و فسردگی میباشد و دایم بر یک حال و بیک منوال بودن محال ست جدد وا ایمانکم بقول لا اله الا الله شان آنست صحابه رضوان الله علیهم باهم دگر میگفتند که بیائید ساعتی بنشینیم و بذکر لا اله الا الله ایمان نو گردانیم اگرچه ایمان در دل یکبه در آمده دایم و ثابت و برجای خود ست وچون در دل جای گرفت هرگز بدر نرود و لیکن بذکر حق و تذکر توحید نورانیت آن نسخت گیرد و از درون بر بیرون افتد و پرده از جمال یقین برافگند و آتش شوق را تیز گرداند چنانکه آتش در زیر خاکستر پوشیده بود چون بکاوند تاب و گرمی آن پیدا آید زیاده بران چنانکه آئینه زنگ خورده بود چون صیقل کنند روشن گردد این قوم را اختلاف ست که عارف را شهود حق دایم باشد یا نباشد جمعی گویند باشد و بسیاری برآنند که نباشد اشاره باین معنی کرده ست ؎ حافظ دوام وصل میسر نمی شود + شاها بکم التفات بحال گدا کنند + مشاهدة الابرار بين التجلي والاستتار که گویند اینست وحق آنست که عقد ایمان و ربط قلب و اتصال سر بعد از انکه بمرتبه یقین رسیده و بحقیقت تحقق و حصول یافته دایم برقرار خود ست و لیکن لمعه نور و شعله ادراک و انکشاف تجلی گاه گاه

لی مع اللہ وقت بر قول کسی کہ آنرا بر گاہ گاہ حمل کند وگوید الوقت سیف قاطع و
برق لامع شاہد ایں حال ست اما احوال عموم عارفان اینچنین خواہد بود وقیاس حال حضرت
وی صلے اللہ علیہ وسلم بران درست نیاید رحمت باد بران کہ گفت مراد بوقت اینجا ذاتے
ست ای لی مع اللہ وقت دایم مستمر یعنی قیاس حال و اندازہ وقت من بدیگران
نکنید کہ گاہی باشد وگاہی نباشد اینجا تحول و تغیر و غالبیت و مغلوبیت و بلند و پست
وزیر و بالا نبود کہ شاہد حقیقت کہ حقیقت جامعہ اوست صلے اللہ علیہ وسلم در مقام عالی
وسط و اعتدال متمکن و ثابت و مرآت شہود کہ قلب شریف اوست در غایت تدویر
وصقالت و نورانیت و مشہود کہ ذات حق ست لایزال محاذی و مقابل آن افتادہ
و تجلی نمودہ چنانکہ ہست ہست تغیر و تبدیل از کجا باشد انوار صفات کہ در ہم و برہم
سازد در بیرون ست اما در درون جز ذات ندود در ذات تحول و تفاوت نبود اما
اینجا نیز میگویند کہ اگر ایستادند و تانق نمایند دوام وقت بالتصال لطیفہ سِر بلکہ خفی باشد
و لطایف دیگر کہ نفس و قلب و روح ست تجلیات صفاتی محفوظ و معمور باشد قیاس کار
بمقتضای اصطلاح و قاعدہ کہ قوم نہادہ اند و دریافتہ اینست اما حقیقت آنست کہ حال شریف
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از ہمہ جداست و کیفیتہ آن بکنہ ادراک نتوان کرد و ہر کہ ازان
بقیاس حال خود چیزی گوید و بیان کند گویا بگمان خود تاویل متشابہات کردہ باشد
و ما یعلم تاویلہ الا اللہ ہیچکس او را چنانکہ اوست جز خدا نشناسد چنانکہ خدا را چون وے
کسے نشناخت در خلوتیکہ او با خداست ہمہ بیرون در اند خداست و بندہ طالب
و مطلوب محب ست و محبوب شاہد ست و مشہود قاصد ست و مقصود آن یکے
خداست و دیگرے او در ان یکوجہ خلافی نتوان کرد کہ خدا خداست و او بندہ اما در
عنوانات دیگر کہ طالب و مطلوب و محب و محبوب ست بہ یقین حکم نتوان کرد کہ طالب
کیست و مطلوب کہ و محب کیست و محبوب کدام ہر دو ہم طالبند و ہم مطلوب و ہم محب اند

وہم محبوب بوجہی او طالب و این مطلوب و در مرتبہ دیگر او مطلوب و این طالب و دوئی بلکہ آ
کہ حقیقت یکیست من یطع الرسول فقد اطاع اللہ و ید اللہ فوق ایدیہم زیادہ برین
چہ گویم کفرہای حقیقی در سینہ در ینباب مضمر ست کہ اگر آنرا بیرون افگنم صد ایمان مجازی
ازان برشک آید اسرار در پردہ بہتر و ناگفتہ بہ و اگر گویند چیزی بگویند کہ تعلق بکار دارد
کار ہمین ست کہ جمال محمدی را قبلہ محبت و وجہ وجود بسازند و بظاہر و باطن متوجہ
بدان باشند چنان و چندانکہ در نور وی محو و فانی شوند و جز وی مطلوب و مقصود نماند
و منظور و مشہود نبود و براہ متابعت وی روند باطن بعلوم و اعتقادات کہ وی تعلیم کردہ
مملو و ظاہر باعمال و طاعات کہ حکم فرمودہ مشغول دارند و از ہر کہ غیر ذات وی و ہر چہ
جز دین وی ست فارغ و مبری باشند حق و صدق ہمان دینی کہ وی آوردہ و راست
و درست ہمان راہی کہ وی نمودہ و فرضاً اگر در عمل تقصیری رود باید کہ در اعتقاد و تصور
نبود و اگر در کوشش سستی پیدا آید در کشش درستی باید و اگر عمل و اعتقاد و کوشش و کشش
ہر دو جمع گردد کار تمام بود دیگر چیزے نمی باید آنچہ راہی ست بسی نزدیک و روشن و آن
مراقبہ حسن و جمال و تصور حلیہ باکمال اوست صلے اللہ علیہ وسلم تصور آن در جمیع احوال بنعت
محبت و اجلال نصب العین بصیرت ساختن و متخیلہ را بوی بربستن و دایم بدیدہ خیال
برابطہ محبت در وی نگریستن و در خلوت احضار آن نمودہ بوظیفہ صلوۃ بنعت توجہ و حضور
مشغول شدن و بزبان دعا و مناجات تضرع و تملق نمودن و بلسان حال شکستہائے
و خرابیہا خود عرض کردن و امداد و اعانت از حضرت وی خواستن و عاشقی ہا و نیازمندیہا
کہ در وقت حضور محبوب دست میدہد و زبان بتعبیر از کشف و بیان آن قاصر ست بروے
کار آوردن نزدیکتر و روشن تر ازین راہی نیست و آنہا کہ رسیدہ اند باین راہ
رسیدہ اند و ازین راہ بیواسطہ در فیض از جناب رسالت کشادہ گردد و باطن بنور تقیید
منور شود و جمال حال بحلیہ محبت آراستہ آید و حفظ و عصمت الٰہی از جمیع مخاوف و مکارہ

مراقبہ جمال حضرت صلے اللہ علیہ وسلم

ناگاہیان وقت گردد صدق میباید وطلب بعد از وجود این در صفت وصول بسر منزل
مقصود آسانست اما صدق طلب کو وطالب کجا کسے ہست کہ بیشا بہ غرض وتکلف از
جناب عزت فقدان ماسوا در خواہد واز ہر چہ ماسوای اوست مبری گردد وہیچ چیز
وہیچکس اورا ازین مطلب مانع نیاید وقطع تعلق از ہمہ کند ودپای بند ہیچ چیز نماند آدمی
ہمیشہ گرفتار نفس وطالب ماسوی ست نہایت ترقی وی در ہمیقام طلب کمال نفس و
ظہور آثار اوست وچون آن نیز بی شائبہ وجود وہستی نیست از حقیقت صدق واخلاص
کہ ترک اغراض دنیا واعواض آخرت ست محروم باشد ما آلودگان چند در دروغ زن کہ
باچندین آلودگیہای طبیعت وخواہشہای نفس دعوی طلب این راہ ومحبت حضرت
الٰہ میکنیم چہ گوئیم مشکل آنکہ باوجود نااہلیت وبی استعدادی ترک این ہوس نیز نمی تواند کرد
واز ین راہ باز بس نمیتوان آمد ؎ بودن بتو مشکل وجدائی مشکل ۔ سخت گرہی در کار
افتادہ ست مگر خدا بکشاید واگر باوجود این ناقصیہا وآلودگیہا فضل ورحمت حق
کار خود کند وبجلالتے کہ خاصگان درگاہ خود را عطا فرمودہ مخصوص گرداند قادر
وفعال او را علتے نیست ہمین قدرت ست کہ در امید وبیم دارد نا امید ہم نمیتوان شد
وایمن نیز نتوان بود الایمان بین الخوف والرجا راہی باریک ست اما روشن ست
؎ بس کار غریب ست بسے مشکل وآسان ۔ چون جسر صراط ست بسی روشن وباریک
بہر حال شکر ست الحمد للہ علی کل حال واعوذ باللہ من حال اہل النار لا الہ الا اللہ محمد
الرسول اللہ والعاقبۃ بالخیر

الرسالۃ الثالثۃ والثلثون التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علی خلق اللہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علی خلق اللہ دو شہپر بازوے دین مسلمانی ست کہ جز بقوت
آن بندہ را بمقام قرب رضاے مولی تعالے رسیدن محال ست وتفاوت

سالکان این طریق در سرعت سیر و قوت سلوک و قرب زمان وصول بجناب حق براندازه
قوت این دو بازوست هر کرا زور این دو بازو بیشتر و قویتر رسیدن او بمقام قرب آسانتر
و زودتر و ما تعبیر ازان بقوت بازو کردیم اشارت بآنکه قوت سلوک و سرعت وصول بمقام
این دو صفت بعد از مساعدت عنایت و توفیق بجای رسد که سیر و رفتار بعضی ازان
بمثابه طیران افتد که در طرفة العین مسافتهای بعید بدان قطع کنند و در یک ساعت
و یک لمحه بجای رسند که دیگران بمدت عمر با شدت مجاهده و قوت عمل نتوانند رسید
مردان حق بنال محبت چو پرند * اول قدم بنگرند عرش جا کنند * باز صفت
اول ازین دو صفت که التعظیم لامر الله است رعایت آن اهم و اقدم است و بسببیت آن
در حصول قرب اتم و اکمل گویا بمثابه بازوی راست از جانور و دست راست از آدمی است
و قدرت بر عمل و قوت در سلوک بدان سخت تر و استوارتر بود الشفقة علی خلق الله اگرچه
در تحصیل نسبت الفت و محبت و استجلاب فیض و رحمت و رعایت علاقه جنسیت
سلوک طریقه انصاف و شکرگذاری مولی تعالی و تقدس مقامی عالی و مرتبه رفیع دارد
و دلیل ست بر سلامت فطرت و علو همت و ذکار طبیعت و موجب ثواب جزیل و
ذکر جمیل در دنیا و آخرت و باعث قرب و رضا رخداوند ست تعالی اما مقام التعظیم لامر الله
عالی تر و شان و مرتبه وی در اعلاء کلمه اسلام و تشیید و تائید امر دین و ملت بالاتر
از انست و بحقیقت هیچ صفتی و هیچ کاری که باعث قبول و سفید روی مرد در بارگاه عزت
و درگاه نبوت تواند شد بالاتر ازان نیست که در تقویت دین و ملت و ترویج و تائید سنت
کوشد و دران بذل مجهود نماید و در سواد آن لشکر اگرچه تن تنها باشد بفزاید و تعظیم امر الله
بامتثال اوامر و نواهی شریعت باشد که انچه فرموده اند که بکن بکند و از انچه باز داشته اند
که مکن باز ماند پس بنا اسلام را دو رکن آمد امتثال اوامر و اجتناب از نواهی باز این اجتناب
نواهی اهم و اوخل ست در سلوک طریق حق و وصول بمقام قرب از امتثال اوامر بر بنای

پرهیز مریمار را که اگر آنرا نکند هر چند هزار ادویه شافیه بخورد فائده ندارد و شفا نیابد اما اگر
در پرهیز احتیاط کند و در رعایت آن مبالغه نماید امید واری صحت تمام ست اگرچه شاید
که دیر تر افتد و بی پرهیز استعمال ادویه و استقصا دران سود مند نبود و اگر هر دو جمع شود لابد
کار تمام تر بود و حصول شفا زود تر دست دهد مشایخ طریقت قدس الله تعالی اسرارهم گفته اند
که مبالغه و استقصا در تقوی و اجتناب از محرمات و مکروهات و مشتبهات اهم و ادخل ست
در حصول مقام قرب و وصول و اگر در باب امتثال بر فرایض و واجبات و سنن رواتب
اقتصار نمایند و در احراز و تکثیر نوافل و عبادات نکوشند در حصول مقصود کافی ست
اما تکثیر نوافل و مستحبات با ارتکاب محرمات و منهیات چیزی نیست و ترک فرایض مبالغه
دران با تقید بنوافل و مبالغه و استقصا دران از غرور نفس و فریب شیطان شمرده اند
و بالجمله لتعظیم امر الهی بامتثال اوامر و نواهی ست یعنی کار کردن بانچه امر فرموده و باز ماندن
از انچه نهی کرده اما مخفی نماند که در تعبیر بتعظیم امر الله اشاره کرده که میباید فهمید یعنی باوجود
عمل و تقوی برحسب طاقت آن قدر که تواند تعظیم امر الهی و بزرگ داشتن آن و بعزت نظر کردن
در اصول و قواعد شریعت و هیبت و عظمت و اعزاز و احترام اهل دین که منتسبان
و مقبولان حضرت نبوت اند و خوار داشتن و پس افگندن و التفات نه نمودن و اعتبار
نکردن اهل بدعت و ضلالت و الحاد و اباحت را که دوران و مردودان این درگاه اند
مهم تر و ضرور تر ازان ست اشارة لتعظیم لامر الله بدین ست ایمه دین رضوان الله
علیهم گفته اند که قتل ملاحده و زنادقه حکم زنده گردانیدن پیغامبران دارد که دین
و شریعت نهاده ایشان ست و هر کو یکی ازینها را خوار داشت و فانی ساخت گویا
پیغمبر را عزت داشت و باقی گردانید و این خود ظاهر ست که هر که مخالف راه و روش
و طریقه کسی را عزت داشت و تعظیم کرد گویا آن کس را خوار داشت و تحقیر نمود و هر که موافق
حال و تابع طریقه یکی را تعظیم داشت گویی او را تعظیم داشت چنانکه گفته اند دوست

دوست دوست و دشمن دوست دشمن مسلمانی اینست باقی دعوی بیدلیل ست
و در باب محرمات و نامشروعات نیت دخل ندارد که گویند نیت کسی معلوم نیست که
چیست و نیت نیک میباید عمل اعتبار ندارد و لغم اصل نیت نیک ست امانیت نیک
آن بود که بدان کار نیک بکنند نیت نیک و کار بد یعنی چه و باید دانست که نیکی و
بدی بحکم شرع ست هرچه فرموده شرع ست نیک و هرچه نافرموده او بد در عقاید دین
نوشته اند الحسن ماحسنه الشرع و القبیح ماقبحه الشرع یعنی فعل نیک همان که شارع گفت
که بکن و بد همان که گفت مکن و بی کن مکن شارع فعل را حسنی و قبحی نبود و عقل را در اینجا
دخلی نیست و حکمی نه که بگوید این کار نیک ست و این بد اگر گویند که این سخن خلاف
معقول ست و مصادم نفس الامر چه هر کس داند که علم و عدل وجود و تواضع مثلا نیک
ست و جهل و ظلم و بخل و تکبر بد یعنی را بیشک بحکم عقل میتوان دانست و حکم وی بی شبهه
در اینجا صحیح ست بی توقف بر شرع فرضاً اگر شریعت نبودی این حکم عقل بجای خود
بودی جوابش آنست که اولا باید دانست که معنی نیکی و بدی در اینجا چیست تا روشن
گردد که آن بحکم شرع ست نه بحکم عقل نیکی و بدی دو معنی دارد یکی آنکه صفتی و کاری
در حد ذات موجب کمال بود و مردم آنرا بستایند و متعلق مدح گردد و یا موجب نقصان
بود و خلق آنرا نکوهش کنند و متعلق ذم گردد یعنی بحکم عقل و عقلا میتوان دانست اما
مراد نیکی و بدی در اینجا آنست که در آخرت موجب ثواب و عقاب گردد یعنی جز بحکم شرع
نتوان دانست و عقل را در اینجا دخلی نیست اگر کاری بود که مردم آنرا بستایند و کمال
دانند و شرع از ان نهی کرده موجب عقاب آخرت گردد و اگر ایشان ناپسند دیده دانند
و شارع بدان امر کرده موجب ثواب آید عقل را در دریافت آن دخلی نبود عسی ان تکرهوا
شیئاً و هو خیر لکم و عسی ان تحبوا شیئاً و هو شر لکم شامل این حکم نیز تواند بود و ترتب
ثواب بر صفات مذکوره از علم و عدل و جود که گفته شد بنا بر آنست که شارع تعالی و

وتقدس بدان امر فرموده ست وعقاب بر اضداد ان صفات بجهت انهی اوست
واگر نه آن بودی تحسین وتقبیح عقل ثواب وعقاب بدان باز نگشتی عقل چه دریابد که
اگر در روز بست ونهم رمضان بخورند عاصی شوند واگر فردای آن روز که روز عید باشد
بخورند آثم گردند حکم حکم شرع ست چیزی دیگر نیست ✽ اتبع ریاح القضا دسترحیث
سارت + وسلم لسلمی ودرحیث دارت + واینجا نکته دیگر ست که واجب ست بران
تنبیه کردن وآن اینست که باید دانست که مبنا ومدار تمامه کمالات وحاوی وشامل
سائر حسنات این دو چیز ست نیت صحیح وعمل صحیح اگر این هر دو جمع گردد وبسی نادر
افتد که جمع گردد کار بتمام بود ودین مسلمانی کمال پذیرد نیت صحیح همان بود که کاری
که کنند برای خدا کنند وبقصد تقرب وطلب رضا وبامید ثواب آخرت کنند واین
در اکثر خلق از فرق درویشان واقسام وطوالف ایشان پیدا میشود حتی که ملنگان و
آتش افروزان که هم در دنیا بعذاب آتش گرفتار اند وبرهنگان که بحکم حدیث نبوی
لعن الله الناظر والمنظور محل طرد ولعن الهی اند وغیر ایشان همه بزعم خود واعتقاد
فاسد خویش نیت صادق دارند وسلوک طریق قرب حق مینمایند وتقرب حق میجویند
اما عمل صحیح کو تا بمقصد برسند وروی مقصود به بینند وعمل صحیح آن بود که مرضی
حق وموافق طریقه دین وشریعت وفرموده شارع باشد ریاضتها ومجاهدها باید که
موافق طریق حق ومرضیات الهی باشد تا اثری آرد واعتبار راشاید معنی مجاهده
وریاضت چیست یعنی نفس را بزور ومشقت موافق حق ساختن ومنقاد ومطیع شرع
گردانیدن وهمچنانکه نیت صحیح بعمل صحیح صورت کمی بندد بسا که یکی را عمل صحیح دست دهد
وموافق فرموده در ظاهر کاری میکند اما نیت صحیح ندارد وبریاء سمعه میکند این شخص نیز
از ثواب آخرت ورضای حق محروم باشد که انما الاعمال بالنیات پس نیت صحیح وعمل صحیح
هر دو باید تا کار کشاید وبالله التوفیق ومقصود از انکه گفتیم مجاهده وریاضت بهموافقت

حق اثری نیارد یعنی اثری که باعث زیادة نور ایمان وحصول رضای حق وسفید روئی
در روز جزا ونجات از عذاب وسبب اجر وثواب گردد والا باشد که بعضے ریاضتہا ومشغولیہا
که جوگیہ واہل کہانت را میباشد واز بعضے بی ریاضت نیز بکرر واستدراج الٰہی ظاہر میگردد
واثری در کشف بعضے عوالم وظہور چیزے از جنس خوارق عادات وتسخیر بعضے ارواح
خبیثہ از جن وانس که ایمان وعمل صالح دران شرط نباشد پیدا کند چنانکه در آب روی نماید
ودر بول نیز باوجود آن پاک ست واین پلید واز نیجاست اصرار واتہماک این خطا
کاران در کفر وگمراہی خود واعتقاد وانقیاد بعضے نادانان وساده لوحان وناستوار
قدمان در اعتقاد مسلمانی بایشان ازین ہمه گذشتیم بتقوی وصلاح موقوف باری
ایمان واعتقاد خود باید وگرویدن ومیل بمخالفان دین کردن واعزاز ایشان نمودن
بمباہله وتغافل از ملاحظه دین صورت معقولیت نمی بندد وہر که مسلمانست وتلفظ
بکلمه شہادت دارد ودر زمرة اسلام بود وبر طریقه مسلمانی میرود ازوی اگر صد عیب بیند
بپوشند وعزت اسلام وحرمت ایمان وی از دست ندہند که اہل لا اله الا الله ہمه
اہل عزت اند ہر چند اسیر شہوت نفس باشند ودر قید معصیت گرفتار آیند غایت آنکه
اجرای احکام شریعت واقامت حدود دین بر ایشان بکنند وخود اگر این نسبت
ایمان درست باشد ہرگز نخواہد گذاشت که آلوده معصیت گرداند واگر نیز گردد آخر
نور ایمان غالب خواہد آمد وظلمت معصیت زود بعفو ومغفرت الٰہی وشفاعت و
درخواست حضرت رسالت پناہی پاک خواہد گشت آشنائی ودوستی با آنجناب باید کرد
کریمان ہرگز رعایت دوستی واشنائی از دست ندہند ✽ تو مگو ما را بان شه
یار نیست ✽ با کریمان کار ہا دشوار نیست ✽ وایمان بسی عظیم ست آنرا حقیر نتوان شمرد
قطب الوقت شیخ ابو الحسن شاذلی قدس الله روحه میفرماید اگر کشف کرده شود نور ایمان
مومن عاصی ہر آینه شود بر کند آسمان وزمین را چه جای مومن مطیع وفرمود اکرام کن مومنان را

اگرچه عاصی باشند وامر کن ایشان را بمعروف ونهی کن از منکر وترک ده صحبت فاسقان را نه بطریق تعذر وتکبر انتهی اصل ایمان ست وباقی همه فروع آن عمر ایمان باید خورد واگرچه ایمان وبقای آن آسان مینماید ولیکن بسیار مشکل ست وجز فضل الٰهی آنرا سببی نیست ازین جهة گفت ؎ ایمان چو سلامت بلب گور بریم ✦ احسنت زهی چستی وچالاکی ما واگر نور ایمان بانور طاعت جمع گردد فهو نور علی نور یهدی الله لنوره من یشاء ویضرب الله الامثال للناس والله بکل شیٔ علیم سخن دور ودراز میرود وانقدر بس ست ؎ بس کنم مرز یرکانرا این بس ست ✦ بانگ دولکردم اگر ده درکس ست ✦ حق سبحانه عاقبت تمامه کارهای دنیا وآخرت را بخیر گرداند واز دنیا گره از دل ناکشوده وجمال مقصود نانموده نبرداناه علی کل شیٔ قدیر وبالاجابة جدیر وصلی الله علی محمد وآله وصحبه وسلم

الرسالة الرابعة والثلثون هدایة الانام الی التمسک بالشرایع والاحکام

لا اله الا الله محمد رسول الله

والله یقول الحق وهو یهدی السبیل وصول بمقصد را دو چیز باید اول راه شناختن دوم راه رفتن ورویش راه رفتن وطریق سلوک آن دانستن داخل شناخت راه ست چه هرکه راه نمود ورویش راه رفتن را نیز بیان کرده وطریق سلوک آنرا تعلیم نموده است وراه راست باید تا بیقین بمقصد رساند وزود وآسان رساند که آفت در راه نا راست بسیار باشد وراه راست بحکم نص قرآن مجید عبادت ست قال الله تعالی ان الله ربی وربکم فاعبدوه هذا صراط مستقیم واقسام عبادات بیشمار ست وهریکی ازان راهیست بجناب قرب حق الطرق الی الله بعدد انفاس الخلایق که گفته اند انی دارد اگر یکی غیر این اندیشد خطا کند ودر ورطه ضلالت والحاد افتد وراه نماینده ورویش آنرا بیان کننده پیغمبر ست صد هزاران درود برجان پاک او وبر اهل بیت مطهر ویاران عالیقدر او باد دیگر همه پیروان او ایند هرکه پیروی او کرد وبر فرموده او رفت بمنزل مقصود

رسید باقی همه ضلالت و محل خوف و خطرست ؎ کسانیکه زین راه برگشته اند ؎ برفتند
و بسیار سرگشته اند ؎ و آفت سالکان در زمان ما ناشناختن راه ست که بر طریق
اصل و براه اتباع نروند و طریقهای مستحدث و راه های مبتدع گیرند که بعضے بحکم جهل و میل طبیعه
و بعضے بجهت اشتباه و التباس و بعضے بغلبه حال و طفح سکر و بعضے بقصد علاج مرضی که
مخصوص وقت و حال ایشان بود پیدا کرده اند تابع شده و اعتقاد کرده که طریقهای
موصل و مورث قرب اینهاست و طاعات و عبادات و احکام شرایع شغلهای ظاهر
و عادات ارباب ظاهر و مشغولیهای درویشان دیگرست بلکه گویند که اینها برای عامه
است طریق خواص جز این ست و گویند که نماز و روزه کار بیوه زنان ست و کار
مردان دیگرست و خطا و غفلت این نادانان در اینجاست که نمی فهمند که این شغلها و کارها
بیان کرده و نهاده کیست و فوائد و نتایج اینها چیست و نمیدانند که بعثت انبیا خصوصا
سید رسل صلوات الله و سلامه علیه و علیهم که مبعوث از برای تتمیم مکارم اخلاق و تکمیل محامد
افعال ست از برای هدایت خلق و تکمیل عباد و تقریب ایشان ست براه رشاد و سداد
اگر افعال و اعمال که ایشان فرموده و طرق و سبل که نموده اند مقرب و موصل نباشد دیگر
چه خواهد بود اما کیست که آن افعال و اعمال را چنانکه شرط ست نکند و بنعت شهود و مراقبه
که معنے احسان ست که الاحسان ان تعبد ربک کانک تراه فان لم تکن تراه فانه یراک بجای
آرد و این راه را چنانچه نموده اند سلوک نماید از اینجاست سست اعتقادی اهل بطالت
باحکام شریعت که آنرا بشر ایطه و آداب چنانکه باید ادا نکنند و نتایج و ثمرات آن را
در نیافتند پس براه تردد و انکار رفتند و در ورطه حرمان و خسران ابد درماندند این
کوتاه نظر از اینجا باید که اگر از تقصیر و کوتاه اند لشی خود از دریافت اسرار و انوار ان
درین نشئه محجوب و محروم نشستند باری اعتقاد ایمان نگاهدارند و سر رشته از دست
ندهند و بدانند که آن آورده کیست و در نشاء دیگر جزای آن چیست و نتیجه آن چه فلان

نفس ما اخفی لهم من قرة اعین میفرماید که هیچکس نمیداند که چه پنهان کرده شده و نهاده شده ست مر شب خیزان و پهلو از بستر راحت دور دارندگان و از نعمتهائی که پروردگار تعالی بایشان داده ست و عطا نموده اتفاق کنندگان نزا از انچه بسبب قرار و آلام و لذت و سردی چشم ایشان گردد و در روز آخرت از نعیم بهشت دیدار مولے که اینهمه افضل و کرم مولے تعالے اثر و نتیجه عمل بندگان داشته ست چنانکه فرموده جزاءً بما کانوا یعملون عزیز من اصل ایمان و عمل ست که درین جهان در پس پرده فضاے دل را روشن گرداند و متعبد را بلذات و نعمتهاے بهشت و شهود مولے تعالے بصیرت در ذوق و شوق داشته ظلمت کفر و حجاب ابر وار دهین نور در ان عالم تمام تر و فراخ تر و لطیف تر گشته چنان شود که آن ملک بے پایان را فرا گیرد و محیط گردد و عیانًا نعیم جنت را بدست آورده خدای همثیل و مانند را ابصر نماید و یکسر حجاب از میان برخیزد و قطعًا پرده نماند و خطای دیگر که این خطا کاران کرده اند آنست که شروع عمل را موقوف ایمان کامل داشته اند و هم از اول یقین میطلبند و میگویند تا یقین نشود که حقیقت کار چیست عمل نکنیم باین راهزنی دیو جهل بیکار نشسته و در گو ظلمت و ضلالت افتاده میگذارند در ینصورت نه عمل بود نه ایمان خسر الدنیا والآخرة ذلک هو الخسران مبین و ندانند که نورانیت ایمان بعمل قوت پذیرد چنانکه توفیق عمل بایمان زیاده تر گردد و نور هر دو متعاکس و متلازم افتد و در حقیقت یک نور ست که در دل تصدیق ست و چون بر زبان آید اقرار گردد و هر گاه در اعضاء و جوارح سرایت کند اعمال خیز د نورٌ علے نور یهدی الله لنوره من یشاء در اول همین ایمان اجمالی تقلیدی شروع در عمل باید کرد و پای بر ربط توفیق نهاد تا وجود همه نورانی شود و ظلمت تقلید بنور تحقیق مبدل گردد و صور تفصیلیه ایمانیه از پرده اجمال جلوه گر گردد و آن مجذوبان و محبوبانند که ایشان را در اول فطرت بنور شهود منور

وبدولت قرب وحضور مخصوص آفریده اند اما آن نیز نور وجدانی لسیط وجذب مبهم اجمالی
ست که بعد از نزول در رود ببقام سلوک تفاصیل احوال ومقامات کمال در یافته
برسند قرب وصول مستقر ومتمکن می نشانند سخن از ضبط بیرون رفت مقصود آن بود
که هادی ومعلم شارع ست وچیزی چند از علم راه دین حق تعلیم کرده وتلقین نموده ست آنرا
باید دانست وبدان کار کرد وهر که جز او ست اگر همان گوید که وی گفته یا چیزی گوید که شرح
وبیان آن کند وباعث تقویت وترویج وفزونی جمال آن گردد مبارک ست باقی همه بیهوده
وهدر ووبال ست حدیثی از حضرت وی صلے الله علیه وسلم بیاد آمده که مشتمل بر بیان بعضے
اعمال خیر ست ایراد وی در ینجا مناسب می افتد تا بدانند وآگاه شوند که آن از کدام مقام
قرب ونور وتجلی وانکشاف وارد ست وچه عظیم خواهد بود قدر ومرتبه انچه از مثل این مقامات
نبوی نازل شده وهمه احکام واوضاع که از جناب رسالت آمده ازین قبیل ست ومردم
آنرا اهل انگاشته وآسان گرفته ومنصب اهل ظاهر ووظیفه عوام پنداشته اند نعوذ بالله
من الجهل والغوایه حدیث اینست که احمد وترمذی از معاذ بن جبل آورده اند که گفت
دیر کشید روزی برآمدن پیغمبر صلے الله علیه وسلم برای نماز بامداد تا نزدیک شد که طلوع کند
آفتاب پس شتابان از خانه برآمد تکبیر برآوردند ونماز بگذارد دو سبک بگذارد بعد از
سلام صحابه را بآواز بلند بخواند وفرمود تا همه بر جای خود نشسته باشند وبرنخیزند پس فرمود
آگاه باشید میگویم شما را که نماز دیشب مرا امروز از زود برآمدن برای نماز بامداد شب
برخواستم ووضو کردم وگذاردم از نماز انچه خدا خواسته بود ناگاه دیدم پروردگار خود را
در نیکوترصورتی اگر این بیان صفت حق ست مراد بصورت صفت وشان ست اینست
که در تجلی لطف وکرم بود وصورة بمعنے صفت بسیار آید چنانکه گویند صورت مسئله
وصورت حال ازینچنین واگر حال خود را بیان میکند که من در آنوقت در صورت نیکست
حال شریف بودم خود چون نباشد که وقت شهود خاص وتجلی تام وافاضه انعام عام

فلا اشکال پس ندا آمد که یا محمد گفتم لبیک پروردگار من گفت میدانی که کدام اعمال ست
که ملاء اعلی که ساکنان حظایر قدس ملکوتند خصومت میکنند دران اعمال یعنی در شرف
وفضیلت آن بیکدیگر نزاع وبحث دارند ودر برداشتن آن بمصعد قبول وثبت نمودن
در دیوان اعمال مسابقت مینمایند وبر آدمیان بدان اعمال رشک میبرند گفتم یارب
نمیدانم تو دانا تری بدان سه بار این ندا آمد وهمچنین جواب گفتم پس دیدم من پروردگار را
تعالی وتقدس که نهاد هر دو دست قدرة والغام خود را درمیان دو شانه من تا یافتم
بر وبقین را از انامل وی در سینه خود پس معلوم گشت ومنکشف شد بر من هرچه در زمین
وآسمان بود وشناختم ودانستم آن اعمال مذکوره را که پرسید پروردگار من از من یا ندا
آمد که یا محمد گفتم لبیک پروردگار من گفت در چه چیز خصومت میکنند ملاء اعلی این
گفتم بلی یارب خصومت میکنند در کفارات یعنی علتهائی که هرچه از گناهان صادر گردد
بدان بخشند واز مواخذه کردن بران بگذرند پس گفت پروردگار کدام ست کفارات
گفتم برپا رفتن برای دریافتن نماز بجماعت ونشستن در مسجد بعد از نماز گذاردن
بانتظار دریافت وقت نماز آینده ووضوی کامل سیراب برآوردن هنگام ناخوش
داشتن طبیعت آب را چنانکه در حال ضعف وبیماری وسختی سرما ومانند آن باز ندای
دیگر آمد یا محمد میدانی که در چه چیز خصومت میکنند ملائکه گفتم درجات یعنی علتهائی که
بدان مراتب درجات بندگان در درگاه عزت بلند گردد ندا آمد که درجات کدام ست
گفتم اطعام الطعام طعام بمسکینان دگرسنگان دادن یعنی انعام واحسان بر ایشان
کردن تا آنرا قوت بهشت خود گردانند ولین الکلام یعنی سخن با خلایق نرم گفتن وبازیر دستان خویش تواضع نمودن ودر بعضی روایات بجای
لین الکلام افشاء السلام آمده یعنی آشکار اسلام دادن به بیگانه وآشنا والصلوة باللیل والناس نیام
ونماز گذاردن در دل شب هنگامیکه مردم در خواب باشند اشارت باستجماع صفت
جود وتواضع وعبادت ست که موجب رفع درجات وعلو مراتب ست

شرف مرد بجود ست و کرامت بجود + هر که این هر دو ندارد عدمش به ز وجود + بعد از ان فرمان آمد که بخواه هر چه بخواهی پس دعا کردم و در رویایی آمده که تعیین دعا هم از درگاه کجا چون نماز کنی این دعا بر خوان اللهم انی اسالک فعل الخیرات خداوندا سوال میکنم ترا توفیق کردن کارهای نیک را و ترک المنکرات و ناکردن و گذاشتن کارهای بد و حب المساکین و دوستی مسکینان که ایشانرا دوست دارم زیرا که دوستی ایشان نشان دوستی ایمان و ترک وجود و هستی ست یا دوست داشتن ایشان مر آمال هر دو معنی یکی ست چون ایشان او را دوست داشتند لابد وی نیز ایشانرا دوست خواهد داشت چه دوستدار خود را هر کس دوست دارد و محبت یک نسبت ست که در هر دو طرف افتاده و پرتو انداخته ست و ان تغفرلی و ترحمنی و سوال میکنم ترا ای پروردگار که بیامرزی گناهان مرا و رحمت کنی بفضل خود بر من اصل اینست و اگر مغفرت و رحمت پروردگار نباشد خلاص و نجات ممکن نیست آدمی سراسر گناه و تقصیرات ست کدام عمل و کدام کار که شایسته درگاه قبول باشد آدم صفی که اول و اصل تمامه آدمیانست گفت و گویا از جانب تمامه ذریات خود گفت ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین و اذا اردت فتنة فی قوم فتوفنی غیر مفتون و سوال میکنم ترا که چون اراده کنی در قومی فتنه و ابتلا را یعنی بلای سختی دینی که بدان ترس زوال ایمان باشد بردار مارا پیش از انکه گرفتار فتنه شوم و دین و ایمان از دست دهم اول خود طلب سلامت و عافیت باید کرد و چون دائره تنگ گردد و سلامت از میان برخیزد جز رفتن ازین عالم پر فتنه و آشوب راهی نیست حیات بسلامت یا امید سلامت خوبست چون این راه بسته گردد حمات محبوب ترا ز حیات بود و اسالک حبک و سوال میکنم از تو محبت ترا از همه چیز و همه کس از مال و منال و زن و فرزند و هر چه ماسوای تست ترا دوست تر دارم یا مراد محبت حق ست عز اسمه مر بنده را بتوفیق طاعات

وفعل قربات وحب من بجبک وسوال میکنم دوستی کسی را که دوست میدارد ترا بهر دو معنی
که آن نیز نتیجه کمال دوستی تست وحب عمل یقربنی الیک وسوال میکنم دوستی عملی که نزدیک
گرداند مرا بجناب قدس تو بعد ازان فرمود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم این قصه که دیدم
حق ست آنرا یاد گیرید وپس از یاد گرفتن بتعلیم کنید دیگران الحمد للہ که در ضمن این شرح
وبیان که متضمن بتعلیم این قصه شد عمل باین حدیث وامتثال این امر وقوع یافت وباید دانست
که فاضلترین اعمال در اجر وثواب نزدیک سازنده ترین بنده را بجناب حضرت کریم وهاب
نماز ست وصحیح تر وصادق ترین احوال حالی ست که در نماز دست دهد ونماز قرة العین
مصطفے ست صلے اللہ علیہ وسلم وآنحضرت را در نماز شهودی خاص وحالی مخصوص بود که در
غیر آن نبود ولی مع اللہ وقت که فرمود در نماز بود اگرچه وی صلوات اللہ وسلامه علیه دایم
الوصال وهمیشه در قرب حضرت ذوالجلال بود اما اینجا خلوتی دیگر ومحرمیتی دیگر بود قال
رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم اقرب ما یکون العبد من ربه وهو ساجد فرمود بنده را یعنے
ذات شریف او را در سجده قربتے ست که در اتحاد ویگانگی بالاتر ازان حالتی نیست مثال
برمعراج نسبت بسایر اوقات وهر کس را بقدر معرفت وصفاے وقت وعلم وحالی از
اسرار وانوار نماز نصیبه هست واز مشایخ هر کسے موافق حال ومقام خود آنرا شرح کرده
کاتب حروف را نیز در ابتداے کتابت این مکتوب خالی دست داده ونیتی فراهم رسیده بود
که چیزی ازان چه یافته هست بنویسد چون مکتوب بآخر رسید آن ذوق نماند ونیت
از دست رفت انشاء اللہ الحق در مکتوبی دیگر اگر وقت مساعد کرد وتوفیق یاری
داد چیزی بظهور رسد الامور مرهونه باوقاتها اینقدر بس ست وصلے اللہ علی سیدنا محمد
والنبی الکریم المجد محمد آله وصحبه اجمعین وسایر من اتبع الهدے ورای الدین دعا الی
المبین والعاقبت بالخیر

الرسالة الخامسة والثلثون تنبیه اولی الالباب بالمواظبة علی الاذکیة والاحزاب

لا اله الا الله محمد رسول الله

فیلسوف روزگار خواجه نصیر طوسی بجانب شیخ عالم عارف صدر الدین قونیوی قدس الله
تعالی سره العزیز نامه بنوشت و درخواست کرد تا چیزی از راه وصول بحق بنویسد و راه
نمائی کند خواجه پنداشت که مگر شیخ سخنان از حقایق و معارف متعلق بوجود و طریقه توحید
و تحقیق مبدا و معاد و مانند آن چیزی خواهد نوشت تا دیر انیز در انجا بقوت علم و فکرت
مجال گفتگو فراخ خواهد آمد و هنگامه حرف زبانی گرم خواهد شد شیخ دعائی چند از ادعیه
ماثوره انتخاب نمود و بفرستاد تا آنها را ورد خود سازد و بران مداومت نماید تا راه گشاده
گردد و روشن شود بعد ازان هر چه مصلحت افتد کرده خواهد شد نصیر طوسی را ازین شیخ
ناخوش آمد و گفت اینها را با مبتدیان و نو در آیندگان راه بنویسند و مثل من که در علوم
و معارف موی شگافی کنم و در تحقیق مطالب علمی به پایه بلند رسیده ام چه مناسبت دارد
شیخ فرمود اصل همین هاست و هر یکی ازان گنجینه ایست از گنجهای الهی که رسول وی تعالی
صلی الله علیه وسلم که گنجینه دار اوست بحکم وی در مصالح بندگان وی خرج میکند مبتدی
و منتهی چه باشد همه ریزه خواران این خوان اند بمجرد علم و عقل منتهی نتوان شد و عمل شرعی
باید تا کار برآید بعمل کار برآید بسخن دانی نیست + مقصود از توطیه و تمهید سخن این
حکایت آنست که دعای چند بود که بمصلحت وقت تشبث بآنها در دفع شر اشرار و تحصیل جمعیت
وقت از واجبات وقت ایشان نمود و تذکیر و اعلام بدان از مقتضیات محبت و خیر خواهی
بود حق تعالی ما را متابعت و محبت مشایخ مشرف دارد و از پیروی اغیار محفوظ آمین یا
امری الی الله ان الله بصیر بالعباد در حمایت نفس از شر اعداد حساد حکم اکسیر دارد
و هم در منطوق قرآن مجید این خاصیت را بدان منوط و مربوط ساخته میفرماید فوقیه الله
سیئات ما مکروا و حاق بآل فرعون سوء العذاب اصل این قصه در سوره مومن آل
فرعون ست که قبطیان در هلاک و استیصال وی سعی داشتند و ببرکت این تعویذ لطف

لطف وحمایت حق او را از شر اشرار وقایت نماید وعددی معین در اینجا معتبر نیست اگر قصد تیسیر وتوفیق هر روز قرار یابد باید که کمتر ازده نباشد وزیاده بر صد حاجت نیست دوم لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین کیمیای دیگرست از گنجینه کلام آفریدگار عالم تعالی وتقدس که در خاصیت آن فرمود فنجیناه من الغم وکذلک ننجی المومنین اصل آن قصه یونس علیه السلام ست که در شکم ماهی افتاد وبرورد گار عز وعلا ببرکت این تسبیح نجاتش داد وفرمود فلولا انه کان من المسبحین للبث فی بطنه الی یوم یبعثون مشاهده سر توحید وعظمت الوهیت در کلمه لا اله الا انت وشهود عجز وعبودیت در انی کنت من الظالمین ذوقی عظیم دارد که دریافت مقصود از احاطه آن بیرون نتوان شد وبعضے از اهل این شان گفته اند که ادعیت واتمام عدد وصد هزار درین ورد بیشک بمنزل مقصود رساند صد قوا ودرین طریقه که مائیم رعایت هیچ عدد معین در کار نیست ذوق وحضور در کارست وفی الحقیقه چون سر دعا در عدد ست تا از جناب شارع عددی معین نگردد وقطع بدان نتوان کرد وحکم بدان اجتهادی نیست والله اعلم

الرسالة السادسة والثلثون استیناس انوار القبس فی شرح دعاء انس

لا اله الا الله محمد رسول الله

بسم الله علی نفسی ودینی بسم الله علی اهلی ومالی وولدی بسم الله علی ما اعطانی الله الله ربی لا اشرک به شیئا الله اکبر الله اکبر الله اکبر واعز واجل واعظم مما اخاف واحذر عز جارک وجل ثناءک ولا اله غیرک اللهم انی اعوذ بک من شر نفسی ومن شر کل شیطان مرید ومن شر کل جبار عنید فان تولوا فقل حسبی الله لا اله الا هو علیه توکلت وهو رب العرش العظیم ان ولی الله الذی نزل الکتاب وهو یتولی الصالحین این دعا انس بن مالک است رضی الله عنه که خادم رسول الله بود صلے الله علیه وسلم وده سال خدمت آنحضرت کرد وآنحضرت او را با التماس مادرش بدعا

خیر در دنیا و آخرت مشرف و مخصوص ساخته و حق سبحانه و تعالی بدعا آنحضرت در عمر و مال و
اولاد وی برکت عظیم داده و عمرش از صد سال متجاوز شده و اولاد صلبی اش بصد تن رسیده
هفتاد و سه تن از ذکور و باقی اناث و باغ و بستان وی در یک سال دو بار میوه میداد این
برکات دنیاست برکات آخرت را خود چه توان گفت شیخ جلال الدین سیوطی که از اعاظم
علماء حدیث ست در کتاب جمع الجوامع می آرد که ابو الشیخ در کتاب ثواب و ابن عساکر در تاریخ
آورده اند که روزی انس رضی الله عنه نزد حجاج بن یوسف ثقفی نشسته بود حجاج حکم کرد
تا چهار صد اسپ از اجناس مختلفه در نظر وی در آوردند پس با انس گفت هرگز دیدی که
صاحب ترا یعنی محمد رسول الله را مثل این اسپان و دیگر اسباب دولت و مکنت بود
فرمود بخدا سوگند بتحقیق دیدم من نزد آنحضرت صلے الله علیه وسلم چیزها بهتر ازین و شنیدم از
رسول خدا صلے الله علیه وسلم که فرموده ست اسپ که مردم نگاهدارند سه قسم ست یکی اسپ
نگاهدارد تا در راه خدا جهاد کند و با دشمنان دین داد غزا دهد بول و سرگین و گوشت و پوست
و خون آن روز قیامت همه در میزان اعمال وی باشد و دیگری اسپ نگاهدارد تا در حاجات
خود سوار شود و دفع بیادگی کند و یکے دیگر اسپان نگاهدارد برای نام و آوازه تا مردم به بینند
و بگویند که فلان چنین و چندان اسپ دارد جای او در آتش دوزخ بود و اسپان تو
اے حجاج ازین قبیل ست حجاج بشنیدن این حدیث بهم برآشفت و نائره غضب وی
تیز شد و گفت اگر ملاحظه خدمت تو ای انس که پیغمبر را کرده صلے الله علیه وسلم و کتاب امیر المومنین
یعنی عبد الملک بن مروان که در سفارش و رعایت احوال تو بمن نوشته ست نمی بود همیکردم
با تو امروز آنچه میکردم انس گفت لا والله هرگز نتوانی کرد و بچشم بدی بجانب من دید بدرستی
شنیدم من از پیغمبر خدا صلے الله علیه وسلم کلماتی که همیشه در پناه آن کلمات و نترسم بان کلمات
از سطوت هیچ سلطانی و شر هیچ شیطانی حجاج از هیبت این کلام از خود رفت و بعد از ساعتے
سر برآورد و گفت بیاموزان مرا یا با حمزه آن کلمات را گفت هرگز نیاموزم ترا بخدا

سوگند که تو نه اهل آنی تا چون وقت رحلت انس رضی الله عنه در رسید آبان که خادم وی بود
بر سرش آمد و فریادش زد انس گفت چه خواهی گفت آن کلمات را که حجاج از تو طلبید و تو بو
ندادی و او را نیاموختی گفت بلی بیاموزم ترا آن کلمات او تو از اهل آنی خدمت کردم
من رسول مختار صلے الله علیه وسلم ده سال پس در گذشت وی از دنیا در حالیکه راضی بود از
و تو نیز ای آبان خدمت کردی مر اده سال و در میگذرم من از دنیا در حالیکه راضی ام از تو
بگو در بامداد و شام این کلمات را نگاهدار و ترا خدا تعالے از همه آفات بسم الله علے
نفسے و دینے حرز میکنم و پناه میسازم بنام خدا بر نفس خود و دین خود و تواند که مراد به بسم الله
مجموع بسم الله الرحمن الرحیم باشد که بخبر راویش اکتفا نموده چنانچه گویند چه میخوانی گوید
الحمد لله میخوانم یا الم میخوانم و مراد تمام سوره ست و تخصیص کرد حرز را بنفس و دین زیرا که
بنا بر تحصیل هر کمال و اصل در مبدا رو مآل نفس و دین ست باز تقدیم کرد نفس را از جهت بعد
وی موقوف علیه تحصیل کمال دینی و دنیاوی و لهذا ابقای او در تهلکه حرام ست و ابقای او
حتے الامکان واجب و در مسائل شرعیه می آرند که اگر یکے را لقمه در گلو بند شود دوم آنی که
بوی آن لقمه بند شده را فرو برد بهم نرسد شراب خوردن که باجماع در شرع حرام ست
در بیخالت او را حلال گردد بلکه واجب بود تا باعث بقای نفس و حیات فانی که سبب حصول
حیات حقیقے جاودانی ست گردد و اجرا کلمه کفر بر زبان با اطمینان قلب بایمان در حالت
جبر و اکراه نیز هم ازین قبیل ست و از برای نگاهداشت جان اگر ناشایستگے بگویند
و دل برقرار خود بود رخصت ست بجهت ابقای نفس و دین و اگر صبر کنند و عمل بعزیمت نمایند
آن خود اعلے و ارفع ست این مسئله در کتب فقه بتفصیل مذکور ست از انجا باید طلب داشت
بسم الله علے اهلے و مالی و ولدی بعد از حفظ و احراز نفس و دین اهل و مال و ولد را یاد کرد
که اسباب بقای نفس و دین و مدد و معاون آنند و چون بسم الله بر سر آنها آورد و بهمان لفظ
بسم الله که در اول آورد بسند کے نکرد و نگفت بسم الله علی نفسی و دینی و اهلی و مالی و ولدی

وسلوک این طریقه در عبارت نزد ارباب معانی اشارت کند بر آنکه هر دو قسم یعنی هر چه اول
مذکور شده و آنچه در آخر ذکر یافته مقصود ست و اعتنا و اهتمام بهر دو علی السویه ست و اهل
و آل هر دو بیک معنی ست گاهی بمعنی تابعان و پیران استعمال یابند و گاهی بمعنی اولاد اینجا
چون اولاد در آخر ذکر یافته معنی اول مناسب تر ست و مال و منال چون در مقام مدح و
استحسان مذکور گردد مراد بدان مال حلال افتد که وسیله آخرت گردد و حفظ و احراز ان تخم
سعادت و ثمر کمال ست باقی همه مایه وبال و نکال و ولد بمعنی اولاد بود خواه ذکور و خواه
اناث و وجود اولاد نیز از اسباب قوت و معاضدت بازوی دین و دولت ست و فرزند
اگر رشید بود و صالح موجب سعادت دنیا و آخرت ست در حدیث آمده ست که سه چیز ست
که از آدمی زاد بعد از رفتن وی از دنیا باقی می ماند یکی علم دین که با اهل آن آموخته باشد
و این سلسله را که منتهی بجناب رسالت ست صلے الله علیه وسلم بر پا دارد و دیگر خیر جاری
که در اینجا منفعت بندگان خدا بود و بعد از وی بجا ماند خوش آنکس که ماند پس از وی
بجای پل و مسجد و چاه و مهمان سرای و دیگر فرزند صالح که بعد از مردنش بدعا ایمان یاد آرد
تا موجب آمرزیدن گناهان و باعث رفع درجات پدر گردد و در حدیث بهمین ترتیب واقع
ست و ذکر شان بدین ترتیب اشارت ست بفضل علم و مال بر ولد در اینباب از انکه
وجود ولد صالح خصوصا در آخر زمان نادر ست و در بعضے روایات ذکر ولد بر ذکر مال
تقدیم یافته و بیشک ولد از مال محبوب تر و عزیز تر باشد و حفظ و احراز وی مطلوب تر و مقدم
بود و بسم الله علی ما اعطانی الله حرز میکنم بنام خدا بر هر نعمتے که داد مرا خدا چون ذکر
کرد چند نعمت مخصوص را که اصل و عمده نعمتهای دنیا و آخرت ست بعد از ان لفظ عام
آورد تا همه نعمتهای اصل و فرع و جزئی و کلی را شامل باشد و بحقیقت حصر نعمتهای وی تعالے
بیرون دائره امکان ست و ان تعدوا نعمة الله لا تحصوها ان الانسان لظلوم کفار
آدمی دائم بر نفس خود ظلم کند و کفران در رزد ازین جهت فرمود ان الانسان لظلوم کفار

بصیغه مبالغه وجای دیگر میفرماید وان تعدوا نعمة الله لاتحصوها ان الله لغفور الرحیم
یعنی اگر نه مغفرت ورحمت وی تعالی بودی کار بر آدمی زاد بدین کافر نعمتی وناسپاسی که
دارد تنگ بودی مغفرت ورحمت وی تعالی نیز از نعمتهای اوست اصل اینست باقی همه
هیچ در حدیث آمده است در نیاید هیچ یکی بهشت را بعملش الا بفضل خدا ورحمت وی تعالی
شکر این نعمت باید گذارد وبیکار ننشست سید العالمین صلی الله علیه وسلم چندان در نماز
ایستادی که پایهای مبارکش بیاماسید وخون از انها روان شدی گفتند یا رسول الله
آخر نه گناهان اول وآخر ترا آمرزیده اند قوله تعالی لیغفر لک الله ما تقدم من ذنبک وما تاخر
دیگر اینهمه تعب ومشقت چیست فرمود وی تعالی مرا بخشید وبخشیدن وی نعمتی ست
عظیم اگر شکر این نعمت نکنم بنده شاکر نباشم سید اولین وآخرین که عالم وعالمیان طفیل
اویند این همه تعب کشد وبندگی کند دیگران را خود چه گوید الله ربی لا اشرک به شیئاً
خداست پروردگار من شریک نمیگردانم باوی هیچ چیز افضل این کلمه وخاصیت وی در
دفع محنت وشدت وانچه پیش آید مردرا از حوادث ودواهی در احادیث بسیار واقع شده
وحقیقت معنی وی شهود توحید افعالی ست که هرچه پیش آید همه را از پیشگاه داند ودر دام
شرک خفی نیفتد باحسن ظن به پروردگار خویش که چون در تربیت اوست هرچه کند صلاح کار
بنده همدران خواهد بود ولیکن این درحق کسی بود که دایم متوجه ولتجی بجناب لطف وکرم
اوست تعالی شانه وتمامه امور خود را بوی تفویض نموده وبر توازر نور ولایت بر ناصیه حالش
تافته وپروردگار تعالی بلطف خاص متولی امور او شده والا مذهب آنست که اصلح بر بنده
واجب نبود وهرچه خواهد کند لا یسال عما یفعل وهم یسألون تنبیه مراد حقیقی بآنکه در شرع
ورود یافته هرکه این دعا بخواند جزایش اینست آن بود که متحقق بدان حال ومتصف بمعنی
آن شود والا مجرد حرکت جوارح وجنبانیدن زبان چندان کفایت نکند مگر آنکه منبعث
شارع معلوم شود که این خاصیت در مجرد لفظ ونفس حرف وصوتست آن زمان اثر

بخاصیت بران لفظ مترتب گردد وحاجت بدرک معنی نباشد وباوجود آن بیکار نشستن
وعمل موقوف آن حال نباید داشت فضل خدا واسع ست ووی سبحانہ مجیب الدعوات بندگان
ست بہرحال کہ بکنند رعایت وشرایط وآداب حسابی ست ولیکن فضل وکرم وی تعالے برون
دائرہ حساب ست مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ وباللہ التوفیق چنانچہ در باب اخلاص وریا
در عمل از شیخ شیوخ زمان خود شہاب الملۃ والدین السہروردی پرسیدند کہ چہ کار باید کرد
چون عمل کنیم ریا راہ یابد واگر نکنیم بیکار نشینیم فرمود عمل کنید واز ریا استغفار نمائید بیکار
نشستن مصلحت نیست آخر این عمل اگر دوام پذیرفت ہم بنورانیت عمل سرّ اخلاص در دل
پیدا شود انشاء اللہ تعالی اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر واعز واجل واعظم مما اخاف
واحذر خدای بزرگتر وغالب تر ست از چیزیکہ میترسم من وبیم میدارم ازان چیز وبعضے روایات
واعظم بعد از اجل نیز مذکور ست کبریا وعزت وعظمت وجلال در معنے نزدیک ہم
آیند واگر کبریا را باعتبار ذات وعزت را بافعال وعظمت را باسما وجلالت را بصفات
اعتبار نمایند دور نباشد وچون نفس بجبلیت وبی یقینی خود ترسے وہراسے از اغیار دارد
خصوصا در جائیکہ معاملہ با غالب تر از خود شش افتد چنانچہ سلاطین وجباران درین کلمہ
باستحضار عظمت وکبریای الٰہی کہ مستلزم اشتغال وانقداح نور یقین ست دلیرش ساخت
کہ ہان ای نفس مترس کہ پروردگار تو بزرگ تر وغالب تر از دشمن تست ؎ گر دشمنت
قویست نگہبان قوی ترست ؎ تو از مولے تعالے بترس تا ہمہ از تو بترسند من خاف
عن اللہ خاف عنہ کل شئ ودرین کلمہ تنبیہ ست بران کہ در وقت معاملہ با غالب باطن را
مملو ومعمور بکبریای حق دارد تا ہیبت وعظمت بیگانہ را در دل جایی نماند ودر سطوت
نور عظمت وجلال وی تعالے جباریت وقہاریت دیگران مضمحل ومتواری گردد عزجارک
غالب ست ہمسایہ تو وپناہ آرندہ بتو چون احضار کبریای حق وشہود عظمت او کردی
بمقام حضور آمد وخطاب کرد وہمسایگی حق بدوام توجہ والتجا بجناب لطف ومتکبر بدین

عزت اوست هر که بلتجے بجناب عزت اوست هرگز مقهور و مغلوب نگردد ۵ عزیز تو خوار
نه بیند زکس ۵ وجل ثناءك و بزرگ ست ثنار تو و هیچکس بکنه صفات کمال تو و قدرت
لایزال تو نرسد ضعیف را قوت دهی و قوی را ضعیف گردانی لعزمن تشار و تذل من تشار
صفت توست ولا الہ غیرك و نیست هیچ معبود بحق جز تو اللهم انی اعوذ بك من شر
نفسے چون منبع تمامه شرور و قبایح و باعث بی یقینے و بے ثباتی نفس ست پناه بست و بخدا
از شر وی و هر چه از شر بآدمی زاد رسد همه از نفس اوست پیغمبر فرمود صلے الله علیه وسلم
رب لا تکلنی الی نفسی طرفة عین ولا اقل من ذلك پروردگارا مگذار مرا بنفس من یك چشم
زدن بلکه کمتر ازان مرا دایم باخود دارد و در مشاهده عظمت خود بگذار تا یك چشم زدن اغیار
مجال تاثیر و تصرف و غلبه بر من نباشد و من شر کل شیطان مرید و من شر کل جبار
عنید و پناه میجویم بتو از شر هر شیطان رانده شده و از شر هر سلطان متکبر مایل از راه راست
معاند حق معنے عناد از راه راست برآمدن و مخالف شدن مر حق را با وجود شناخت آن
چون تدبیر کار شر و سلطنت و ملك اغوا و اضلال بشیطان حواله کرده اند و برین قیاس
حال جباران و قهاران که مسلط بر خلایق اند استعاذه از شر ایشان از واجبات وقت
باشد و شیاطین دو قسم اند شیاطین جن ابلیس و جنود وی و شیاطین انس ظلمه و اعوان
ایشان اول اشارت باول ست و ثانی بثانی و قوت وهمیه که در سرشت آدمی زاد نهاده اند
و او را شیطان عالم النفس گویند نمونه از شیطان عالم آفاق ست که بر عقل و جمیع قوی و اعضا
سلطنتے دارد مگر بر عقل مصفا و منور بنور یقین که بحکم ان عبادی لیس لك علیهم سلطان
سلطنت وی ازان مقهور و منتفی ست و استعاذه از شر وی که معدوم را بصفت موجود
و باطل را در لباس حق نماید نیز واجب ست و زوال خوف از ماسوای حق جز بدفع و ازالهٔ
وهم صورت نه بندد و در حقیقت استعاذه از شر نفس ست چنانچه در فقره اول مذکور شد
فان تولوا فقل حسبی الله لا الہ الا هو علیه توکلت وهو رب العرش العظیم ۵

این ایتی ست از قرآن مجید کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ بر رسول خود صلے اللہ علیہ وسلم امر کردہ
میفرماید پس اگر پشت دہند کافران در دی بجانب حق نیارند و از قبول آن اعراض نمایند
بگوای محمد ای محبوب من و ای محفوظ و معصوم من حسبی اللہ بس ست مرا خدا لا الہ الا ہو
نیست ہیچ معبودی بحق مگر وی علیہ توکلت بر وی گذاشتم کار و بار خود را و وکیل خود
گردانیدم اورا و ہو رب العرش العظیم و وی پروردگار عرش عظیم ست کہ عظیمتر و بالاتر
از وی خلقی در عالم اجسام پیدا نشدہ چون سوق کلام در دفع شر جباران و قہاران و
دفع بیم و ہراس ایشان بود و اصل و مادہ آن شہود قہر و عظمت الٰہی تعالیٰ ست مقطع کلام
بر ستن مطلع آوردہ ختم سخن بر عظمت کردہ و اگر اصحاب حرز و ارباب دعوت مراقبہ احاطہ عرش
الٰہی با ملاحظہ این اضافت در ہیوقت نمایند در حفظ و صیانت او خلل نباشد چنانچہ قطب الوقت
شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ در حزب البحر کہ از حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم
تلقین نمودہ ست و در باب حرز و حفظ تریاق اکبر ست فرمودہ ستر العرش مسبول علینا
و عین اللہ ناظرۃ الینا بحول اللہ لا یقدر صحلینا و اللہ من ورائہم محیط بردہ عرش بر ما فرو ہشتہ
و عین عنایت و عصمت الٰہی بجانب ما ناظر دیگر بقوت الٰہی ہیچکس را قدرت بر ما نباشد و قدرت
وی تعالیٰ ہمہ را محیط ست کہ راہ بیرون آمدن از حیطہ قدرت او محال و ہو الکبیر المتعال
فائدہ وصیت مشایخ شاذلیہ ست قدس اللہ اسرارہم مریدان را بخواندن این دعا
یعنی حسبی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت و ہو رب العرش العظیم گفتہ اند اگر یکی باشد کہ ویرا
ہیچ وردی نباشد الا ہمین ورد کفایت میکند او را از جمیع اوراد و گفتہ اند کہ در خواندن
این دعا اگر فہم و حضور نباشد نیز موثر و مقبول ست و عدد خواندن آن دہ کرت ست
بعد از نماز صبح و بعد مغرب و اگر ہفت بار بخوانند نیز کفایت ست بلکہ این بصحت روایت اقرب
ست و حاصل آن توحید و جہہ بجناب حق و اخلاص مطلب است با شہود عظمت وی تعالیٰ
و تبری از ماسوی و ترک تدبیر و اختیار رزقنا اللہ و ثبتنا علے ہذہ الطریقۃ المستقیمۃ ان ولی ذلک

حزب البحر

دعا بعد از نماز صبح و مغرب

الله الذی نزل الکتاب و هو یتولی الصالحین ٥ در بعضے روایات این کلمه نیز در آخر دعا مذکور
ست ترجمه بدرستی و راستی که دوست و متولی تمامه امور من خداست که فرو فرستاده ست
کتاب را که در وی تدبیر تمامه امور دنیا و آخرت کرده ست یعنی قرآن مجید را و وی سبحانه تعالی
دوست میدارد و تولیت امور میکند مر صالحان را اللهم اجعلنا من الصالحین و دعا قنوت
و التحیات را نیز در وقتی بتقریبی ترجمه و شرحی کرده شده بود آن نیز منقول و مسطور میگردد

الرسالة السابعة والثلثون تجلیة القلوب بقدس الملکوت بشرح دعاء القنوت

لا اله الا الله محمد رسول الله

قنوت بمعنی دعا و طاعت و سکوت و قیام و خشوع آمده و هر یکے ازین معانی باین دعا مناسبت
دارد و در تعیین مواضع و آداب درین دعا اختلاف گونه هست و مختار آنست که اگر همه جا بواو بخوانند
درست ست و اگر در بعضے مواضع بی واو نیز خوانند روا بود آنچه مسموع و مشهور ست بر صفحه بیاض
نگاشته اید اللهم انا نستعینک خداوندا ما یاری و مدد میطلبیم از تو در جمیع کارها و تمامه مهمات
دنیا و آخرت علی الخصوص در طاعت و عبادت که بی توفیق و اعانت که مخصوص بندگان
خاص ست موجب قرب حضرت ست میسر نباشد اللهم بمعنی یا الله آید از بعضے سلف
رحمة الله علیهم منقول ست که فرمودند چون خدا را باللهم یاد کردی گویا همه ناهیهاش
یاد کردی و بقولے اللهم اسم اعظم ست که دعا بوسیله آن با استجماع شرایط دیگر البته
مستجاب است و انا نستعینک بلفظ جمع آورد با آنکه داعی یکی ست اشارت ست با نکه مرد
باید که در طلب خیر مسلمانان را با خود شریک گرداند و برخوان نعمت بیکران حق تنها خوار
نکند یا اشارة با نکه همه محتاج مدد و معونت حق اند جل و علا و اگر از اول تا آخر همه جمع آیند
از استعانت و استمداد جناب لایزال مستغنی نباشند یا اسقاط دعاییست نفس را از
مرتبه استحقاق و خیز اعتبار تا باشد که در ضمن جماعت و طفیل مقبولان درگاه دعا او در سلک
اجابت و قبول منسلک گردد و نستغفرک و طلب آمرزش گناهان میکنیم از تو چون استعانت

وطلب توفیق طاعت کرد وطلب آمرزش گناهان نیز میکند تا بهر دو شق جلب نفع ودفع
ضرر که هر دو جناح ظفر ونجاح اند تمسک بذیل مقصود کرده باشد یا چون توفیق بر طاعت
طلبید هیچ طاعتی وعبادتی بی شوب نقصان نبود وچنانچه حق عبادت ست از دست نیاید
استغفار میکند ازان نقصان وتقصیرات که در طاعات رود مشایخ گفته اند رحمة الله علیهم
احتیاج بعفو ومغفرت کردگار تعالی در طاعات بیشتر ست از آنکه در معصیت چه تقصیر در
مقام قرب بساط حضور سخت تر ست از آنکه در بعد وغیبت واستغفار سبب ادرار مطر
فیض وجود ومفتاح خزاین امداد وانعام حضرت واجب الوجود ست جل جلاله وعم نواله
یرسل السماء علیکم مدرارا ویمددکم باموال وبنین الایة دلیل آنست سید العالمین اصلی الله
علیه وسلم در یک مجلس هفتاد کرت وگاهی صد مرت می شمردند که تکرار استغفار میکرد خداوند
که معنی آن استغفار وباعث آن تکرار چه بود واز کجا بود سخن در بیناب بسیار کرده اند جلبی
ازان در رساله مرج البحرین فی الجمع بین الطریقین که در جمع بین الشریعة والحقیقة و
تطبیق ظاهر وباطن صورت تالیف یافته ست آورده ایم انچه مرا ازهمه خوشتر ومقام
ادب نزدیکتر نماید آنست که این استغفار از جهت امت وطلب آمرزش گناهان ایشان
بود واگرنه انجا همه رحمت ومغفرت ست استغفار برای چه باشد والله اعلم واستغفار باید که
از سر توجه وحضور باشد والا چون گوید استغفر الله یعنی طلب آمرزش میکنم از خدا وباطنش
از استحضار این طلب در حضور حق غافل بود کذب لازم آید واین گناهی دیگر ست که آن را
استغفاری دیگر باید ازینجا گفت رابعه عدویه رضی الله عنها که استغفارنا هذا یحتاج الی استغفار
کثیر فرمود استغفار یکه ما میکنیم گناهی ست که محتاج ست باستغفار کثیر کثرت استغفار کثیر از جهت
لزوم تسلسل ومراتب ست یا از جهت آنکه گناه در عین استغفار عظیمتر بود وبکثرت استغفار
محتاج تر وبعضی از علما بران رفتند که اگر استغفار بصیغه دعا باشد چنانچه گوید اللهم اغفرلی
بهتر از لزوم کذب دور تر بود اگرچه حضور در اجابت دعا نیز شرط ست ولیکن باوجود طریان

غفلت اگر مصاوف وقت افتد نیز امید قبول هست فائدہ وظیفہ در استغفار چنانچہ مشائخ
قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم فرمودہ اند آنست کہ ہر روز ہفتاد بار بگوید استغفر اللہ العظیم الذی
لا الہ الا ہو الحی القیوم واتوب الیہ و اگر بصیغہ دعا گوید اللھم اغفرلی وتب علی انک انت التواب
الغفور نیز درست ست بلکہ بہتر باشد و اگر در اول استغفر اللہ العظیم یا استغفر اللہ و در ثانی
اللھم اغفرلی وتب علی یا اللھم اغفرلی گوید کفایت بود ایں قدر خود آسان ست و باللہ التوفیق
و نؤمن بک و ایمان می آریم بتو کہ خدائی و بخشندہ گناہان مائی ایمان خود پیش ازیں
آوردہ ہست و ایں دعا مومنان ست ما نا کہ مراد تجدید ایمان ست جدد وا ایمانکم بقول لا الہ
الا اللہ صحابہ رضوان اللہ علیہم با یکدیگر میگفتند بیائید بنشینیم و تجدید ایمان کنیم بذکر خدا و مذکر
آخرت ازینجا معلوم شود کہ ایمان کہنہ و پژمردہ گردد و بعد از کہنگی و پژمردگی نو و تازہ شود
کہنہ بطریان غفلت و تراکم ظلمات معصیت و نو باشتغال نور ذکر و تقویت باعثہ محبت و
چون صیغہ تفعل بعرف زبان عرب مفید استمرار تجددی و حصول فعل آنا فانا بود ہر ساعت
ایمانی جدید بوجود آید و ہر جدید ہو الذی پس تمامہ اوقات مومن صادق لذت در لذت باشد
اللھم اذقنا حلاوۃ الایمان وارزقنا لذۃ النظر الی وجہک الکریم و اعظم اسباب تجدید ایمان
و تازہ گردانیدن آن صحبت صالحین و نظر بجمال ایشانست خصوصا انہائی کہ از خود فانی
و بحق باقی باشند خدای تعالیٰ شناسای قدر این نعمت روزی گرداند و مطالعہ کتب این
قوم نیز نافعترین اسباب ست در ینباب و اللہ ولی التوفیق و ملہم الصواب و نتوکل علیک
و توکل میکنم بر تو تمامہ کارہا را بتو میسپاریم توکل از فروع ایمان و لوازم آنست قولہ تعالیٰ
علی اللہ فتوکلوا ان کنتم مومنین و توکل در ہمہ جا بود و غالب و متفاہم عرف استعمالش در باب
رزق آید و حقیقت آن ثقہ و اعتماد دست بر ضمانت باری تعالیٰ و تکفل او رزق بندگان را
اگر این یقین حاصل شد توکل بدست آمد ترک اسباب عادی لازم این مقام نیست الا اسباب
و ہمی کہ مباشرۃ آن منافی توکل ست و ترک اسباب عادی برای تحقیق و تصحیح مقام توکل و

امتحان حال نفس ست چنانچه مشایخ طریقت در حال ابتدا کرده اند والا حقیقت توکل
همان ثقه و یقین ست و منتی علیک الخیر و ثنا میگویم بر تو نیکی را یعنی حمد و ثنای تو
میگویم و تمامه نیکیها را بتو اسناد میکنیم چون حق را وکیل خود گرفت و در عادت وکیل چون
بمقتضای نصیحت عمل کند و براه درستی و خیر خواهی موکل رود متعلق رضای او گردد و عقد
دوستی استحکام گیرد و اگر بخلاف این روش رود عقد محبت انحلال پذیرد و محل سخط گردد و فع
آن توهم میکند و میگوید که ما بوکالت تو راضیم ترا شاکر و حامدیم چنانچه گفت نشکرک
ولا نکفرک شکر میگوئیم ترا بر نعمتهای تو و کفران نعمت تو نمیکنیم ترا لاسیما نعمت وکالت را
که ما را از تشویش تدبیر و تردد و اختیار و دار و گیر کار و بار خلاص کردی و فارغ البال
بر بستر فراغ و استراحت نشاندی بالاتر ازین چه نعمت باشد و چون راضی نباشیم
بوکالت تو که در وکیل و صفت باید دوستی وافر و علم کامل و این هر دو صفت منحصر است
در تو و ادای شکر بر یقینا بحکم عقل از محالات ست از جهت تواتر الای و تواتر نعم
دی بجانه و از جهت تنوع و تشعب آنها که در هر نفس و هر طور نوعی از نعمت بظهور آید که قسمی
خاص از شکر اقتضا کند و تتبع جمیع انواع نعم و مقابلت آن بخصوصیات انواع شکر
در حیز امکان و قدرت بشر نبود از جهت لزوم تسلسل چه شناسائی نعمت نعمتی ست
بهتر و بالاتر از نعمت و توفیق شکر بر ان نعمتی دیگر و همچنان شکر شکر الی ما لا نهایة له
و این محل دهش و حیرت عظیم ست که اندیشه را سر ازان بیرون آوردن دشوار بود و لیکن
این استحاله و این دهشت کسی را ست که خواهد کرم حق و افضال او را با فعال خود مقابل
گرداند و این هرگز راست نیاید و شکر را از مراسم و مواجب عقلیه داند و این مذهب اعتزال
است و باطل ست و نفس خود را نسبتی در مست اثبات کند و این نقص ظاهر ست اما آنکه
متحقق ست بحقیقت و شکر را از رسوم شریعت شناسد این دهشت او را طاری
نشود چه شارع تعالی هر نوع از نعمت را شکری بزبان شریعت تعیین فرمود و چنانچه

نماز و روزه و حج و زکوة و امثال آن هر که اقامت آن کند بحکم شرع از شاکران باشد کذا
قال بعض المحققین و نخلع و نترک من یفجرک و بر میکشیم یعنی از باطن میگذاریم یعنی دشمن
کسی را که معصیت و رزد و بی فرمانی کند ترا خواه نفس باشد و خواه خلق قوله تعالی لا تجد قوما
یومنون بالله و الیوم الآخر یوادون من حاد الله و رسوله هر که ایمان بخدا و روز آخرت
آورد هرگز دوست ندارد آنرا که دشمن خدا و رسول خداست وعید درین باب در آیات و
احادیث بسیار آمده و ایستادن درین مقام در غایت صعوبت و اشکال ایمان کامل آنکه
بدل و زبان و جوارح مخالف اغیار باشند و اگر اینقدر نباشد باری دل از محبت و موافقت
ایشان نگاهدارند و ذلک اضعف الایمان اللهم ایاک نعبد چون تبری از ماسوی کرد و خلع
و ترک اغیار نمود بر جاده اخلاص استقامت بر سجاده عبادت اقامت نموده میگوید
خداوندا ترا عبادت میکنیم نه غیر ترا و مطلوب و مقصود توئی نه اغراض دنیا و اعواض
آخرت و لک نصلی و نسجد و برای تو فرمان برداری امر تو و طلب رضای تو نماز می
گذاریم و سجده میکنیم عبادات بسیار است و چون نماز افضل عبادات و ارفع قربات بود از جهت
اشتمال او اقسام عبادات و قربات را و بالفعل مباشرت او دست تخصیص کرد او را ذکر
باز چون سجده افضل ارکان نماز بود و اکمل احوال که بنده را با خدا قربت بخشد بعد از ذکر
نماز ذکر سجده کرد و در حدیث آمده است که چون بنده در نماز ایستد جواهر رحمت نثار وی
کنند و چون بر کوع رود بقایای رحمت بتمام بروی نثار شود و چون سر بسجده برد گویا در قدم
رحمان افتاد و هر دو دست بر اقدام وی نهاد بعد از تصور و ملاحظه این معنی مشکل که طالب
صادق سر از سجده بر دارد تا مشاهده محبوب نکند و گوهر مقصود بدست نیارد و فضایل
نماز و اسرار و حقایق آنرا مشایخ بر قدر معرفت و مطابق مقام خود بیان کرده اند از انجا
طلب باید داشت برای تقویت باعث را و شناخت قدر نماز را و هر که از اهل حضور و معرفت
است بقدر حال خود نصیبه ازان دارد و الله الموفق و الیک نسعی و نحفد و بسوی تو

نه بسوی غیر توسعی میکنیم و ترا خدمت میکنیم حفد بمعنی خدمت ست و حافد خادم را گویند
ومحفود مخدوم و بمعنی سبکی در عمل و شتابی نیز اید درین فقره نیز بیان اخلاص و توحید
میکند و نرجو رحمتك و نخشی عذابك و بآنکه بقدر وسع و طاقت خدمتی میکنیم و سعی
در طریق تقرب می نمائیم ولیکن امیدواری برحمت تو داریم و از عذاب تو می ترسیم چه میکنیم را
استحقاق بر تو نیست ثواب محض فضل تست و عقاب عدل تو بنا بر وعد و وعیدی که
کرده و ثواب و عقاب را بطاعت و معصیت ربط و تعلق داده و سبب ساخته نزد صدور طاعت
امیدوار برحمت تو ئیم و بارتکاب معصیت ترسکار از غضب تو ایمان بین الخوف و الرجا
بودن ست باوجود سبقت رحمت بر غضب و لهذا امیدواری برحمت را مقدم آورد
برترسکاری از غضب ☜ آنها که خواص درگهه تکریمند + دهشت زدگان عالم تسلیمند
نومید مشو که رحمت حق عام ست + مغرور مشو که خاصگان در بیمند + ان عذابك
بالکفار ملحق بدرستی و درستی که عذاب تو بکافران لاحق و پیوسته ست باسوسته
کرده شده ست ایراد این کلام بعد از نومن بك ناظر در جانب امیدواری ست و ملحق را
بکسر حاء و فتح آن هر دو خوانده اند و معنی هر دو یکی ست فی القاموس لحقه ادرکه کالحقه
وبذا لازم و متعدان عذابك بالکفار لحق ای لاحق و الفتح احسن و الصواب انتهی کلامه
تکمله در بعضی کتب فقه حنفیه مسطور ست که اگر بعد از دعا مذکور این دعا را که ماثور
ست و قنوت مذهب شافعی ست حضرت صلے الله علیه وسلم آنرا بامام حسن سلام الله
علیه و علی آبائه الکرام تعلیم فرموده نیز بخواند بهتر و جامع تر باشد اللهم اهدنا فیمن
هدیت خداوندا راه راست نما مارا در ضمن آنجماعه که راه راست نموده ایشانرا و عافنا
فیمن عافیت و عافیت بخش مارا در انجماعه که عافیت بخشیده ایشانرا و تولنا
فیمن تولیت و دوست دار و متولی امور ما شو در آن جماعه که دوست داشته ایشانرا
و متولی امور ایشان شده و بارك لنا فیما عاطیت و برکت ده مارا در هر چیز یکه داده از

نعمت و قنا بشر ما قضیت و نگاهدار ما ای پروردگار ما از شر آنچه قضا کرده انک
تقضی و لا یقضی علیک بدرستیکه تو حکم میکنی و حکم کرده نمیشود بر تو انه لا یذل من
والیت بدرستیکه شان اینست که خوار نمیشود کسیکه دوست میداری تو او را و لا یعز
من عادیت و عزیز نمی شود کسیکه دشمن میداری تو او را و المهتدی من هدیت
و راه راست یابنده کسی ست که راه راست نموده تو او را تبارکت ربنا و تعالیت بزرگی تو
ای پروردگار ما و بلند مرتبه گردیدی بلند مرتبه کمال تو نرسد یا ذا الجلال و الاکرام ٥ ای خداوند
صفات سلبیه و ثبوتیه اغفر و ارحم بیامرز و رحمت کن و تجاوز عما تعلم و بگذر از آنچه میدانی
از گناهان ما انک انت الاعز الاکرم بدرستیکه غالب تری تو و کریم تری از هر غالب
و از هر کریم و صلی الله علی محمد النبی الامی و آله وسلم

الرسالة الثامنة و الثلثون بتحصیل البرکات به بیان معنی التحیات

لا اله الا الله محمد رسول الله

التحیات لله تمامه عبادات قولیه و الصلوات و تمامه عبادات فعلیه و الطیبات
و تمامه عبادات مالیه ثابت ست مر خدای را تعالی و تقدس اینچنین تفسیر کرده اند این
کلمات را رسم ست که چون در حضرت ملوک در آیند اول السلام کنند و ثنا خوانند ثانیاً
خدمت کنند و عجز و نیاز نمایند ثالثاً تحفه بگذرانند لایق حضرت تا مقبول درگاه و شایان
عنایات حضرت بادشاه شوند امام محی الدین نووی در شرح مسلم میگوید تحیت بمعنی سلام
و ملک و بقا و عظمت و حیات ابد و تحیات بر لفظ جمع آورد زیرا که بادشاهان عالم را از عرب
و عجم تحیتی مخصوص بود که اصحاب ایشان مر ایشان را بدان تعظیم و تکریم میکردند پس میگوید
تحیات همه ثابت ست مر بادشاه بادشاهان را که خالق عالم است و او ست بحقیقت
مستحق آنها و بر دیگران جز عاریتی بیش نیست و کرمانی در شرح صحیح بخاری از خطابی نقل
می نماید که تحیات رعایا ملوک را که نزد ملاقات بدان تحیت میکردند کلمات مخصوص بودند

چنانچه درعرب انعم الله صباحا و درعجم زی هزار سال و مانند آن میگفتند و امثال این الفاظ را
صلاحیت آنکه بان تحیت برکردگار تعالی توان کرد نبود پس خصوصیات الفاظ را گذاشت
و معنی مطلق تعظیم استعمالش کرد و گفت التحیات لله ای جمیع انواع التعظیم ثابت لله تعالی شانه
و اوست مستحق آن نه غیر او و الصلوات یعنی نمازهای فرایض و نوافل برای اوست و صلوة را
بر معنی دعا نیز حمل کنند ای الدعوات کلها لله و بمعنی رحمت نیز گویند یعنی رحمتها همه از و ست
و هو الرحمن الرحیم و الطیبات کلمات طیبه و اعمال صالحه نیز مراد دارند و تمامه ایضا یعنی صحیح ست
و مناسب مقام السلام علیک ایها النبی و رحمة الله و برکاته سلام بر تو باد ای پیغمبر و رحمت
خدا و برکتهای او و حق سبحانه و تعالی امر فرمود در کتاب مجید مومنان را که صلوات و سلام
بفرستید بر پیغمبر صلی الله علیه وسلم کیفیت سلام اینست که در بخاری مذکور شد و کیفیت صلوات
در آخر تشهد معلوم شود اگر گویند که خطاب مر حاضر را بود و آنحضرت صلی الله علیه وسلم در مقام
نه حاضر ست پس توجیه این خطاب چه باشد جوابش آنست که چون ورود این کلمه در اصل
یعنی در شب معراج بصیغه خطاب بود دیگر تغییرش نداده و بر همان اصل گذاشتند
و در شرح صحیح بخاری میگوید که صحابه در زمان آنحضرت صلی الله علیه وسلم سلام بصیغه خطاب
میگفتند و بعد از زمان حیاتش اینچنین میگفتند السلام علی النبی و رحمة الله و برکاته بلفظ
خطاب و بعضی عرفا از ارباب تحقیق گفته اند که آنحضرت باعتبار سریان حقیقت وی صلی الله
علیه وسلم در ذرایر موجودات و احاطه ذات با برکات وی بسایر ممکنات در ذات مصلی
حاضر و شاهد ست و ورود صیغه خطاب در حقیقت بملاحظه آن حضور و شهود ست صلی الله
علیک یا رسول الله وسلم **فائده** در احادیث صحیحه واقع ست که هر بنده مومن که
بر آنحضرت سلام میفرستد آنحضرت بنفس شریف خود جواب سلام او میگوید در بخاری هیچ جا
نیست خلاف در آنست که این رد سلام از آنحضرت مخصوص است بزایران قبر شریف یا
که در حضرت در آیند و بر طریقه داخلان مجلس سلام میگویند یا شامل ست مر مصلیان را

نیز که در قراءة تشهد بلفظے که مذکور شد سلام فرستند و الظاهر هو العموم و هو القول الصحیح مگر
فرق آن باشد که سلام زایران بیواسطه بسمع شریف میرسد و از دیگران بوساطت ملائکه
سیاهین که حضرت عزت ایشان را به تبلیغ صلوٰة و سلام از امت بر آنحضرت صلے الله
علیه وسلم برگماشته ست چنانچه در احادیث واقع شده ست والله اعلم السلام علینا
وعلی عباد الله الصالحین ۝ سلام بر ما و بر بندگان خدا که صالح اند اگر گویند درود
این سلام چنانچه مشهور ست از حضرت پروردگار تعالے ست بر رسول انام علیه الصلوٰة
والسلام در شب معراج پس ظاهر و سلام ست بر الله تعالے جوابش آنکه سلام دعاست
بسلامت از آفات و مکروهات و وی تعالے و تقدس منزه و مستغنی ست از انکه بروے
دعا بسلامت کنند پس در بدل آن سلام به بندگان خاص وی فرستاد که مقربان درگاه
و متعلق بذیل عزت اویند و در حدیث صحیح آمده که چون صحابه خلف آنحضرت صلے الله علیه
وسلم در نماز گفتند السلام علی الله من عباده و علی جبرئیل و میکائیل و علی فلان و فلان
آنحضرت بجانب صحابه دید و گفت ان الله هو السلام فاذا صلے احدکم فلیقل التحیات لله
والصلوٰة والطیبات السلام علیک ایها النبی و رحمة الله و برکاته السلام علینا و علی عباد الله
الصالحین فرمود خدا خود سلام ست یعنی خداوند سلامت و سلامت بخش دیگران
سلام بروے معنے ندارد و سلام بر من فرستید و بر بندگان صالح وی تا بر هر بنده صالح که در
زمین و آسمان ست برسد جبرئیل و میکائیل و غیر ایشان همه در ایجاد داخل اند اشهد ان
لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله اول شهادت ست بخدای خدا و تنها
بے رسالت محمد صلے الله علیه وسلم و به تحقیق در بعضے روایات آمده ست زیادة وحده لا شریک له
و اگر این زیاده را نیز بخوانند بے شبه درست بود و لیکن روایت صحیح در مذهب حنفی همان
اول ست که مذکور شد و بعد از تشهد درود بخواند و آن سنت ست نزد حنفیه و فرض ست
نزد شافعی و کیفیت آن در احادیث بصیغهای مختلف آمده و اگر باین صیغه بخوانند

سلام و صلوٰة چیست

کفایت ست اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انک حمید مجید
وفی نسخة اللهم بارک علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم کما بارکت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم
انک حمید مجید ودرین تشبیه باعتبار لزوم قوت وجه تشبیه درمشبه به سخن ست وازان
جوابها گفته اند تمامه آن در رساله جذب القلوب جداگانه مذکور شده ست واحسن اجوبه آنکه
تشبیه اینجا در نفس صلوٰة ست چنانکه در قول وی عزوعلا انا اوحینا الیک کما اوحینا
الی نوح وظهور وشهرة وجه تشبیه درمشبه کفایت ست وبعد از تشهد وصلوٰة از ادعیه
هرچه خوش آید بخواند واگر از ماثورات بخواند افضل ست واز انچه ماثورست یکی اینست که
انحضرت صلے الله علیه وسلم بصدیق اکبر بالتماس وی تعلیم فرموده رب انی ظلمت نفسی ظلما
کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرة من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم
دیگر این دعا بخواند اللهم انی اعوذبک من فتنة عذاب القبر ومن فتنة عذاب النار
ومن فتنة المسیح الدجال ومن فتنة المغرم والمأثم ومن فتنة المحیا والممات واعوذبک
من الفتن ما ظهر منها وما بطن اللهم اغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت
وما اسرفت وما انت اعلم به منی وربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب
النار نیز بخواند که جامع وشامل ست ؛

الرسالة التاسعة والثلثون تثبیت الفواد بتصور عظمة رب العباد ؛

لا اله الا الله محمد رسول الله

اللهم صغر الدنیا باعیننا وعظم جلالک فی قلوبنا بر تو بادا فرزند دلبند تصور عظمت
وکبریای حق که هیچ چیز عظیم تر وکبیر تر از ذات وی تعالے نیست وهو العلی العظیم ؛
آدمی چون نظر بر ماهیت امکانی خود بیندازد چندان احتیاج ونیستی خود دریابد که
در نظر ادراک متلاشی ومعدوم گردد وخود را هیچ در نیابد هیچی یابد که نشان هیچی نهادن
بروی نیز تهمت وجود وهستی نهادن ست این حقیر را گاهی در هنگام صفائی وقت

وبار یکی نظر چون نظر بر تعین وجودی خود افتد ساعتی نگذشته باشد و لحظه نرفته که از نظر
مثلاشی وفانی گردد و بر مثال ابر پاره رقیق در آسمان نگاه کرده باشی که تا میرد و رقیق تر
وبار یک تر می افتد در رفته رفته متلاشی وفانی میگردد و گاهی که حدت نظر و صفای وقت
ازان کمتر ست مانند پوست پاره نحیف کهنه خراب رخته زده که مخورده هیچ هیچ منظور گردد
وگاهی مثل تحمک بعضی میوها مثل سیب و شفتالو که بغایت سست و ضعیف ست و هنگامی
مثل خشخاش دانه یا ذره یا ازان نیز کمتر و گاهی که وقت نظر از غواشی تعلق بوجود امکانی
مجرد تر و صاف تر بر وجه اصل چنانچه نفس الامر ست باشد معدوم مطلق یابد و هیچ اثر
هستی و نشان خود نبیند نه اینجا در فضای نورانی که مشغولان نقشبندیه نور الله ارواحهم
در وقت توجه میابند افتد و میگویند که خود را در فضای نورانی یافتیم خود را چه یابند یعنی
نور ادراک چنان بسیط و لطیف شد که اینجا لت روی نمود که رحمت تعین وجودی از میان
برطرف شد و چون چیزی کثیف از میان بر افتد که سایه انداخته و مانع روشنائی آفتابی یا چراغی
شده باشد لاجرم فضای نورانی پیدا گردد و خود را یافتیم یعنی خود را که می یافتیم کم کردیم
سبحان الله کجا افتادم و چه روی نمود قطعاً در قصد بیان این سخن نبودم مقصود آن
بود که برای حفظ اوقات و معموری باطن و غنای قلب و امتلاء وجود بنور حضور و صفای
حال و فراغ وقت بتصور عظمت وجود حق و غلبه قدرت و انبساط علم وی لازم گیرد
هیچ نمودن هستی خود و دریافت ذل و صغار و احتقار حال خود لازم اوست یا مقدمه
اوست شهود هستی خود اگرچه اصل و نفس الامر ست اما هنوز گرفتاری بدان از پستی و
خودپرستی ست چرا نظر بلند نباید داشت و بجناب علو نباید رفت و نظر بر نور حق وجود
مطلق و عظمت و کبریای او نه گماشت که تمامه هستی های علوی و سفلی و عقلی و حسی
در جنب آن محو و متلاشی ست و کلمه الیست در او راه آمده اللهم انی اصبحت مرتهنا
بعملی و اصبح امری بید غیری فلا فقیر افقر منی این فقیر گاهی بعد ازین کلمه اینچنین میخواند

وافنا اصبح امری بیدک فلا اغنی اغنی منی و بعد از تصور عظمت و جلال حق انبساط
نور انسیت و کمال پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ببین و مشاہدہ کن کہ چہ بادشاہی است
و چہ صاحب غریب نواز و ملک و نیاد دین بخش است کہ ہر یکے از نوکران او بندگان
درگاہ او زندہ گردانندہ دین اویند و فریادرس جن و انس و بادشاہ زمین و
آسمان و متصرف در ملک و ملکوت اند بعد ازان در انوار ولایت و سیادت
این خاصگان نظر کن و مستغنے از عوام الناس باش اینجا مقصود آمدم و در اول
مکتوب ملحوظ ہمین بود مقصود آن داشتم کہ ترا با خود دو دوئی نیست تو منی و من تو
بلکہ طالب جمعیت وقت و کشاد سینہ را کہ اینجا نیز بجہت جامعہ ہمدردے و ہمکاری
و ہم پیشگے دوئی نیست نصیحت کنم تا از ابنار روزگار و ترس اغیار ہراسی و خلجانے
و وسواسی و نگرانی دل و تشویش وقت و فتور حال راہ نیابد دل چون خملو
بعظمت حق و بعزت محمدی شد دیگر کجا جای وسواس و مداخلیت غیر خواہد ماند
و اگر از مقام شہود عظمت کبریا تنزل کنی و بعالم بشریت و خود خواہی آرزوئے
مطالب و حصول مقاصد دنیائی امیدوار باش کہ اینجا ہمہ مطالب حاصل است
آخر ملک ملک خداست و متصرف و مدبر اوست و بہ نیابت و وکالت و
سفارت و رسالت او پیغمبر را و خاصگان درگاہ و حاضران گاہ و بیگاہ او را است
دیگر کیست و للہ العزت و لرسولہ و للمومنین و لکن المنافقین لا یعلمون منافقان
آنہا کہ بزبان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میگویند و در دل ظلمت شرک و نظر
بر اغیار دارند بملاحظہ و بادب شریعت نزدیک تر گویم منافق نیستند و لکین
منافق صفتانند تاب اللہ علینا و علیہم شیخ ذکرہ اللہ بالخیر در اشتغال بصیغہ صلوٰۃ
اللہم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ مراقبہ تعلیم میکرد و میگفت ببین کہ در چہ دریا ہا غوطہ میزنی اللہم کہ گفتی در دریائے
کمال جامع جمیع شیخا افتادی و چون علی محمد گفتی در دریائے فضل موجد پیغمبر غوطہ خوردی و آلہ و اصحابہ در دریائے

کمالات ایشان عواصی کردی آخر بی نصیب افتادن دهی دست ازین بجور ایشان
صورت ندارد و بدان ای فرزند که اغنیای وقت و ابنار روزگار هم چند قسم اند
جماعه از ایشان که فی الجمله دردی دارند و از حلیه اتصاف بتمامی عاری نیستند
و گاه گاهی بر امثال استوقد نارا نور معرفتی بر دل ایشان مے تابد و از غفلت
بهشیاری می آیند خاطر از جانب ایشان جمع دار بلکه متوقع خیر و دوستی و اتصاف
باش یعنی دغدغه خاطر ازینان بردار نه گرفتار صحبت و دوستی ایشان شو و بعضے
دیگر که اتصاف نورزند و مکابره نمایند اگر بحرف زبانی تشویش دهند و بد گویند
و بد یاد کنند چه زیان حرف زبانی هبا و منثورست هیچ نه زیانی ازان نمیرسد
مگر گرفتار آن نفس را که مدح و ثنای خود خواهند و نزد ایشان عزت و سرفرازی جویند
فرمان حق ست که واصبر علے مایقولون و اهجرهم هجرا جمیلا و اگر زیان اندیشی
کنند و در مقام ایذای جانی بیایند سبیل هجرت بحرم خدا و مدینه پیغمبر ست که
هجرت سنت انبیا ست و هو الحفیظ العلیم بارے وقت را غارت مکن و جمعیت
از دست مده و فرصت غنیمت دان و خاطر جمع دار و امیدوار باش و این دعا
بخوان که سید عالم صلے الله علیه وسلم بفرزند خود سید حسن بن علی رضی الله عنهما
که اول اقطاب این امت و منتهاے خلافت کبرای ست در معامله آموخته
اللهم اقذف فی قلبی رجاءک و اقطع رجائی عمن سواک حتی لا ارجو احدا
غیرک بے سابقه اختیار این کلمات متصور گشت و بزبان قلم آمد شاید
که متضمن خیرے باشد و بالله التوفیق والعاقبة بالخیر ؛

الرسالة الاربعون دفع الکسل بالمواظبة علی العمل

لا اله الا الله محمد رسول الله

هان ای نفس چرا تقصیر در عمل میکنی و از کار کردن می نشینی برخیز و کاری کن

باعث ترک عمل تکاسل ست یا کسل خیال تکاسل خود یا وہ ست توچہ وچہ چیزی
وجود تو از تو نیست و تو نہ ازان توئی دیگرے ترا پیدا کردہ و در تو قوتی نہادہ
و ترا برای کاری آفریدہ و بدان امر کردہ و توفیق کار بخشیدہ و اسباب آن مہیا
ساختہ جنباننده او و گرداننده او میگرداند و میجنباند چنانکہ میخواہد ہر چہ فرمود
بکن و چنانچہ میجنباند بجنب تو در میان میا و خود را مبین المالک بتصرف
فی ملکہ کیف یشاء این بدان ماند کہ یکی لعبتی از گل سازد و آنرا در دست بگیرد
و بجنباند و ان لعبت بر خود بہ پیچد و خواہد کہ نجنبد ازین گذشتیم این عبادت
کہ تو میکنے چہ برین می نازی وچہ او را اعتبار میکنے وچہ قدر می نہی کہ دران تکاسل
میکنے و بران تہمت نام می نہی و اگر ہست برای خود میکنے بر کہ منت می نہی
بر خدا و رسول خدا یا خلق یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ
یمن علیکم ان ہداکم للایمان و خلق را از عمل تو چہ فائدہ کہ برایشان می نازے
کسے برائے خود کارے کند و منت بر دیگرے نہد یا وہ ست تو خود در عمر خود
یک کار برای خدا نکردہ و ہمہ برائے اجرت میکنے و در دنیا و آخرت ازان
امیدہا داری و برائے نفس خود کمالے کسب میکنے و توشۂ راہ آخرت میسازے
پس برائے خدا چیست ان احسنتم احسنتم لانفسکم فما لہذا عمل تو سراسر خواہش
و دعا و آرزو و طلب ست این بندگے نیست بندگے آنکہ خالص برای خدا
کنے و خود را نخواہی چندین اہل دنیا کسبے و کاری برائے خود میکنند و در طلب
معیشت میدوند و جانے میکنند تو نیز برائے خود کارے کردہ بلکہ حرص
و طمع تو زیادہ ازایشان ست کہ کار تو برائے صلاح دنیا و آخرت ست
و ایشان خود ہمین برائے دنیا میدوند و از آخرت فارغ نشستہ کاہلی چیست
و نازش بر کہ فرصت را غنیمت نمیدانی و از خدا نمی ترسی کہ یکبار نشانہ تیغ

باز گیرد و ترا بیکار نشاند و چون تاریک دلان محبت دنیا در باطن تو بریزد
و در طلب آن سرگردان سازد و ترا با تو گذارد و خیالات بیهوده و خاطر
پریشان بر تو بگمارد و در بطالت معصیت اندازد و خوار گرداند و نام ترا از دیوان
اهل سعادت محو کند آنزمان دانی که حال تو چیست دیگر پشیمانی خوری و سود نکند
نعمتهای خدا در خود همی نگری و شکر نمیکنی برخیز برخیز عمل کن و شکر گو که هم باعث
مزید توفیق عمل خواهد بود و هم سبب زیادة نعمت و اگر نیک در نگری و بعقل
سلیم کار فرمائی همین مزید توفیق عمل خواه که همه در اینجاست و بهترین جزای
عمل که عاملان طلبند همین زیادتی عمل است فردا بینی که چه چیزها با خود
ببری و چه نورها از باطن تو سر برزند و چه چیزها بیرون آید حیران شوی
و گوئی ای کاش پیشتر و بهتر ازین کار میکردیم و یکساعت در دنیا بیکار نمی
نشستم حسرتی که فردا مردم را باشد همین باشد که چرا کار نکردند و اگر کردند
پیراسته تر نکردند دنیا جای کار و مزرع آخرتست هرچه اینجا کارند آنجا بدروند
و بدانکه در هر عمل نوری نهاده اند هر که عمل ترک کرد نوری از وی فوت شد خصوصاً
در فرایض و واجبات و سنت موکده که نور در اینجا قوی و اتم و اکمل است و
مهربانی و عنایت الهی تعالی نگر که بر بندگان دارد و گفت این عملها را
البته کنید و از دست ندهید و بتقصیر از خود در حق خود راضی نباشید و اگر
نکنید در محل عقاب و عتاب آئید زهی عنایت که بزور و تکلیف بنده را بمقام
قرب و حضور میخواند عجب بک من قوم یقادون بالسلاسل الی الجنة چرا ای
نفس خود را بزور از نور بظلمت می بری و از بزم حضور بیرون در می اندازی
و تیشه بر پای خود میزنی الله ولی الذین امنوا یخرجهم من الظلمات الی النور
برخیز و در بزم نور و حضور درون او عمل کن و عمل برای خدا کن و خود را از نظر

خود ساقط کن اگرچه حصول این حالت در اختیار تو نیست و در طاقت تو
نه این کار خدا است و فعل او عمل کن و دعا کن و شکر گو و الحاح کن و بنال
این حال نیز عطا خواهد کرد و بنقد عمل از دست مده که هرچه هست از عمل است
سنت الٰهی برین جاری شده که هر کرا بنوازد از راه طاعت بنوازد و هر کرا
براندازد از راه معصیت براندازد همه فضل او ست اما فضل خود را منوط
بعمل گردانید و عمل نیز فضل او ست ذلک فضل الله یوتیه من یشاء والله
ذو الفضل العظیم و اگر باعث بر ترک عمل کسل ست ساعتے صبر کن و قدم
ثابت دار و سر بر بستر غفلت و کسالت منه چندان نورانیت در باطن تو
پیدا زند گویا حیاتے تو در قالب وقت تو ریخته اند علاج کسل صبر ست که
الشجاعت صبر ساعته و اگر بغلبه کسل سر بر بستر خواب نهادے شیطان
هم آغوش تو گردد و تا دم صبح ترا در خواب اندازد و درون ترا تاریک گرداند
اگر برخیزے و بجود آئی و بال و پر از گرد غفلت بفشانی و ذکر گوئی و وضو
کنے و متوجه باشی و حاضر آئی لحظه لحظه نور بیفزاید تا وجود تمام نورانی گردد
و اگر باعث کسل امتلاے طعام ست در طعام بسیار خوردن سعادت تو
نیست و ترا برائے طعام خوردن نیافریده اند و اگر غلبه خواب است خواب
در حکم مرگ است و تو خود از مرگ میگریزے بخواب چرا راضی شدی و خود را
در حکم اموات چرا انداختی و اگر موجب کسل ضعف ایمان و فتور اعتقاد و طریان
ظلمت و عروض غفلت ست ساعتے خوش معقول باش که نور حضور
این ظلمات را پاره کند و بحال زود بیائے و تازگے در ایمان و اشراح
در سینه و نورے ... ن پیدا آید و بدانکه هیچ چیز مؤثر تر در حدوث
و حضور و استقامت بر عمل و ادامت آن نیست تخت بهین کسل برخیز

وشروع در عمل کن خصوصاً نماز که فاضلترین علمهاست خصوصاً نماز شب
یک رکعت تمام نکرده باشی که حال گشته وظلمت غفلت بدر رفته و زنگ
کسالت برطرف شده و تازگی و نوری و ذوقی پیدا شده باشد
وهر عملی که کنی خوب کن وبجد کن وباادب کن وارکان و شرایط
آنرا خوب بجا آر چه دانی که شاید که همین آخر عمل تو باشد
وهمین ساعت آخر عمر تو بود هشیار باش و در
یاب که چه گفتم دیگر تو دانی ؛
کار کن کار بگذار از گفتار ؛
کاندرین راه کار
دارد کار ؛

تمت کتابه الرسایل الاربعین ویتلوها مازاد علیها بعون رب
العالمین وفضل سید المرسلین صلے الله علیه وسلم وعلے آله
واصحابه واتباعه هداة طریق الحق ومحیی علوم الدین ؛

تمت

تکملہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعدادی کہ در اذکار و تسبیحات و مقادیر احکام و عبادات تعین یافتہ اسرار
کہ جز شارع کہ واضع آنست حکمت آنرا نداند و بکنہ آن نرسد و عدد اربعین را در کمال
و تکمیل خاصیتے و اثرے خاص ہست کہ در غیر آن نیست خمرت طینۃ آدم اربعین صباحًا
و تم میقات ربہ اربعین لیلۃ و بعثہ اللہ علے راس اربعین سنۃ از دلایل صدق
آنست و من حفظ علے امتی اربعین حدیثا و من ادرک صلوۃ الجماعۃ اربعین
صباحًا از نتایج و ثمرات آن ما نیز اگر در جمع این چہل رسالہ کہ حکم عمر چہل سالہ
دارد تیمن و تبرک بدان جوئیم و در حصول کمال بدان فال زنیم از عالم رعایت
و مناسبت دور نباشد بعد ازان ہر چہ بران افزاید جد الوسیم اگر آن نیز بچہل
رسید نور علے نور و اگر نرسید تکملہ و تتمیم آن باشد و در رسم عنوان
اختیار بدست کاتب است یا اول و ثانی بنویسد یا حادی و اربعون و
ثانی و اربعون بنگارد حاصل ہر دو لفظ یکے ست بالفعل اختیار بر لفظ دوم
افتاد کہ نقش اخیر ست فنقول و باللہ التوفیق ✣ ✣

الرسالة الحادیه والاربعون تنویر القمر لیلة البدر فی تصویر معنی شرح الصدر

الله ورسوله

افمن شرح الله صدره للاسلام فهو علی نور من ربه باید دانست که شرح صدر از اسنی مناصب و افخر مناقب و اجل نعم و اعظم مواهب الهی است که حضرت سید السادات و خلاصهٔ کائنات را که حبیب خاص و مقرب مخصوص درگاه اوست علیه من الصلوات افضلها و من التحیات اتمها و اکملها بدان تخصیص فرموده سوره الم نشرح لک صدرک ابدای امتنان این نعمت فرو فرستاد و مراد بشرح صدر در اینجا توسیع و تفسیح صدر شریف اوست از برای جمع کردن مناجات حق و شهود وحدت و دعوت خلق و مباشرت کثرة با بداع اسرار و حکم و انزال انوار معارف و علوم و ازالهٔ ظلمات جهل و ضیق و نکرت و تیسیر تلقی وحی و تحمل بار نبوت که از سختی و گرانی آن پشت طاقت بشریت او را مے شکست و قول وے عز و جل و وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظهرک اشارت بآنست تا حاضر و غایب و کاین و باین و جامع مرتبه فرق و جمع گشته و بار مکاره و شدائد اینکار برداشته بارعایت اداب بساط قرب جمع نمود لصوفے کاین باین که گویند پرتوے از نور انیت این حال و اثرے از سطوت انیقام ست ؎

هرگز وجود حاضر غایب شنیده ٔ ؛ من درمیان جمع و دلم جای دیگرست

در مسافت ز مسافت بیرون ؛ در اضافت ز اضافت بیرون ؛ قال الله تعالے افمن شرح الله صدره للاسلام فهو علی نور من ربه میفرماید که کسیکه بگشاید خدا سینه او را برائے قبول دین اسلام و اتصاف بصفت استسلام پس آنکس مستولی و مستعلے بر نور لیست از پروردگار خود و عظم اسباب شرح صدر

نوریست که باریتعالی در دل بنده می تاباند و آن نور توحید و ایمان ست که چون
در دل بنده افتاد فرح و سرور و گشاد در سینه و فراخی در دل او پیدا آید و چون
آن نور مفقود گشت در تنگ دلی افتاد و بسختی و مشقت گرفتار شد قال النبی صلی الله
علیه وسلم اذا دخل النور فی القلب انفسح وانشرح چون در آید در دل نور ایمان
فراخ گردد و گشاده گردد دل صحابه گفتند یارسول الله باعلامة ذلک النور چیست
نشان در دل در آمدن آن نور فرمود الانابة الی دار الخلود والتجافی عن دار
الغرور فرمود نشان در آمدن آن نور در دل روی آوردن و رجوع نمودن
بنده ست بدار آخرت که همیشه و پاینده ست و دور شدن و مقید و گرفتار
نابودن و دل برکندن ست از سرای دنیا که فریب دهنده و از راه برنده ست
و بظاهر خود را آراسته و پیراسته نماید و لمکر و غنج و دلایل دل از عاشقان خود
برباید چه بروشنائی نور ایمان بدیده بصیرت بحقیقت یقین دریابد که بنای کار
دنیا ناستوار و ناپاینده ست و آخرت دایم و باقیست لاجرم روی از دار فنا
بگرداند و توجه باطن بدار بقا آرد و توشه حسنات برای سلوک راه سفر
باخود دارد و نصیب شخص از انشراح صدر و فراخی دل باندازه نصیب او ست
ازین نور و نور را در کشاد سینه و فراخی دل اثرے تمام ست و ازینجهت ست
که نور محسوس نیز در شرح صدر و فرح خاطر حظی وافر دارد و ظلمت محسوس بعکس آن
تا گفته اند که نفس ناطقه عاشق نور ست هر جا که پرتوے از نور دریابد روی
توجه بهمان جانب آرد و بهمان طرف بشتابد ؎ بسکه برخورشید تابان
جمالت عاشق ست ✻ کرمک شب تاب را هم دوست میدارد دلم ✻ واز بنجاست
که در خانه روشن خواب کمتر آید که نفس بسبب توجه و اقبال بروشنائی از دروں
بیرون افتد و چون تاریک شود بجانب درون رود و بظلمت آباد خواب در آید

ﷺ یزم وصل تو ام دیده روی خواب ندید + چراغ روی تو در پیش خواب را
چه مجال + وبحقیقت نور خواه حسی بود یا عقلی پرتوے از نور وجود باریتعالی و تقدس
ست و نور نام ذات پاک مقدس اوست که الله نور السموات والارض و این نور
بر ذرایر موجودات تافته و تمامه محسوسات و معقولات را در گرفته هر جا بنوعی دیگر
و برنگے دیگر ظهور یافته ست وچون مبدا، و قیوم همه اشیاء وجود حق ست که
نور الانوار و موجد و مظهر تمامه احکام و آثار ست لاجرم همه محب نور و طالب آن
ظهور باشند که هر کس منعم و مربے خود را دوست دارد ﷺ چو غلام آفتابم همه ز آفتاب
گویم + نه شبم نه شب پرستم که حدیث خواب گویم + وبالجمله ظهور نور از اسباب
فرح و سرور و نورانیت قلوب و انشراح صدور ست دیگر از اسباب شرح
صدر علم ست چه علم دل را چنان متسع و منشرح سازد که هر گوشه ازان از همه جهان
و زمین فراخ تر شود و همه را شامل و بر همه محیط گردد و چندان که علم شخص زیاده تر
شود انشراح صدر وے زیاده تر گردد و مراد ازان هر علمی نیست بلکه علمی ست که از
پیغمبر صلے الله علیه وسلم میراث مانده ست و خود از انبیاء میراثی جز علم نمانده که
ان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درهما وانما ورثوا العلم اشارت بدان علم ست
و روزگاری دراز ست که موهومات و صناعات چند از ظلمت فلسفه درمیان آمده
فضاے دین اسلام را تاریک ساخته ست و طائفه را از راه برده ست اطلاق
جهل بران اولے و آخرے ست از علم فانا لله وانا الیه راجعون ﷺ حکمت
یونانیان پیغام لفنبل است و هوا + حکمت ایمانیان فرموده پیغمبر ست + اللهم انا نعوذ بک
من علم لا ینفع وقلب لا یخشع واز علم دین انابت و محبت حق تولد کند و محبت را
در شرح صدر رند خلے عظیم ست چندانکه محبت تمام تر شرح صدر زیاده تر و کامل تر
وبحقیقت علم اعم و اوسع صفات حق جل وعلا ست که وسعت و فراخی وی تمامه

ماهیات را از موجودات و معدومات و ممکنات و ممتنعات و کلیات و جزئیات
در گرفته است چنانچه هیچ چیز از احاطه و تعلق این صفت بیرون نیفتد بخلاف
صفات دیگر از قدرت و ارادت و کلام و سمع و بصر که در متعلقات آنها نوعی از
تقیید و تخصیص ثابت است و سر در سببیت علم مخلوقات که پرتوی از علم غیر متناهی
الهی است در انشراح صدر و سعت قلب و فراخی خاطر و کشادکار که فرح و سرور
لازم آنست این میتواند بود و محبت نیز چون سبب از خودرستن و از قید هستی
که مایه تمامه قیود و تعینات است گسستن است و بفضای شوق و هوای انس
پرواز نمودن و باعث بیقیدی و خلیع العذاری گشته جهار شدن است سبب
کشاد سینه و فراخی دل باشد خصوصاً که متعلق محبت عالم لانهایة له و محبوب ذات لم یزل
ولایزال حضرت ذوالجلال باشد و سبب اعظم و موجب اقوی مرضیق صدر و تنگ دلی از
اعراض از حق و تعلق دل بغیر انجناب و دوستی ماسوای اوست و محبت دو است
یکی محبت است که بهشت اینجهان و عیش دنیا و سرور نفس و لذت دل و نعیم روح و دوای
همه اندوه ها است و این محبت حق سبحانه است بکلی دل و یکی محبت است که عذاب روح
و زندان دل و ضیق صدر و حقیر مایه همه اندوهها است و آن محبت غیر حق است

ای غم و درد تو سرمایه شادی و سرور ❊ شادی از غیر تو سرمایه چندین
غم و درد ❊ و از جمله اسباب شرح صدر دوام ذکر حق است در همه احوال که سبب
ظهور نور توحید و صفای وقت و نور لطیفه قلب و مورث دریافت حلاوت ایمان
و موجب صعود کلمه طیبه بجناب قدس است و نیز ذکر چون خالص شود و دایمی باشد
سبب فنای ذاکر در مذکور و بقای او بوی گردد تا آنجا که با تحاد کشد و باقی
و موجود در آن مرتبه نباشد جز وجود حق و محیط تر و واسع تر از وجود حق چه باشد
و بدان سینه که دی درد گنجد فراخ تر از همه باشد ❊ موکب حسنت نگنجد در زمین

وآسمان ها در زمین سینه چرانم که چون جا کرده * دیگر از اسباب شرح صدر احسان بخلق خدای تعالی ست بانچه ممکن بود از مال وجاه وغیر آن ها احسان بمال خود ظاهر ست وهر کرا دست فراخ تر سینه کشاده تر وهر کرا دست کوتاه تر سینه تنگ تر وجود سخاوت واحسان بخلق در رتبتی عظیم ست نزد خداوند خلق ودر دنیا واخرت موجب عزت ورفعت قدر واجر وثواب ست واحسان بجاه چنانچه بی کسی را در سایه عزت خود جاے دهد ودست ستمگاران را از وی کوتاه گرداند ودواسطه وسیله حصول مقصود ومطلوب کسی گردد وغیر آن از وجوه احسان بسیار ست واتم واکمل وجوه آن احسان نمودن ست بتعلیم علم دین وهدایت راه یقین تا باعث بر تقویت وتائید دین گردد در حدیث آمده ست دو چیز ست که بران رشک توان برد وغبطه وحسد نمود یا مالیکه آنرا در راه خدا به بندگان خدا صرف کنند یا علمی که در دین حق بطالبان حق بیاموزانند ~ هرگز حسد نبردم بر منصبے نه مالے * الا بر آنکه دارد بادل بردے وصالے * دیگر از اسباب شرح صدر شجاعت ست ونزد انصاف هر که در راه حق جان دریغ ندارد کشاده سینه وبی تعلق تر از وی که خواهد بود وشجاعت سر همه خوبیها ومصدر همه نیکیهاست وهر نیکے وکار سخت که در راه دین توان کرد بزور مردانگے وقوت شجاعت توان کرد وگفته اند که شجاع را در آن هنگام که همت بر جان بازی برگماشت وحمله کرد چیزی نماید وکاری کشاید که دیگران را بخلوات چهل سال ننماید ونکشاید اما اگر برای خدا ودر دین خدا باشد وبی تکلف جان دادن بالاتر از همه کارهاست لاجرم جزاے او این آمد که بل احیاء عند ربهم یرزقون فرحین بما اتیهم الله بالاتر ازین مرتبه چه باشد ~ نان دهی از بهر حق نانت دهند * جان دهی از بهر حق جانت دهند * دیگر از اسباب شرح صدر پاک کردن دل ست از صفات

ذمیمہ از حسد و عجب و کبر و ریا و بغض و کینہ و حب دنیا و مال و جاہ کہ نہ برائے خدا باشد
چہ ظہور آثار اینہا سبب اثارت بخارات و دخانات ظلمانیہ کونیہ ست کہ از زمین
بشریت و نفسانیت برخواستہ دل را مکدر و مظلم سازد و از انوار ایمان و توحید
و علم و محبت و ذکر حق کہ اسباب شرح صدر اند خالی کردہ ساحت سینہ را
تنگ و تیرہ گرداند ؎ تو کز سرائے طبیعت نمیروی بیرون + کجا بکوے
حقیقت گذر توانی کرد + و صدر و قلب در اصطلاح اہل معرفت دو عالم اند
یکی از دیگرے وسیع تر بر مثال خانہ کہ ویرا صحنے و فضائے باشد چنانچہ صورت
عنصرے حسی این دو عضو بران واقع ست و چون خانہ روشن بود لابد صحن
خانہ نیز روشن گردد و چون تارک بود و تاریک و ہر چہ بر قلب از عالم ملکوت
وارد گردد از انوار اسرار پر تو آن بر صدر بتابد و روشن و فراخ گرداند
و ایمنی در شرح فتوح الغیب زیادہ برین شرح یافتہ ست و از انچہ مذکور
شد معلوم گشت کہ اسباب شرح صدر نور توحید و ایمان و علم و محبت و ذکر
حق و احسان بخلق و شجاعت و طہارت قلب ست و در مجموع این صفات
اکمل و اتم و افضل خلق ذات با برکات حضرت سید کائنات ست
صلے اللہ علیہ وسلم و بعد از وے متابعان وی بر اندازہ متابعت و ہر کرا
قدم در راہ متابعت بیشتر نصیبہ وے از انشراح صدر و نورانیت قلب
بیشتر قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی و لابد ہر کہ پیروی یکی بکند و قدم بر قدم
وے رود بیشک آنجا رسد کہ وے رسید اگرچہ مقام وے عالی تر و جائے
وے بلند تر از ہمہ ست و آنجا کہ مقام اوست فرد و یگانہ ست و ہیچ یکے با او
؎ کہ در سدرہ جبرئیل از و باز ماند + اما دائرہ وسیع ست مقام خوانی
و حوضی دارد و ہر چند یکہ بروی می تابد و فیضے کہ میرسد پر تو و اثر آن بر

دیگران می افتد و میرسد و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین خصوصًا بعلاقہ محبت
کہ مستلزم معیت ست کہ المرء مع من احب فیض از راہ درون و برون میرسد
اگرچہ در برون جدائی ست ؎ آنجا کہ تو ئی کجا بود منزل ما + در راہ طلب
شکست صد محمل ما + لیکن شب و روز با تو یکجا بودیم + ما بر در تو مقیم و تو در دل ما +
وصلے اللہ علے سیدنا المصطفے الامین محمد وآلہ وصحبہ واتباعہ اجمعین ٥
ہداۃ طریق الحق ومحیی علوم الدین ؛

الرسالۃ الثانیۃ والاربعون تدقیق البیان فی ایجاب الشکر المزید
واستلزامہ بحصول المحبت والتوحید

اللہ ورسولہ

زبان قال وحال از شکر نعم حضرت ذو الجلال وامتنان وسائط وسایل
قاصر و لال ست وچون شکر گفتن منعم سبب مزید نعمت واستجلاب رحمت ست
فائدہ آن راجع ہم بشاکر خواہد بود و ذات منعم از آن مستغنی ومن یشکر فانما
یشکر لنفسہ ومن کفر فان اللہ غنی حمید وہم از کمال رحمت و رافت اوست
بر بندگان کہ ایشان را بشکر نعمت امر فرمود تا سبب مزیدان گردد و بیواسطہ
شکر نیز میتواند کرد اما رحمت بہانہ جوست ہمہ از وست چہ نعمت و شکر و چہ زیادۃ
اما این انعام واکرام دیگر ست کہ بندہ را وجود می بخشد وفعل اثبات میکند وفضل
او را جزائے میدہد تا بتمام رہین تقصیر و غریق تشویر نباشد و با نعمتے ست
اشارت بعضے مردم کہ در تفسیر کریمہ لہم اجر غیر ممنون بعد از تفسیر آن بغیر مقطوع
گفتہ اند کہ ممنون از منت ست یعنے اجر بندگان چون جزائے کردار و مزد کار
ایشان ست بی منت ست این سخن اگرچہ راہی بمذہب اعتزال دارد در نظر
موحدان عمل و اجر ہمہ فضل مولی تعالے وموجب صد ہزار منت اوست

بر بندگان و بندہ بہر حال رہین منت و ممنون کرم اوست غیر ممنون چہ معنی
دارد اما چون مولے بندہ را ہستی بخشیدہ فاعل مختار آفریدہ و عملی بوی استاد کردہ
و مستحق جزاے آن گردانیدہ و گفتہ شکر از شمار و مزید از من و عمل از شما و جزا از من
این نوعی از تکریم و موجب سرفرازی و بندہ نوازی اوست و در حقیقت ہم
بقدرت اوست و مقصود اظہار کمال و جاہ و جلال خود ست کہ بندہ را از خاک
بردارد و کارخانہ قدرت بوی سپارد و بر مثال بادشاہان و للہ المثل الاعلے
کہ بندہ را نوازند و بر روے کار آرند و مدعی و مستحق عنایت سازند و شریک
دولت گردانند بندہ اگر از خود دعوے ہستی و استحقاق کند و اجر عمل طلبد
مذموم و مردود بود اما فعل مولے تعالے و اسناد عمل بوی و اثبات جزا بر عمل وے
ممدوح و موجب تکریم و انعام او باشد از اینجا سر امر و نہی و کن مکن و تعلیق
اجر و ثواب بدان منکشف گردد نازک ست این سخن و اگرچہ بنظر ظاہر از روے
مجاز ست ولیکن مجاز چون آخر کار حقیقت و علت غائی اوست حقیقت حقیقت
و سر سر است و مقصود و منتہاے کار ست از اینجا گفتہ ست آنکہ گفتہ ست ؎
ہر حقیقت کہ کنہ آن خواہے ۔ ظاہر اندر مجاز خواہد بود ۔ لا الہ الا اللہ این سخن
نا مشخص نا مفہوم نزد عقل کہ جز ذوق و وجدان بکنہ آن نرسد از کجا آمد و برائے
چہ آمد مقصود بیان آن بود کہ سر و حکمت امر کردن بندہ بشکر و آنرا سبب
مزید نعمت ساختن چیست بارے ہر چہ بود گذشت اینجا سخن دیگر ست نزدیک
متفاہم اہل عرف کہ چون بندہ شکر نعمت حق میگوید و وے تعالے نیز شکر
میگوید چنانچہ فرمود و اللہ شاکر علیم و اللہ غفور شکور و شکور یکے از اسماء الٰہی
تعالے ست من کان للہ کان اللہ لہ بعد از تاویل وی بانکہ مراد توفیق شکر
و اعطاے جزا اوست در اینجا رمزیست کہ چون شکر بندہ سبب مزید نعمت حق ست

مر بندہ را شکر وی تعالے باید کہ سبب مزید محبت بندہ و طاعت گردد مروی تعالے را
تا سر بجہم و یحبونہ عیان گردد و مقرر ست کہ محبت تا بیگانگی نرسد نا لستد محبت
با بیگانگے جنگ دارد پس شکر بہ محبت کشد و محبت بیگانگے انجامد و بیگانگی سر
توحید پید آید ۵ یحبہم و یحبونہ چہ گفتار ست * بزیر پردہ مگر خویش را خریدار
ست * از بخار روشن گشت کہ حاصل توحید غلبہ محبت و ظہور بیگانگے ست
کہ در نظر شہود جز محبوب را وجود نماند اگر چہ غیر باشد اما غیر نما نیست الفقر
اذا تم ہو اللہ این معنی دارد و بعضے عرفا ارباب تمکین گفتہ اند التوحید
شہود ی لا وجودی گفتہ اند کہ در روح انسانی این خاصیت نہادہ اند کہ
ہر چیز را کہ دوست دارد و دوستی آن چیز بر وے غلبہ آرد عین وی گردد ہمین
معنے کہ غیر محبوب از نظر شہود وی ساقط گردد انا لیلے و لیلے انا در ہمین مقام
ست و آنکہ گویند وجود یکے ست و موجود یکے ست و موجود جز یکے نہ و غیرے
در میان نہ و گویند ۵ کجا غیر و کو غیر و کو نقش غیر * سوی اللہ و اللہ ما فی
الوجود * حکایتی دیگر ست آنجا اطلاق اتحاد و بیگانگی نیز مجاز ست شاید کہ
حقیقت حال ہمین باشد اما طریقہ اول احوط و احفظ ست و اللہ اعلم سخن بجائے
خوب کشید تا اینجا آمدن حاجت نبود و بدان کاری نداشت طغیان قلم
تا بایجا کشید و چون سخن بایجا کشید خاموشی بہ دوم نازدن بہتر اما نکتہ در سخن
تحسین بخاطر رسید اشارت بان ضرور ست و آن اینست کہ شکر سبب مزید
نعمت ست اما بندہ باید کہ در شکر گفتن ہیچ معنے در نظر ندارد کہ شکر گویم تا نعمت
زیادہ گردد اگر چہ در معاملہ ظاہر ایمان و شریعت رواست کہ کسے کاری کند
و بحکم وعدہ صادق نظر بر مزدوی دارد حسابی ست اما بر طریق اہل صفوت
و معرفت کوتاہ بینی ست و نقصے تمام دارد و این شخص عاشق نعمت ست

نه منعم بلکه بحقیقت عاشق نفس خود است ؎ آنها که کام دل طلبند از شکر لبان
شک نیست عاشق اند ولی عاشق خود اند ۔ و باین طریق مشکل کمی سبب مرتبه نعمت
هم گردد و اگر گردد باندازه همت و عمل وی گردد و شکر باید که بمحبت ذات منعم بود بی ملاحظه
نعمت اگرچه بوجود نعمت است اما نعمت منظور نه این نعمت که در حال دارد چه جای
آن نعمت که در زمان آینده اند رسید و چشم طمع بران دوزد چون شکر برای
منعم شد و وی بدست آمد همه حاصل شد من له المولی فله الکل و آنکه ارباب ظاهر
تفسیر شکر کنند که هو تعظیم المنعم لکونه منعما از اینجا نیز همین معنی باید فهمید ای لذات
المنعم لا الانعامه فافهم و چون عارف را این حال پیدا شد همیشه در شکر خواهد بود
و شخص اول گاهی باشد گاهی نباشد یارب مگر نظر بر نعمتهای باطن و الطاف خفی
برگمارد که آن دایمی است هرگز منقطع نگردد با وجود آن طالب نعمت دیگر است
و عاشق منعم دیگر اگرچه خوشی و شادی نعمت از حیثیت اضافه و نسبت منعم بایه بلند
و مقامی عالی است اما درجه فرح و سرور بذات منعم عالی تر از ان است قل بفضل
الله و برحمته فبذلک فلیفرحوا بیان حال عموم طالبان و سالکان است اما
حال سرور محبان و سلطان محبوبان صلے الله علیه وسلم دیگر است و از اینجهت فرمود
فلیفرحوا و نگفت فلتفرح یعنے اگر خوشی دیگران بوجود نعمت و فضل و رحمت من باشد
شادی تو ای محب خاص ای محبوب مخصوص من باید که بمن باشد نه بنعمت من مر که
من منعم و نعمت من از من است نه من چون من ترا باشم همه نعمتها ترا باشد
و در نعمت عدد و شمار را دخل است اگرچه بیحد و بیشمار باشد اما اینجا که منعم عدد و شمار
را گنج نبود اما عددها و شمارها دران مندرج است خدای یکی بی مانند از شمارها
پراگنده و کردارهای پریشان جدا و یکتا سازد و بجلوت جمال وحدت
یکدل و یک روی گرداند ؛

ا ا منعم

الرسالة الثالثة والاربعون بتحقيق الدعاء والاستمداد بلسان القال والحال والاستعداد

الله ورسوله

دعای ذات آن گزیده صفات ازبرای حصول سعادات وبرکات درتمامه حالات
خصوص دعای فتح ونصرت ورجوع بدیار مالوف بخیر وبرکت که درین ایام مطمح نظر
ومرعی همت سست شامل اوقات واحوال سست وشرمندگے ازانست که چرا
زود باجابت نمی رسد سببش آن خواهد بود که پروردگار تعالی هرچیزرا وقتی معین
نهاده وتقدیر فرموده سست تا درنرسد نوبت هرکار که هست سودے نکند یاری
هریار که هست وسحاب الخیرله مطر فاذا جاء الابان نجی اینجا شاید که درذهنها برسد
که چون تقدیر سست بازدعا چیست اگرتقدیر رفته سست که اینکار شدنیست
خواهد شد دعا کنند یانکنند جواب تقدیر رفته سست که اینکار شدنیست اگردعا کنند
باز اگرگویند که اگرتقدیر بوجود دعا رفته سست بوجود خواهد آمد آدمی رادران چه دخل
سست جواب تقدیر بوجود دعا ازآدمی رفته سست که خواهد کرد ودعا راسبب اجابت
ساخته اند وتقدیر منافات بعالم اسباب ندارد وچندین اسباب که درعالم
بوجود مے آید ومسببات پیدا میگردد وهمه تقدیر الهی سست آتش که مے سوزد
نه بے تقدیر دے مے سوزد وروی تعالے آتش راسبب سوختن ساخته سست
تقدیر همه اشامل سست بتحقیق این سخن باثبات اختیار مربنده راتطبیق آن بتقدیر
بازمیگردد واین سخن دراز سست وآیل بحث وگفت گوست که حوصله ایمان راتنگ وتیره
گرداند جمله ازان دربعضے رسایل که دریننباب نوشته شده گفته شده سست اما اینجا
میگویم که صاحب ایمان راباین سخنان چکارسست ایمان می باید آورد وبهرچه گفته اند
وخبرداده اند گروید واگرایمان رابرین موقوف میدارند که اگرفهم ما درآید ومعقول ما
شود ایمان می آریم زهی بایمان وزهی عقل توایمان بیار همه معقول توخواهد شد وچنان

در دل خواهد نشست که هرگز بیرون نخواهد رفت ۵ از درون نمی روی بیرون +
در گرفتی درون و بیرون را + ایمان خود تصدیق کردن است و اقرار آوردن نه بحث
کردن و جدل نمودن اگر فرمایند که هرچه میشود بخلق ما و تقدیر ما میشود گوئیم امنا و صدقنا
و اگر گویند هرچه هست بفعل شماست و باختیار شماست گوئیم سلمنا همه از ماست بازنه
اگر گویند نیکی از ماست و بدی از شماست گوئیم نعم همچنین است الخیر کله بیدیک والشر
لیس الیک بندگی اینست و ایمان این باقی همه جهل و جنون است ۵ من زن چون
و چرا دم که بنده مقبل + قبول کرد بجان هر سخن که جانان گفت + و اگر بفهمانند و بر حقیقت
این سر اطلاع بخشند آن فضلی دیگر است و مرتبتی دیگر و خود گویند که این سر در پنهان
بر کسی نکشاید مگر در آنجهان که پرده از روی کار برافتد و عیان گردد که حقیقت کار چیست
۵ هست از پس پرده گفتگوئی من و تو + چون پرده برافتد نه تو مانی و نه من +
لمن الملک الیوم لله الواحد القهار در آنجهان اینقدر فهم و عقل بس است که فهم و عقل
او امر و نواهی شرع توانند کرد و بعد از ان کار کرد و خاموش نشست اکنون دعا باید کرد
و باجابت آن چشم داشت بقصد امتثال امر و امید وعده صادق چنانچه فرمود ادعونی
من فضله و ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جهنم داخرین
مراد بعبادت در اینجا دعاست عجب از طالب مشغوف که مولی کریم منعم باین تاکید و مبالغه
گوید که بخواه و بطلب تا هرچه خواهی و بطلبی بدهم و وی صبر کند و نخواهد و نطلبد و زیاده بر ان
گفتگو و بحثی در میان آرد گدایان ناخوانده بر در کریمان هجوم میکنند و غلو می آرند بعد از
خواندن و امر کردن خود چون صبر توانند کرد ۵ چیست ادعونی کدام است اسئلوا
کرمی خواهد گدایان را غلو + آه و ناله بر درش چندان کنم + تا بخود آن غنچه را خندان
کنم + از دعا نبود مراد عاشقان + جز سخن گفتن بآن شیرین دهان + گر اجابت
کردشان فهو المراد + ورنه با دیدار نقد آیند شاد + ور کند رد لذت آن بیشتر +

دعا

بهر تقریب سخن بار دگر + ودعا کار تمامه اولیاء وانبیاء وائمه هدی وپیروان ایشانست
وسرور انبیاء در تمامه اوقات واحوال از خوردن وخفتن ونشستن وخاستن ودر سفر
وحضر وغم وشادی دعاها میکرد ودر هر کاری دعای مخصوص داشت ومحدثان که حافظ
اوضاع دین وملت وضابطان اقوال وافعال حضرت نبوت اند آنها را ضبط کرده فراهم
آورده وجمع نموده اند از انجا باید طلبید شاید نعم اگر یکی را ذکر استیلا یابد ودر غلبه ذکر
فرصت دعا کردن ودر خواستن نماند آن حالتی دیگرست وبحقیقت آن نیز قسمی از دعا
وسوال وطلب است ودر حصول مقصود بالاتر از دعا وسوال اوست من شغله ذکری
عن مسئلتی اعطیته افضل ما اعطی السائلین فرمود هر که باز دارد شش ذکر کردن مرا از سوال
کردن از من بدهم اورا زیاده تر از انچه بدهم سوال کنندگان را باز قرآن عظیم بالاتر از همه
است وفرمود هر که را قرآن از ذکر باز دارد بدهم اورا بیشتر از انچه بدهم ذکر کنندگان را وخود
ذکر جزوی از قرآن ولمعه از انوار اوست واختیار مشایخ مریدان را وامر کردن بذکر
واحد بجهت آنست که وی سر توحید را که در دل آدمی کامن است می برانگیزد برمثال
برانگیختن آهن آتش را از سنگ ولیکن چنانکه زود پیدا میگردد زود پیدا میگردد زود هم تواند که برود
شیخ شیوخ زمان خود شهاب الدین عمر سهروردی قدس الله روحه فرمود که نقش توحید
در دل از ذکر زود مے آید وزود میرود وانچه از کثرت تلاوت می نشیند دیر بوجود آید
ودیر پا بود وعظیمتر بود وباز وقتی دیگر خاموشی زبان حال میگردد واستادن در حضرت
کریم وهاب عم نواله وکثر افضاله بعجز وناتوانی واظهار فقر ونامرادی بالاتر از انست
که بزبان تقریر نماید چه معلوم است که زبان شکسته بنده چه تقریر تواند کرد وچه قدر
درخواست کند وچه چیز در حوصله همت او گنجد ودر صورت سکوت کار مفوض بعلم الهی
وجود نامتناهی اوست وعلم الهی بکنه حال بنده محیط گشته وسعت جود او را در گرفته
بجائے رساند که بصد دعا نرسد بنده را اظهار صفت است فقر وضعف وعجز وخواری

قرآن مجید

و پروردگار تعالی و تقدس را در برابر آن چهار صفت ست غنا و قوت و قدرت و
عزت و نزد اهل معرفت صفات بنده آئینه صفات حق اند یعنی چون بنده بصفات
خود متحقق و ثابت گردد انوار و آثار صفات الهی در وی پیدا آید پس چون بنده این
چهار آئینه را از چهار سوی حال خود گرفته محاذی جناب کبریا بایستد لابد انوار و
ظلال صفات حق دران بتابد و تاریکی بروشنائی بدل گردد و تبدیل نه بمعنی که
صفات حق بجای صفات بنده نشیند و بنده متصف بصفات حق گردد حاشا صفات
حق هرگز از ذات مقدس انتقال ننماید و در جای دیگر حلول نفرماید بلکه سایهٔ آن و
پرتوی ازان در اینجا افتاده ز رنگ ظلمت زدای باطن وی گردد باز دعای دیگر
ست بزبان استعداد که خواهش و سوال بنده را بزبان قال بلکه بزبان حال نیز
در آنجا دخلی نیست و اگر این را دعا و سوال بزبان حال نیز اعتبار کنند درست ست
اما ما زبان حال آنرا داشتیم که بنده زبان سوال بسته بدرگاه جود و موهبت حال عجز
و فقیری خود را وا مینماید و بزبان حال آنچه بزبان قال می باید گفت میگوید و این
مناسب تر و ظاهر تر ست زیرا که استعداد بالاتر از حال ست و استعداد حال و صفت
بنده نیست و در اینجا سوال و طلب که متعلق باختیار بنده باشد قطعا نه همان استعداد
که بزبان حکمت عبارت از تهیو و قابلیت اوست و نزد اهل عرف عام آنرا بخت و
طالع گویند و در لسان شرع آنچه در نصیب و قسمت او نهاده اند اقتضای کمال
خاص و وصول بمقامی مخصوص کند و گویند که دعائی که مستجاب الاجابت ست همین دعا
بزبان استعداد ست زیرا که تقدیر الهی بران رفته ست که او را تا بانجا که نصیب او نهاده اند
برساند و کرم الهی تعالی بضمانت آن ایستاده طلبد یا نطلبد خواهد یا نخواهد ما من دابة
فی الارض الا علی الله رزقها اکنون معلوم شد که حال آدمی همیشه در درگاه صمدیت
حق طلب و سوال ست نطلبد چه کار کند و کجا رود و از که طلبد و هو رب العالمین ٭

اما چه طلبید و چه چیز ست که بهترین چیزها و دوست داشته ترین چیزها نزد خدا ست که
باید طلبید در حدیث آمده ست که سید رسل صلوات الله وسلامه علیه و علی آله بعم خود
عباس بن عبد المطلب گفت یا عباس یا عماه احب ما یسأل الله العافیة فرمود
محبوب ترین چیزها که باید سوال کرد از خدا عافیت ست این سخن در نظر اهل عرف
مختصر نماید که از عافیت جز معنی تندرستی و بر پا بودن قوت بنیه نفهمند ولیکن بعرف
خواص و اخص خواص مفهوم آن عظیم ست و شامل تمامه نعمتهای ظاهر و باطن است
و بحقیقت این حدیث از جوامع الکلم و از خصائص کلام حضرت خاتمیه محمدیه است
علیه من الصلوات افضلها و من التحیات اکملها و عافیت بعرف اهل خصوص
سلامت از تمامه آفات و نقایص دنیا و آخرت ست بالاتر و تمام تر ازین چه باشد
و نزد اخص خواص عافیت عبارت از سکون القلب مع الله ست در هر حال دل
با خدا آرام گیرد و جمع گردد عافیت ست عامه آرام دل و جمعیت خاطر در تندرستی
و مال و منال و لذات و شهوات بود و دیگران پاشند که ایشان را درین اشیاء و در
اضداد آن حال بر یک منوال بود و در نسبتی که با خدا دارند فتور نپذیرد و از دایره
حقانیت بدر نروند و معنی یکسان بودن و بر یک منوال بودن حال در بعضی رسائل
که در بیان صبر و رضا نوشته شده بیان کرده شده ست این نکته که گفته شده
که در نسبت فتور نپذیرد و حق از دست نرود بیان ان علی الاجمال میکند و بالتفصیل
هنالک خدای مهربان بخشاینده در جمیع احوال و اوقات عافیت ظاهر و باطن
روزی کناد و نعمتهای حسی و عقلی بر مزید دارد و تمامه مشکلها را آسان گرداناد
و عاقبت جمع کارها بخیر باد آمین

الرسالة الرابعة والاربعون طی لسان القلم ببیان معنی قولهم لا راحة الا فی القدم او العدم
الله ورسوله

از احوال خود چه نویسد که بر جان این ضعیف غمی و اندوهی بر گماشته اند که راحت
و شادی گرد سراپرده آنحال مجال عبور ندارد و نمیدانند که علاج آن چیست نی نی
علاج آن را شناخته و نسخه ترکیب آن در دست دارد اما در کیفیت ساختن و آنرا
بکار بردن درمی ماند و بحقیقت آدمی زاد را در دنیا باین همه محنت و گرفتاری
چه جای شادی و آزادی ست شادی و آزادی اگر خواهد بود در بیستی و نامرادی
خواهد بود که در انجا هیچ اراده و آرزو نباشد تا در بنده صفت اراده باقیست
گرفتار ست و سر سر اندوه و همیشه در آزار ست چه اراده متعلق بمراد خواهد بود و حصول
مراد محال تا گفته اند حقیقة او مبالغة الله اعلم که اراده و آرزوی قرب و وصال نیز نماند
مگر اراده نیستی و نامرادی که در معنی ترک و نفی مراد ست اُرید اَن لا اُرید که گفته است
ایمنی دارد و آنکه ایمنی نفهمید گفت اراده عدم اراده نیز اراده ست این سخن را
بیانی ست شافی که در رساله ترک تدبیر و اختیار بهتر ازین گفته شده است
که آنجا باید نگریست و بالجمله بنده بودن و بمراد دیگری زندگانی کردن و بتمام
از خود رهی شدن کاری سخت دشوار ست و گفته اند لا راحة الا فی القدم او العدم مراد
بعدم آنحالت ست که پیش از قدم نهادن بعرصه وجود داشت و بعد از درآمدن
در دائره وجود خود همیشه مقید بسلاسل وجود و احکام و آثار او خواهد بود چه درین دنیا
و چه دران عالم و هرگز بعد ازین روی عدم نخواهد دید و بوطن اصلی که عدم سابق است
رجوع نخواهد نمود ست بصحرای عدم خوش خفته بودم * مرا بانیستی خویش خوش بود
ازان خواب خوشم بیدار کردی * ندانم تا ترا زین چیست مقصود * عزیزمن غلبه
احکام وجود و سطوت سلطان قدرت بحدیست که اعدام را نیز آرام نیست و همیشه
در جوش و خروش اند و منتظر وقت نشسته و گوش بر آواز کن فیکون نهاده که
کی حکم در رسد تا در حضرت وجود حاضر آیند این همه بلا بر سر امکان ست راحت

حقیقی و آرام تحقیقی خبر در مرتبه امتناع بینت و ممتنع الوجود آنست که هرگز آرزوی
وجود ندارد و آفت وجود را بدان راه نیست عدمی که هرگز روی وجود نه بیند او ست
و آنکه گفته است ارید عدما لا وجودا له این عدم را خواسته است و گفته ذاین آرزوی محال است
گفت هر کسی را آرزوی محال است مرا این آرزو هست آرزو داشتن عیب نمی باشد و بعد
از تو میدی ازین آرزو تنزل ازان مرتبه این آرزو مبارک است که گفته است ۵
خالقا تا این شکم در باطن است ۵ راه جانم سوی تو نا ایمن است + یا بحکم شرع در کار شر
فکن + یا بکلی در نمکسارش فکن + اشارت بعدم و فنای کرده است که درویشان
بدان نشان میدهند و بحقیقت بنای تمامی این کار بر سه فنا نهاده اند فنا از خلق که
وجود عدم و مدح و ذم و منع و عطای ایشان همه مساوی کردد و فنا از هوای نفس که در
ظاهر و باطن تابع امر و نهی شریعت شود که لا یؤمن احدکم حتی تکون هواه تبعا لما جئت به
و فنا از اراده که هیچ آرزو و اراده در باطن جز شهود فعل حق و ارادة وی نماند و با بجمله فنا
عبارت از قطع ..... احکام بشریت و انطفای نایره نفسانیت است و این را هم
در ابتدا سبب بحکم شرع در کار بودن است که تا تابع حکم شرع نشوند هوای نفس نمیرد و فنای
احکام بشریت وجود نه پذیرد و این حال با وجود آنکه ایمان داریم که جمعی را حاصل است
حیرانیم که چگونه حاصل میشود در راه رسیدن بدان شناخته شده و کار یکه بدان حاصل گردد گرد
و بقدری در زدن آن نیز کرده تمام شدن این نسبت از محالات عادی مینماید
و نا امیدی ازان غالب و با وجود آن نا امید نباید نشست شاید که فضل حق کار خود کند
و اگر امروز نکرد فردا کند ۵ هله نا امید نباشی گرت آن یار برانند + گرت امروز
برانند نگیرد فردات بخواند + و اگر فردا نشد پس فردا شود مراد بفردا روز قیامت و ما بعد
و پس فردا ابد که منتهای درجه میدست مبدا آن هر دمیکه در حیات بزیند پس از
دم آخر بعد ازان قیامت و حشر و نشر و در آمدن در بهشت و آخر آنرا نهایتی نیست

نسبت در ابتدا از نیست

که ابد عبارت ازان ست پس طالب همیشه در امید واریست نا امیدی کجاست در ما
ازلی و ابدی است که گفته ست نیست دست در دامن امید باید زد و بیم آنکه مبادا از
دست رود باید داشت و جدّی باید نمود و گریه وزاری کرد و آه و ویلا زد تا آخر چه
روی نماید و عاقبت چه پیدا آید عاقبت بخیر ست انشاء الله تعالے ؛ ؛

الرسالة الخامسة والاربعون اظهار الحسرة والاستبعاد بتقصير النفس في اصلاح المبدا والمعاد

الله ورسوله

حسرت نامه بنده مهجور مبعود که در عین نیستی و فنا گرفتار هستی و وجود مانده و در تفرقه
و تردد آثار آن در میانه راه ها یم و حایر افتاده ست نه قوت و یارای آنکه بپرد
همت بجانب علو پرد و از تنگنای عالم زود در گذشته در فضای عالم نور افتد
و یکسر از قید هستی رهائی یافته در خلوت وحدت و جمعیت آرام یابد و نه روی
رای آنکه بتمام در حضیض سفلیات افتاده والعیاذ بالله در مقام غفلت و تغافل
گذرانیده آسایشی یابد و از لذات این عالم متمتعی گیرد باری بقدر از غم و اندیشه و تذبذب
و تردد خلاص گردد ؛ نه با تو دست هوس در کمر توان کردن ؛ نه آرزوی تو از
دل بدر توان کردن ؛ عزیز من شکست کارخانه وجود و ضعف دماغ بشریت و تنگی
حوصله وقت بجایی رسیده ست که از تصور تعلق و اختلاط و صحبت نفس و خلق دم باز گیرد
و از هم میباشد و با وجود آن خواه بحکم بشریت و ناتمامی فنا نارسیدن بمقام تمکین یا
بزور و غلبه قهربان قضا و قدر از تعلقات گریز ندارد و نیم مرده در حکم لا یموت ولا یحیی
افتاده میباشد مشکلے بالاتر ازین نیست تا چگونه آسان گردد و بچه حال ازین کشاکش
بیرون آید ؛ زین گونه کز قضا و قدر در کشاکشم ؛ در حیرتم که کار من آخر کجا کشد
سابقه نهاده اند که خاتمه فرع اینست نظر بر آن دارد که آن چیست اندوه ابد و شادی

ازینجا خیزد اگر بجانب اندوه روند هرگز روی شادی نه بینند و اگر بشادی آیند و فارغ نشینند
از همه اندوه ها برآیند الحال خود اندوه و شادی و بیم و امید بهم است تا آخر هرچه قرار یابد گویند
که نشان سعادت آنست که مدت حیات اندوه بیم همراه بود و چون دم آخر رسد شادی
و امیدواری روی نماید مشکلے دیگر در کارخانه نفس و طبیعت آدمی آنست که باوجود علم و
دانش و ایمان و ایقان چون نوبت بعمل رسد در ماند و نزد شهوت نفس آن همه دانسته
نادانسته گردد و هرچه یاد بود فراموشی پذیرد ؎ چشم باز و گوش باز و این زه کا +
خیره ام در چشم بندی خدا + ای عجب چون می نه بیند روی شاه + عالمی پر ز آفتاب
چاشتگاه + و اگر فرضاً عمل بوجود آید در تحقیق صدق و اخلاص در ماند و بعد از وجود
اخلاص صد خطر دیگر در راه است که المخلصون علے خطر عظیم اینچنین راهی پر خطر در پیش
چگونه توان رفت و بسر برد و از صعوبت این راه است که بطاقتے مینماید و شکایت
میکند و میگوید ؎ ز راه میکده یاران عنان بگردانید + چرا که حافظ ازین راه رفت
و مفلس شد + و باوجود این صعوبت و اشکال اگر آسان گردانند اینهمه راه دور و دراز
بیک قدم میتوان طی کرد چنانچه گفته است ؎ یکقدم بر نفس خود نه وآن دگر در کوی
دوست + سبیل آنست که از سختی و نرمی و دشواری و آسانی و رسیدن و نارسیدن
و دیدن و نادیدن همه باید چشم بر بست و کاری کرد و شبها شب رفت که تا چون صبح
بدمد ببینیم که این کشتی تا کجا رسیده باشد و اگر نه باین روش و رفتار و بیله اختیار
قطع این راه و رسیدن بدرگاه سخت دشوار مینماید ؎ لیک بپای تو رود هر که
رود بکوی تو + یعنے توفیق تو دستگیری همت بخشی تو و دستگیری تو باز مے بینم سخن بجائے
دیگر میکشد و در ربط دیگر که کاوش معنے جبر و اختیار است می اندازد و اگر در روی
افتم سخن دراز گردد چنانکه از ربط و ضبط بیرون رفته است بیشتر و دور تر میرود و این
مسئله نیز مے باید تغافل نزد و اعماض کرد و زبان بست و دست بدامان امر و نهی زد

وبنده بود و کار کرد و خود بیشک در شیه امر و نهی در دین آمده و در آدمی قوت فهم
خطاب ابداع یافته و حالتی دیگر که بدان کار تواند کرد و یکجانب فعل و ترک را ترجیح تواند
نمود و در وی پیدا شده و دیگر توقف چیست و حجت چه هیچکاری بر کشف این حقیقت
موقوف نیست و خود گفته اند که در دین نشاء انکشاف آن ممکن هم نیست و مصلحت نه
تا چون صبح نشور در دمد و جمال الهی بی پرده به بیند حقیقة هر چیز منکشف گردد و هر چه
هست در پرتو آن نور روشن شود ۵ آن مه چو نقاب از رخ خود بکشاید +
بی پرده ببام خانه بالا آید + هر سر که تبار یکی شب پنهان بود + در پرتو روی او
عیان بنماید + اگر مقصود کار ست راهی راست تر ازین نیست و اگر غرض حیله گری
و بهانه جوئی و حجت ست آن دیگر ست اللهم ربی و ربکم فاعبدوه هذا صراط مستقیم
امروز خود پرده غفلت فرو هشته اند و اکثر آدمیان و اگر مبالغه کنند همه نفس و دنیا و خلق
گرفتار آمده خبر ندارند و هیچ نمی اندیشند که آخر کار چیست ۵ فسوف تری اذا انجلی
الغبار + افرس تحتک ام حمار + باش تا پرده برافتد و جهان از روی کار + انچه
امشب کرده فردات گردد آشکار + بنای کارخانه سلوک بر سر فنا نهاده اند نخست
فنا از خلق که سود و زیان و ستایش و نکوهش و بود و نابود ایشان همه یکبار گی از
نظر بیفتد دوم فنای نفس که در نهان و آشکار پیرو فرمان بردار امر حق گردد و در همه
چیزها کار بفرموده شریعت کند سیوم فنای آرزوها و خواهشهای که هیچ آرزوی و
خواهشی در درون نماند جز خواهش و آرزوی حق و طلب رضای او و شوق دیدار او
جل و علا و تقدس تفصیل اینست که فرموده اند و مجمل و خلاصه آن همه فنای
نفس ست چون فنای نفس حاصل شد همه شد سلطان العارفین بایزید بسطامی
چون بدرگاه رسید در بر روی او ببستند فریاد برآورد که کیف الطریق الیک یا بار خدا
فرمان آمد دع نفسک و تعال پیرون بگذار نفس خود را و درون در آ کیست که نفس را

بگذارد بگزاریم اگر او بگزارد ۵ نفس را هفصد سر است و هر سری + از فراز عرش تا
تحت الثری + باید دانست که گذاشتن نفس بگذاشتن صفات اوست از عجب و ریا
و بغض و حسد و کینه و عداوت و ناز و نخوت که این همه تاریکیها ست چون تاریکی رفت
روشنی پدید آمد الله ولی الذین آمنوا یخرجهم من الظلمات الی النور الله نور السموت و الارض
نه چنانچه حشویه روزگار میگویند ما نیستیم همه اوست و این همه را توحید نام کنند و باین بهانه
از دائره امر و نهی بیرون آیند و هر چه خواهند بگویند و هر چه خواهند بکنند و خود را درویش و
صوفی نام نهند عبد نام کنده نکو نامی چند ۵ سخن وحدت انگیه از عامی + زان
چه خیزد بغیر بدنامی عیاذا بالله من ذلک و اگر فنای نفس دست ندهد بار ازو راضی
و خشنود نباشد که سر همه بدیها رضا و خشنودی از نفس ست و هیچ دانائی باین سودمند
نبود و هیچ نادانی بالاتر از آن نه الذین ضل سعیهم فی الحیوة الدنیا و هم یحسبون انهم
یحسنون صنعا امروز هر کس بخیالی و گمانی بفریب نفس از خود راضی و بخود مغرور ست علما
بعلم و عمل و امرا بمال و منال و درویشان بحقایق و معارف و زاهدان بزهد و ریاضت
و عابدان بطاعت و عبادت و اغنیا بجود و سخاوت و فقرا بصبر و قناعت این همه
نیک و پسندیده ست اگر از آلایش نفس و اوصاف او پاک شده باشند و بی آن همه
تیره و کدر ست و بآن آلایش دیر گے مشکل که محل قبول و سبب وصول گردد اما با وجود
آن از عمل نیک دست نباید داشت و بیکار ننشست و ظلمت نفس را از نورانیت عمل خالی
نباید داشت تا باری از مزج و خلط نور و ظلمت مانند ظل که نور ثانی ست حالتی متوسط
بین بین بوجود آید کار باید کرد و اگر عجبی و ریائی راه یابد از آن استغفار باید کرد و در دفع
آن بنفس مجاهده نمود آخر بنورانیت عمل و استقامت و استدامت مجاهده نفس صدق و اخلاص
رو خواهد نمود و ظلمت بنور و غیبت بحضور بدل خواهد شد ۵ نفس رام تست هر گه نور
بالا بر تو تافت + سایه زیر پا بود هر گه که برتارک خود ست + از شیخ شیوخ زمان خود

شهاب الدین عمر سهروردی قدس الله روحه پرسیدند که چه کار کنیم اگر عمل میکنیم ریا راه مییابد
واگر نمیکنیم بیکار می نشینیم فرمود اعملوا واستغفروا کار کنید واز ریا استغفار کنید خصوص
فرایض وواجبات که البته باید کرد اگرچه دران نفس دخل داشته باشد وعجب و ریا راه یابد
واینست معنی انچه گفته اند که ریا را در فرایض دخلی نیست ۵ کار کن کار و بگذر از
گفتار ۵ کاندرین راه کار دارد کار ۵ ۵ مزد او گرفت جان برادر که کار کرد ۵
آدمی را درین کارخانه برای کار آفریده اند جزا در خانهٔ دیگر خواهند داد هرچه اینجا بکارند
آنجا بدروند الدنیا مزرعة الآخرة اینست ۵ از مذهب مذهب دهقان خوش است
اے مولوی ۵ مذهب دهقان چه باشد هرچه کاری بدروی ۵ وبحقیقت هر عمل را در دنیا
جزاے هست وهرچه بآدمی زاد میرسد از نیک و بد واندوه وشادی وبستگی وگشادهمه
باداش کردار اوست اما لازم نیست اینجا یابند وهم نیابند وبینند وهم نه بینند وآنجا البته
بیابند وببینند وبهترین جزائیکه در دنیا مطلوب صادقان است مزید توفیق عمل و
صدق طلب وانشراح صدر وفراخی وقت ونورانیت باطن وبیداری دل وزیادتی
شوق است حق جل علا ابواب حسنات ومرضیات چنانچه مفتوح داشته است دایم دارد
وتوفیق کارهای که سبب دوام دولت وسعادت دوجهانی وکمالات حسی وروحانی است

روز بروز افزون گرداناد بمنه وکرمه والعاقبت بالخیر ۵

الرسالة السادسة والاربعون حرقة الجنان بمبنی الکشف والعیان

الله ورسوله

بارها سینه جوش زند ودل خروش کند تا از احوال درون چیزی برون افگند
وکیفیت احوال که نتوان گفت بگوید ساعتے نگذرد که شغلے دیگر پیش آید وحال بگردد
وآن جوش وخروش فرو نشیند وبیشتر از انچه از احوال روی داده ومعانی که در دل
فرو آمده بود از یاد رود واگر نرود آن ذوق ولذت که در آن وقت ودران حال داشت

نماند بی ذوق چه نویسد که رونق سخن در ذوق است اگرچه ذوق در سخن نیابد اما
پرتوی ازان بر سخن افتد که سخن را چاشنی دهد و رنگین سازد و لذت بخشد و دلنشین
گرداند و قتی دیگر قلم بعد او ست گیرد و خواهد که سخنی انشا کند روی ندهد و چندانکه سعی
کند بسر انجام نتواند داد به بیچارگی قلم از دست نهد و خاموش نشیند کاش همدران
وقت که ذوق روی نموده و جوش زده بود چیزے مینوشت عجب چون سخن آمد
نوشتن نتواند و چون نوشتن خواهد سخن نیاید و مانع قوی از ارسال عریضه اینست
وقتی حرفے چند از کیفیت حال بطریق ارتجال نوشته بود و بخدمت فرستاده
چنین گفتند که خوش آمده بود و لیکن در محل قبول افتاده و مصادف رقت گشته بود
ازان باز هلاک آنست که برمنوال تجربه لک تجربه نخستی به ازان ارائه که زیور قبول
نیابد اما بمقتضای حکایتی که گفته شد صورت نه بست تا امروز که باز جنبشی در عرق
انجذاب می یابد اگرچه سست است و خالی از اضطراب نه اما این قدر هست که در دست
قوتی بر گرفتن قلم دارد و میل حرکتی در طبیعت وی می یابد و رطوبتی در زبان وی
احساس نماید شاید که چیزی ترشح کند اگرچه نه بدان قدر ست که بیرون افتد اما اگر
قطره چند از معانی در پی هم آید احتمال بیرون افتادن دارد و مانعی دیگر از نوشتن اهوال
ان دارد که چنان از زده محبت ست که هرچه نویسد بی آلودگی شکایت نیابد اگرچه
سرتاپا غریق نعمت ست اما چشم تمنا بر یک حالی و صفتے دوخته ست و عنایتی خاص
از محبوب امید داشته که بی آن همه هبا منثورا میدانند و هیچ ی پندارد تألف اضافت
همیشه ندای خذ ما اتیتک و کن من الشاکرین در میدهد اما نفس از بالیست محالی که
دارد و باز لمی ایستد آن بالیست اگرچه صریح نه از عالم ازلی ست اما از ماندن همین عالم
شبهی و سالی دارد نی نی اینجا کسی بجای ارنی نشسته ست هلاک یک کلمه شنیدنش
والتفات کردن ست تا نوبت بدیدن و نمودن کے رسد ۵ من از سر زنده گردم

(۱) عبارت

گر تو با من یک سخن گوئی + تو میدانم نگوئی لیک من گفتار میگویم + بارہا مینالد و میخروشد که تا چند در پرده یومنون بالغیب محجوب و تنگدل دارند چه شود که اگر یکے در قضا کند لک نمری ابراہیم ملکوت السموت والارض بگذارند تا پروازی نماید و دل بکشاید بازمی ترسد که این سخن داخل لولا یکلمنا الله او تاتینا آیة نگردد والعیاذ بالله رنازین بابست این از باب ولکن لیطمئن قلبی و تطمئن قلوبنا و نکون علیها من الشاهدین سهت حیرت در توقف اجابت این دعا و عدم حصول این مدعا دارد که سایلے محتاج مُلح از جواد کریم رحیم حاجتی میخواهد دیگر سبب توقف چیست ندا امد که نعم وی این صفتها دارد با وجود آن علیم و حکیم نیز هست عاقبت کارها میداند و در هر کار حکمتے دارد شاید که در نا دادن و توقف در اجابت بودن حکمتے داشته باشد اگر گوئی ای کاش همین قدر معلوم شود که حکمت در آن چیست تا این قلق و اضطراب برود جوابش آنکه وی قادر مختار است هر چه خواهد بکند و هر که را خواهد بدهد یفعل الله ما یشاء و یحکم ما یرید صفت اوست و یعطی من یشاء و منع ما یشاء شان او اینجا جز صبر و تسلیم چاره نیست این جبر و قهر است اینجا دم نتوان زد مسلک بذیل کرم و رحمت نموده بود چون نوبت بجباری و قهاری رسید چه گوید بار این گناه بر کردن زیان آمد ربنا و لا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین باری بر هر تقدیر چون قلم در دست گرفته است چیزے بنویسد و بجبر و قهر در حرکت آرد اول شکرانه صحت ذات بابرکات از عارضه ضعفے که در ایام خالیه عارض بدن شریف شده بود الحمد لله که بخیر گذشت حق جل و علا سایه عنایت و محبت ایشان را بر فقرائے این سلسله پاینده دارد که وسیله حل بسی از مشکلات و سبب آسانی دشواریهاست قضیه شوق و محبت و مقتضائے عرف و عادت آن بود که پرسیدن این حال بی تابانه بملازمت میرسید که امروز دوستی برائے خود که خیر دنیا

واخرت خواهد جز ذات شریف ایشان را نمیداند دل و جان فدای این محبت بلکه هر جا
که نشانی از محبت ست باد اما چون رضاء ایشان بخلاف این حال متعلق شده
ست جرات نتوانست نمود الا طاعة فوق الادب که گویند اینست ۵ قرب جانی
چو بود بعد مکانی سهل ست + بعد ازان اشارتے بکشف بعضے احوال نماید که ضرورت
ست معذور خواهند داشت از احوال چه گوید که خراب ست و بسیار خراب ست
در ظاهر چنان آباد نماید که بیننده رشک برد که به ازین حال نمی باشد و اما اگر بباطن
در روند بدانند که چه خراب و شکسته ست ۵ شکسته دل تر ازان شیشه بلور نیم
که در میانهٔ خارا کنی زدست رها + مشق انزوا که اوستاد طریقت تعلیم نموده دایمی
اما هنوز یکحرف درست از دست نه برآمده خدا داند که تا کے این سواد بسر آید عمر
گذشت و جای امید نماند دیگر بچه چیز دل نهد ۵ عمرم بغم تو سر بسر شد + چون سایه
که برشود بدیوار + الٰهی عبدک ضافت به الاسباب و غلقت دونه الابواب و
انقضے عمره ولم یفتح له الباب نومید خود نیست و خود چون باشد اما بشارتی میخواهد که
امید را تازه دارد و شوق را بلند آوازه گرداند ۵ وصلت که مراد دین و دنیا بخشد
صد روح بقالب لمتی بخشد + نومید نیم لیک دلم میخواهد + یک مژده وصلے که تلے
بخشد + اینهمه سهلست در عالم محبت فراق و وصال و قرب و بعد و جور و جفا و لطف
و وفا برابر ست و نظر به نعمتهاے الٰهی که غیر محدود و نامتناهی ست همه شکر و رضا
ست اما وسواس نفس و شیطان را چه کار کند که محبت میطلبند و میگویند که تو آهن
سرد میکوبی و ترا درین راه نصیبے نیست و مناسبتے باین کار نه برگ که ترا بمنزل مقصود
راه نیست و بر و که در بزم وصال جائی نه تو راه گم کردهٔ و از شارع عام عرف و عادت
برآمده و بر خلاف راه و روش جمهور رفتهٔ هر چند دلایل اقامت کند و سند ها بیارد
و نشانها نماید ملزم نشوند و از انکار و وسوسه باز نیایند اینجا چه کار کند و چگونه این

این دو خصم ستیزه کار بد نژاد را الزام دهد خذلهما الله و ما انصر الا من عند الله العزیز
الحکیم اول و ابتدا را ایخال که از انجناب پیام رسانیدند و دل خفته را بیدار گردانیدند
این بود که حکم عالی حضرت در باب وی آنست که بجنبد و از زاویه انزوا پای بیرون نهند
و از درویش و توانگر و خویش و بیگانه و مرده و زنده هیچکس را نه بیند و از جای بجای
نرود و مبالغه و تشدید در ینباب بسیار رسید پس عرضداشت کرد که اگر انیکس را
برین سر اطلاعی نبخشند که چیست و از کجاست در الزام نفس و التزام اینطریقه اقرب
و ادخل باشد فرمودند میخواهیم و دعا ها میکنیم که او را بر حقیقت حال مطلع نگردانند
تا زمانیکه صاف و پاک نشود چون تاکید و مبالغه سخت شد طبع اضطراب نمود و بقصد
تحقیق این شان و انکشاف حال بملازمت رسید پس مشافهه نیز فرمودند که
همچنین ست و این امر ایجابی ست و از جانبی ست و از شما غیر این صفت هیچ
نمیخواهند در نیمرتبه نیز نفس بصفت خود جنبید و در طلب حجت و برهان بایستاد
و دو سه روز درین قلق و اضطراب گذراند ناگاه نور تصدیق و تسلیم بر دل بتافت
که ظلمت ریب و ارتیاب را برداشت و حجت طلبی را در حکم کفر پنداشته در مقام
تسلیم ساکن و ساکت گشت و چون حکم باستعجال عود شد اینجا آمد و دل بر امید
وعده کرم و خیر صدق نهاده بنشست چون بار دیگر از تصور صعوبت این مرام
هر سوی راه یافت باز عرضداشت کرد که عاقبت این امر چیست و غایت اینکار چه
اعلام فرمایند تا جدّی در کار پیدا آید و شوق بیفزاید در جواب نوشتند همه خیرات
و خوب خواهد بود و نوشتند که عنایت حضرت غوث الاعظم بشمار ست هیچ غم و اندیشه را
بخود راه ندهند و هذه الاشارة عندی اعظم من الدنیا بحذافیرها بل الدین و الدنیا
و ما فیهما و الحمد لله که خوب نشست و دغدغه تمامی و تذبذب نماند و نفوس عامه خلایق
از اهل شهر و غیرهم که بملامت برخواسته بودند در مقام سکوت و اعتراف آمدند و اگر

احیاناً یکے دانسته یا نادانسته غیبتی کند و سخنی گوید زیانی ندارد زیرا که مردم بکتمان
بست باوجود ان نفس حجت طلب ست بلکه قلب و روح نیز در هنگام وقوع معامله
در قلق و اضطراب آیند تا یک نوری خاص و حالتی مخصوص از استقامت و یقین
که از پرده غیب بقضاء عیان بیرون افتد و نشانها از مطلوب نماید کرامت نفرماید
ابهام و اشکال مطلق مرتفع نمی گردد و هرچند میداند که این راه بتانی و تدریج می رود
و کشایش کار موقوف بر وقت ست و در بیخبار روز و هفته و ماه و سال نشمرند و عقد
عبودیت ابدیست و هرچه ناصح مشفق فرماید و مخبر صادق خبر دهد حق ست و صبر و
رضا و تسلیم از او کد شرایط کار و واجبات دین مسلمانیست و خواهش و آرزوی و استعجال
مانع وصول و منافی طریقه بندگیست و اعظ تر و ناصح صادق لهجه تر در بیان اهم مهمتر
و تو کید این وصیت از کتاب مستطاب فتوح الغیب که خواهد بود و چه خواهد بود اما با وجود
آن نفس ازین اندیشه نمی آرامد و دل قرار نمی گیرد و وحشت بیرون نمی رود و میگوید
که اگر همین قدر گویند که صبر کن و مضطرب مشو یا گویند که نصیب تو همین مقدار است
زیاده طلبی مکن بلکه اگر گویند ترا بدرگاه قبول جائی نیست و بمنزل وصول راه نه
والعیاذ بالله من ذلک نیز رضی ست بارها بنفس بدکیش میگویم که ای مستعجل
صلاح کار نافهم و ای نادان ناعاقبت اندیش چندین بر سر این شهوت نابایست
و شتابی در سوال مکن و کار در پرده دار و مبهم گذار مبادا چیزے گویند که پشیمان
شوی و گوئی چرا خواستیم کاش مبهم و مستور ماندے و پرده از روی حقیقت حال
بر نیفتادی یا ایها الذین آمنوا لا تألوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم اما هرگز این
گدا طبع گرسنه چشم از آرزوی که دارد باز نایستد و از شرهی و شهوتی که بسته
باز نیابد و گوید تا پرده نکشاید و جمال مقصود روے ننماید اطمینان نمی یابم و قرار
نمی گیرم چندانکه نزدیک بآن سخن رسد که لولا تکلمنا الله او تاتینا آیه نعوذ بالله

من ذلک آمنا باللہ و رضینا بقضائہ و بحقیقت ازان قبیل نیست و فرقی عظیم
درمیان ہست ہمان فرق کہ در ارنی و حتی نرے اللہ ہست و بالجملہ اندوہ و تنگدلی
از حد گذشتہ و وقت امداد و اعانت ہست فریاد رسی میباید کرد و ورد ای اغاثہ کبری
کہ منتہی بجناب حضرت غوث الاعظم ہست میباید پوشید و ذرع داؤدی در بر کرد و در
قالب حقیقت عظمی غوشیہ در آمد و تصرف کرد و توجہ بارواح مقدسہ مشایخ سلسلہ منودہ
و استمکشاف حال کرد و خبرے گرفت و اعلام منود تا دل بمرکز قرار آید ؎ دل
می رود ز دستم صاحبدلان خدارا + دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا + اظہار
این اگرچہ بی ادبی ہست ولیکن چہ کند کہ طاقت طاق ہست کجا رود و بکہ گوید
؎ فریاد دل غم زدہ را گر نکنی گوش + پس پیش کہ از دست تو فریاد توان کرد

مضمون معلوم شد دیگر بس است

الرسالۃ السابعۃ والاربعون طیب المذاق بوجدان الذوق فی مقام الاطلاق

اللہ و رسولہ

عذر تقصیر ملازمت چہ نماید این حالی کہ فقیر راست اقتضای ہمین میکند اگر آن را
بتفصیل گویم ستالیش نفس لازم آید اگرچہ مشاغل این فقیر اکثر از جنس قیود ہست اما
چہ کند کہ ازین قیود برآمدن دشوار ہست ما درین دنیا زندانیانیم مقید نباشیم چہ صورت
دارد بحمد اللہ کہ در قید اویم و اگر گاہی در قید نفس نیز باشیم بدان راضی نیستم و دران مستمکر
و منہمک نہ سر تمامہ نقصانہا راضی بودن از نفس ہست بعد از رضا از نفس کدام کمال
این قیدہا برای آن بر خود بستہ ایم تا ازین قید یعنی قید نفس برائیم خداوندے بر ایم
و چگونہ بر ایم بر سر ما حاکمی ہست حکیم کہ راہی منوده و قاعدہ بر بستہ و دستور العمل بر
نہادہ و ما را بقیود اوامر و نواہی مقید ساختہ و گفتہ کہ حقیقت این قیود بی قیدیست
اگر باین قیود مقید باشید و خود را بدان بر ہندید بعد ازان ہیچ قید نماند و از ہمہ قیدہا

برآید بجز قید بندگی او و همه بندها بگسلید جز بند محبت او و ایمان آوردیم که هرچه او گفت
حق ست و هرچه از جناب حق آورد راست و درست آورد پس باین قیود مقید نباشیم
چه کنیم مقیدیم بامید دریافت بیقیدی و بیرنگی که آنجا اضداد را با یکدیگر اشتی ست
دل بوعده وی بربسته امید وار نشسته ایم تا چه کند محبوب اگر کاری فرماید و بران کار
جزائی و عدتی نکند باید کرد چه جای آن که با وعده مقرون گرداند و اینجا نیز عاشق که بدنبال
نفس خود برسد ذوق وعده برین میدارد بذوق سخن و لب جنبانیدن وی جان میدهد
چه جای وعده کردن و در مقام لطف و مرحمت آمدن یارب مگر وعده وصل و هدایتجا نگر
از جا رود و گرفتار حصول موعود گردد اما محبت چون صاف گردد بمقام فنا کشد از
گرفتاری طلب وصل بلکه ذوق آن نیز برآید اما مطلق ذوق مبهم بسیط غیر متعین
نه متعلق بچیزی باقی ماند مراتب ذوق را پایان نیست ذوقی بالای ذوقی دیگر است
هر ذوق که روی نمود چون نظر بروی افتاد گرفتار وی شد اسقاط این ذوق و قطع
نظر کردن ازوی و بالا رفتن ازان ذوقی دیگر آرد نغم شوق تمام گردد که زاد راه سلوک
و بدرقه راه روان ست و از دریافت نقصان در نفس بباعث کسب کمال و تحصیل ذوق
و حال تاشی گردد و بهر ابهی هستی طلب قصد بالا کند اگر مطلوب رسد ازان ذوق
گیرد و اگر نرسد گرفتار شوق ماند و شوق را نیز چون مطلوب بی نهایت بود نهایت
نیست اما بدرجات میرود و باهستی و طلب خود میرود و نسبت طلب و تعین طالبی
مطلوبی باقی ست و سیر ارباب شوق که طالبان کمالند در عالم ملک و ملکوت باشد
که مظاهر اسما و صفات و افعال اند و عالمهای وسیع و رنگهای گوناگون و نیرنگهای
بوقلمون دارند و ذوق در نیستی و فنا و گم شدن در خود از خود یابند و هرچند تعین
و نسبت و ساقط تر و محو تر ذوق بیشتر مجملا آنکه ذوق در وحدت ست و شوق در کثرت
و در هر دو نایافت ست و لیکن در ذوق نایافت وجود خود بایافت وجود محبوب

وعده میرود کار میکند نه برای آنکه موعود را باید و بخلاف

و در شوق درک نایافت کمال و در دان نایافت و انبعاث باعثه ست بر تحصیل آن
و در ذوق درک و انبعاث بنود شوق پایه کار کنان و راه روان و وصل طلبان و ذوق
حال بیکاران و از پای افتادگان و خود را از دست دادگان ست در شوق اگر باشد
در یافت باشد و در ذوق یافت در یافت دیگر ست و یافت دیگر در یافت آنکه در یافت
کوتاهی کردم و پایان افتادم مرتبه ذوق بالاتر از یافت ست و از اینجا گفت آن عارف
صاحب ذوق قدس الله سره الباقی که اینجا ذوق یافت ست نیافت انتهی ذوق
نام ذات محبوب است چون محبت ذات محبوب گردد و متحد بوی شود یعنی کثرت بدر رود
و فانی از قید گردد و یگانگی صرف ماند حقیقت ذوق ثابت گردد اگر گوئی چون یگانگی صرف شد
هیچ دوئی و هیچ نسبت نماند نسبت ذوق چون ماند دریاب چه گفتم ذوق ماند نه نسبت
ذوق نسبت از دوئی ست و ذات ذوق از یگانگی باز اینجا تحدق نظر باید کرد و دید که
ذوق هم در آن فنا و وحدت ست یا بعد از تنزل از ان الآن در ذوق چنین می در آید
که چون این حال آنی ست بلکه بزبان مبالغه از ان هم باریکتر لمحه لطیف که یک برق
صد یک جزو آن تواند بود از ان بیرون آمده ذوق حاصل میگردد و بجهت شدت قرب
و اتصال این بآن چنان بیند و یابد که همه ران آنست زبان بتقصیر از ان کوتاه ست
و تعقل آن در ملکوت ذهن نمی گنجد عرف من ذاق و من لم یذق لم یعرف تعالی الله کجا
افتادم آغاز سخن در چه بود و از برای چه بود انجام بکجا کشید از طغیان قلم خود بر نجم که هر گز
راه براه ست تواند رفت و بیحوش و خروش دم نزد گناه دیگر بروی آنکه او را از اسرار
کشف کردن و سخنان باریک گفتن منع کرده اند و فرموده که جز در انچه بشرایع و احکام
و کار کردن و راه نمودن متعلق باشد دم نزند و وی نیز عهد کرده و باتمثال این امر تسلیم
تصمیم نموده ست اما غلبهٔ وقت و سلطان حال او را در عهد شکنی دارد چه توان کرد از حکم
وقت بدر نتوان رفت و العهدة علیه ما نا منشا این جوش آغاز ایام ربیع ست که ماوه

که مادهٔ سودا را بجوش آرد و گرمی در دماغ صبر پیدا کند و در هذیان گوئی اندازد نی نی وقت و زمان را نیز گناهی نیست اینهمه بباعث خیال مخاطب و اقتضای حال اوست که در ذهنی درآمده و تصرف کرده در جوش آورده و بحقیقت حال مخاطب و اقتضای وی حاکم ست بر متکلم دران اختیاری نه یکی از بزرگان چون سخنی گفتی به سامعان فرمودی که من نیز هم چو شما شنوندهٔ ام گوینده دیگر ست باری هر چه بود گذشت باز بحال خود بیایم که مقصود چه بود مقصود عذر تقصیر ملازمت بود چنانکه در اول نامه این حرف نگاشته آمده آنرا چگونه بیان کند مگر بزبان حال و لسان الحال ابین من لسان المقال شکر نعمت وجود و عزت مقام شما را در شریعت انصاف واجب دانسته باید بملازمت رسید و فوائد اندوخت و محظوظ اهل عرف را بهر ازین صحبتها کجا بهم میرسد ولیکن باغلبه حال بس نتوان آمد حال این فقیر برین وجه نشسته ست تا عاقبت کار چیست و ورای آن بعضی وجه های معقول نیز در توجیه آن توان گفت و چیزے دیگر هم هست والله اعلم بحقیقة الحال و حال این فقیر در افتقار و نیازمندی بجای رسیده ست که اگر یکے از عوام الناس را ببیند که نظر عنایتی و محبتی برمن می افکند سعادت خود میدانم چه جای اکابر و اهل فضل فقیر خود تمامهٔ اهل این روزگار را که حاکم و رئیس اند از حیثیت امن و امان شکر گذاری میکند اگرچه باهیچکس کاری ندارد اصل همین ست که اگر با کسے کاری میداشت بر دل باری نیز مے نشست عارف هر ذره وجود را شکر گذاری کند که نعمت شهود حق ازان حاصل ست باعتبار آنکه دلالت بر وجود حق و صفات وی دارد بالاتر ازین گوئیم آئینهٔ وجود حق ست ازین بالاتر گوئیم مظهر وجود اوست و مظهر اینجا بمفهوم ظاهر نیست که جاے ظهور و محل بروز ست چنانچه آب آئینه که در اینجا دوی ست ظاهر دیگر است و مظهر دیگر مظهر اینجا بمعنے تمثیل وجود اوست که خود را باین مثال نموده و بامتیصور ظاهر کرده ست بالاتر ازینهمه گوئیم فرد وجود ست و وجود عین ذات حق و اگر

همه عبارتها را که مذکور شده بهمین معنی فرود آریم هم میشود معنی از عبارت همان بفهم آید و معتقد
و موافق حال سامع ست همه عبارتهای مختلف که بیارند او همان فهمد که حال اوست و دلنشین او
شده هر که در مقام توحید ست هر عبارت که بیارند اگرچه ظاهر در دوئی و اثنینیت بود همان
معنی توحید فهمد و در اینجا سه عبارت ست که می آرند همه از دست و همه بدوست بلکه همه اوست
پدر میگفت رحمة الله علیه من از عبارت همه از یست معنی همه اوست را بفهم و میگفت اگر معنی
همه اوست را بکاوند و مغز را از پوست برآرند عین معنی همه اوست را فهمند چه صدور کثرت
از وحدت بی معنی توحید صورت نه بندد میفرمود عبارت همچنین باید و فهم انچنان کن
کما تعلم و قل کما ترے در هر عبارت اشارتی هست نظر بران دار تا عبارتست توحید دست
ندهد عبارت چگویم در شهود و توحید نیز دوئی ست وحدت یگانگی ست توحید یگانه گفتن
یگانه دانستن یا یگانه دیدن و یگانه یافتن اول توحید قولی و زبانی ست ثانی توحید علمی
ایمانی ثالث توحید حالی رابع توحید ذاتی با وجود آن تا نسبت توحید در میان ست دوئی
باقی ست از اینجا گفته اند که توحید حق از غیر حق محال ست و توحید حق مر حق را همان وحدت
ذات اوست که نسبت را دران گنج نیست ؎ توحیده ایاه توحیده + و نعت من ینعته
لا حد + شهود یگانه یافتن اگر صاف و برهنه شود چنانچه یافت و یابنده و یافته شده هیچ نماند
بجز حرف یافت بی دریافت یافت توحید ذاتی صورت پذیر می نماید توحید ذاتی جز حرف یگانگی
نبود اینجا شهود و معرفت و یافت و تجلی و ظهور و اضداد اینها و هر نسبت و اعتبار که انسان
تعبیر توان نمود و تصور توان کرد و نشان توان داد فانی و ساقط ست الا یک چیز که
ذات ست اگر شعور ست شعور خود بخود ش و اگر شهود شهود خود بخود خواهد بود و با وجود
آن علم و شعور و شهود همه صفاتند و صفات اگرچه عین ذات اند در تحقیق و وجود امر مرتبه
وحدت ذات بالاتر از صفات ست آنجا که یکی ست یکی نیست چه جای دو و آنجا که اوست او نیست
چه جای دیگرے این یکی و او که نفی کردیم یکی ست که نام یکی ست و او که اشارت با وست

اینجا دوئی ست اما یکی که یکی ست واو که او ست ثابت ست کیفیت ذوق که در جوش اول
مذکور شد باز آمد اینجا گم شدن ست و گم شدن از گم شدن و گم شدن گم شدن بالاتر
از گم شدن از گم شدن ست در گم شدن از گم شدن نسبت بجانب بنده می افتد تا نسبت
با اینجانب می افتد دوئی ست و اشارت به بیرون می افتد و در گم شدن گم شدن هم درون
رود و خود در خود کم شود ؎ تو در و گم شو که تجرید این بود ٭ کم شدن کم کن که تفرید این بود ٭
از کم کردن کم شدن کم شدن خواسته ست دائره نظم تنگ است و المعنی فی
بطن الشاعر مجملا دل بجای باید بست و خیال بجای برد که آنجا نه دل و نه جا و نه خیال و نه هیچ
چیز ست و هیچ چیز نیست هم نیست و اینجا که هیچ نیست همه هست این کمالی ست که در
توحید بالاتر ازان کمالی نیست و نصیب روحانیت آدمی از ذات حق ورای این نه
خلاصه نسبت حضرات نقشبندیه و مشایخ دیگر که در همین مقام اند قدس الله ارواحهم
اینست باقی همه کمالات که مبتدیان آنرا جویند و سالکان بدان پویند و منتهیان
بدان رسند و واصلان آنرا یابند و محققان آنرا بیان کنند و عارفان بدان نازان
دهند کمالات وجودی و معرفات هستی و انوار شهود و آثار وجود و تنزلات قیود و کشف
صفات و کمالات و افعال و موارد احوال ست بس کنم الحمد لله که کاغذ پاره که در دست بود
نیز تمام شد ؎ قلم اینجا رسید و سر بشکست ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

الرسالة الثامنة والاربعون حراسة الایمان عن مکاید النفس والشیطان

الله و رسوله

؎ اگر محول حال جهانیان نه قضاست ٭ چرا مجاری احوال بر خلاف رضاست ٭
آرے ارے ؎ بزیر گنبد خضرا چنان توان بودن ٭ که اقتضای قضاهای گنبد خضراست ٭ بیچاره آدمے که هدف سهام حوادث و مصایب و گوی چوگان قضا و قدر است
در عین علم و قدرت جاهل و عاجز ست و در عین قوت و غنا ضعیف و فقیر که دام علم و قدرت

وچه قوت وچه غنا آنکه اول و آخر خود را نداند که چه بود و کجا خواهد رفت و سر نوشت او چیست و غایت
کار او چیست چه دعوی علم کند آنکه سراسر محتاج و نیازمند بود و خسی نتواند پیدا کرد و مگسی
نتواند از خود راند چه لاف غنا و بی نیازی و قوت و قدرت و گردن فرازی زند ۵
خدائراست بزرگی و ملک بی انباز + و گر بهر که بینی بعاریت داده ست + صورت
اختیاری در آدمی زاد نهاده اند که اگر بحقیقت معنی آن در رود سراسر جبر ست کسیکه
ذاتش دیگرے پیدا کرده و صفاتش دیگرے نهاده دعوی قدرت و اختیار در افعال
که فرع و اثر ذات و صفات اند چگونه درست آید ۵ چیزے که وجود او ز خود نیست + هستیش
نهادن از خرد نیست + ثبت الجدار ثم النقش اینقدر ست که جوهر آدمی چنان آفریده شده
ست که بر و پرتوے از انوار صفات حق که زندگے و شنوائی و بینائی و دانائی و توانائی
و خواست و گویائیست تافته و بجلیت اینها از افراد کائنات ارضی امتیاز یافته ست
پروردگار تعالے را عالمهاست و در هر عالم آفرینشها و کارها درین عالم که عالم انسانست
اینچنین می آفریند که از درون وے باعثه و خواستے پیدا مے آرد و او را بر وے مے گمارد پس
کاری از وی بوجود مے آید ۵ ما را ز قضا همین قدر بنمایند + پیمانه توئی باده بتو پیمایند
زیاده برین اثبات قدرت و اختیار مر بنده را تکلف ست مبدا فعل اختیاری در آدمے
سه چیز ست ادراک و باعثه و خواست باید نگریست که وی درین سه چیز هیچ اختیار دارد
آدمی اگر چشم کشاده باشد پس صورتی در نظر وی بیاید میتواند که آنرا نه بیند می تواند
و بعد از دیدن اگر آن صورت ملایم و موافق طبع اوست میلی و شهوتے در نفس وی پیدا
شود که باعث حرکت گردد بجانب وی و بعد از پیدا گشتن باعثه دارادتی و خواستی
از ذات وی پیدا آید که بدان حرکت کند و باختیاری که بی اختیار از ذات وی پیدا
شده بجانب وی رود دیده و دانسته در بلا بیفتد العبد مختار فی فعله مجبور فی
اختیاره که گوید این صورت دارد ۵ ای کاش نمیدیدم آن زلف سمن سارا

تا دیده و دانسته در دام غم افتادم + کائنات دیگر نیز اگرچه همه بنده و مسخر و محکوم قدرت الهی اند
غرض علا اما این پریشانی و سرگردانی و حیرانی که آدمی دارد دیگرے ندارد جمادات و
نباتات خود چون نشاء حیات ندارد و مظهر علم و دانش نیفتاده آسوده اند و روی که
از حیثیت وجود با پروردگار خود دارند بدانجانب آورده یکرویه شده ایستاده اند و
حیوانات اگرچه حس و حرکت دارند و باین علت برنج و الم جسمانی که از ریگذر خواهش
رسد گرفتار اند اما چون فکر و اندیشه که چه شد و چه خواهد شد و چون شد و چرا شد ندارند
از عذاب روحانی که بگرفتاری عقل پیدا آید فارغ اند و ملائکه اگرچه علم و دانش در مرتبه
کمال دارند اما چون عقل مجرد اند متعلقات جسمانی نگرفتار اند و شهوة و غضب که برائے
جلب نفع و دفع ضرر ست در ایشان نهاده نشده از آلایشهای جسمانی و آفتهائے
حدثانی منزه و مبرا بریک حال و بریک منوال میباشند آدمی ست که بعلت ترکیب
عقل و شهوت و غضب و تعلقات جسمانی و کدورات هیولانی گرفتار لذات و آلام جسمی
و روحانی افتاده ست و بغم و هم و فکر و اندیشه و هوا و هوس و چون و چرا و آز و طمع
و آرزو و هوا باصد چندین محنت و بلا گرفتار ست سرشت آدمی زاد چنین افتاده
کجا رود و چه کار کند ؎ زهی بیچارگے آدمے زاد + که در چندین بلا و محنت افتاده
گهی از نفس و عقل اندر کشاکش + گهی از دست دل لعل اندر آتش + گهی از حکم غفلت
گشته سرمست + متاع دین و دنیا داده از دست + گهی بکشاده چشم هوشیارے
پشیمان گشته باصد آه و زاری + گهی دانا گهے نادان نشسته + گهی غمگین
گهی شادان نشسته + گهه از ذوق طبیعت گشته خورسند + فتاده چون مگس در
شهد و در بند + گهی اندیشه آغاز و انجام + به بے ذوقے نشسته زهر در کام +
ندارد کار دنیا اعتباری خوش آنکس کش نباشد هیچکاری ؎ کار عالم که هیچ
در هیچ ست + نیک بنگر که هیچ در هیچ ست + مشکل تر آنکه از بیجانب درآدمے

هوا و هوس و میل شهوت آفریده اند و در اینجانب دنیا را بازیب و زینت در لباس
عشوه دهی و فریب کاری آراسته که بیک نگاه دل صد هزار آگاه بستاند و بیک
پیاله زاهد صد ساله را از هوش برد و بیهوش گرداند ۵ دعوے زهد تو آن روز
مسلم دارند + که روے بر سر آن کوچه و هوشیار آئی ۵ زنهار بکوی میفروشان
مگذر + کانجا سر و دستار گرو خواهی کرد + در حدیث آمده ست الدنیا خضرة و
حلوة فرمود دنیا سبز و شیرین ست سبز یعنے تر و تازه که دیدن آن خوش آید
و در دیدهٔ شهوت زیبا و رنگین نماید و شیرین که چشیدن آن لذت بخشد
و در مذاق طبیعت لذیذ افتد بنگر که باین دو صفت چگونه صبر و پرهیز ازان توان
کرد قرآن مجید میفرماید انا جعلنا ما علے الارض زینة لها لنبلوهم ایهم احسن عملا گفت
اینجا نه ما بصد نقش و نگار آراسته ایم و زیبا و رنگین ساخته ایم تا به بینیم که چشم ازان که
می خواباند و در تماشای آن درنمی ماند ۵ همه اندرز من بتو این ست + که لوطیلی و
خانه رنگین ست + سخن از عشوه گریهاد نیا و فریب خوردن نفس ازان دراز ست
عمر در گفتگوی آن بسر آید و این حکایت بسر نیاید آن به که عجز و بیچارگے خود را بدین آریم
و دست دعا بدرگاه کریم بنده نواز برداریم خدایا خداوندا ما را بما مگذار و ما را بر ما مگمار
و ما را از شر ما نگاهدار ما را بر ما یاری ده و عقل را بر نفس و دین را بر هوا مددگاری بخش اے
توانا بر ناتوانی ما رحم آر و اے دانا ما را در ورطه غفلت و نادانی فرو مگذار در وقت
معصیت و غفلت پیش ازان رحم کن که در حین طاعت و هشیاری کنی و در بعد
و ضلالت زیاده بران مدد ده که در قرب و هدایت دهی ۵ یارب مدد کرد و مے خود
برهم + از بد برم و از بدی خود برهم + در هستی خود مرا ز خود بیخود کن + تا از خودی و
بیخودی خود برهم + اساس کار بر سه فنا نهاده اند نخست از خلق که وجود و عدم و
مدح و ذم و منع و عطای ایشان از نظر اعتبار ساقط گردد دوم از هوای نفس تا بجلگے

تابع حق گردد و برفرموده خدا و رسول خدا رود سیوم از ارادت و خواهش که هیچ خواست نفع
و ضرر و خیر و شر و آرزو در دل نماند جز خواست حق و نه بیند جز فعل او و نه داند جز علم او
و نه یابد جز ارادت او ۵ تا در توز پندار تو هستی باقیست + میدان بیقین که بت پرستی باقیست
بالاتر ازین دیگر بشنو که چه میگوید ۵ گفتی بت پندار شکستم رستم + این بت که تو پندار شکستی
باقیست + استغفر الله و اتوب الی الله و لا حول و لا قوة الا بالله توجه کلام بجانب دیگر بود
بی اختیار باین سوافتاد مقصود ذکر واقعه کشته شدن آن جوان سعادت مند برادر شان
بود بیشک جوانی مقبول و نیکو سیرت و صورت و فقرا دوست بود رحمه الله و تجاوز عن
سیاهه خوشا سعادتمندی و مردانه مردیکه بضرب تیغ مجاهده بموت اختیاری جان دهد
و امانت حیات بخیانت بصاحبش سپرد ۵ جان بجانان ده دگر نه از تو بستاند اجل
خود بده انصاف کافران نکو یا این نکو + بجذابی عظیم است این واقعه و نشستن گرد
ملالت بر چهره وقت شریف ایشان نزد دوستان و مخلصان عظیم تر از همه است
حق تعالی بهیچ وجه گرد ملالت و کدورت بر چهره دولت و اقبال آن سعادتمند مبداد و
مال ننشاند و در مرضیات خود همیشه خوشوقت و خوشحال دارد صبر توان کرد جز صبر و تحمل
چاره نیست توجه بحضرت حق باید برگماشت و تمسک بحفظ و عصمت وی کرد و تفویض
امر بجناب عزت وی سبحانه نمود توجه دلهای غریبان دایم بسوی ایشان است ۵
سایه لطف تو ای سرور روان دایم باد + که گذاری بسر خاک نشینان داری ۵
آن مه که حسن و خوبی عالم بروی اوست + از هر کرانه دیده دلها بسوی اوست
والله یحفظکم و هو الحفیظ العلیم عزیزمن در امثال این وقایع فهم فقرا بجانب دیگر میرود
که آدمی زاد از دشمنان جانی که در کمین گاه هلاک اویند و قصد حیات فانی وی
دارند چه مقدار بیم و اندیشه دارد و چه قدر هشیار و نگاهبان وقت خود میباشد
اما از دشمنان ایمانی که شیطان و نفس و هوا و هوس داز و شهوت و مصاحبان

بداندیش و رفیقان بدسگال اندر هیچ آگاه نه و غم ندارد و اندیشه نمیکند که چه دشمنان دین کمین اند
و با چه اسباب و آلات و نیزه و شمشیر و تیر و کمان در قصد غارت این متاع گران مایه
و در پی هلاک این شاهد روحانی اند آنجا خود جز یکدیگر دشمن و چندین حمد و معاون نخواهند بود
که مقاومت و مدافعت با ایشان میتوانند کرد اما اینجا ایمان تنها در دیار غربت افتاده
الایمان بدا غریبا و سیعود غریبا کما بدأ با چندین دشمنان و معاندان درونی و بیرونی
بیرون از حد و اندازه چگونه جان بسلامت تواند برد و بچه چیز پاسبانی و نگاهبانی او
توان کرد لا اله الا الله حصنی فمن دخل حصنی امن من عذابی هر که درین حصن درآمد
و بوی پناه آورد ایمان بسلامت برد و از بیم و هراس هر آفت و مخافت ایمن گشت و
فارغ نشست اما با وجود ان شرط حزم و احتیاط انست که پاسبان و سباب و آلات
قلعه داری و قلعه بندی باید مهیا داشت که دشمنان در صدد برآمدن و کشادن آن
قلعه اند در ملفوظات قدوة الاولیا شیخ صدر الدین بن شیخ الاسلام بها والدین ذکریا
قدس الله ارواحهم و اوصل الینا من برکاتهم و فتوحاتهم مینویسد که در بیان این حدیث
فرمود حصن بهشت و حصار حصاران است که گرد برگرد بود اما گاه نگاه دارد و گاه ندارد
و حصن آنست که در گرد گیرد و نگاهدارد و درآمدن در حصن لا اله الا الله بر سه نوعست
ظاهر و باطن و حقیقت ظاهر آنکه خوف و رجا بجز از خدای عز و جل از دل گرداند که اگر همه
عالم خصم شوند یا دوست بغیر حکم او هیچ نفع و ضرر و خیر و شر نتوانند رسانید قوله تعالی
وان یمسسک الله بضر فلا کاشف له الا هو وان یردک بخیر فلا راد لفضله و باطن آنکه
چون تحقیق کرد که هر چه پیش از مرگ بر بندگان درین سرای فانی برسد جاودانی نیست
و رقم قلم عدم بر و رفته و ثباتی ندارد و قوله تعالی کل من علیها فان به نیستی و هستی
آن التفات ننماید چون این معنی حاصل گردد این کلمه در باطن درآمده باشد و حقیقت
آنست که از روی بهشت و خوف دوزخ در دل نیارد جز بحق قرار نگیرد و فی مقعد صدق

عند ملیک مقتدر چون ایخبار و در بهشت خود متبع او گردد و در دوزخ از وی گریزان باشد
انتهی کلام الشیخ رحمة الله علیه و شیخ شیخ ما عالم عارف علی متقی نور الله ضریحه و لفظنا بهر کاته
و برکات علومه در بعضے از رسایل خود مینویسد که محبت دین و دنیا و ترجیح یکی بر دیگری را مراتب
بسیار است بعضے باشند که محبت دنیا بر ایشان چنان غالب آمده باشد که برای خاطر دنیا و ارباب
دنیا فرایض و واجبات دین را ترک کنند و جانب دنیا راجح دارند و آنهاکه از ایمان برایند خود
خارج مبحث اند سخن در مومنان میرود که تصدیق دارند و در اعمال تقصیر میکنند و کمتر از ان
آنست که فرایض و واجبات ترک نکنند و لیکن به ترک سنن و نوافل رضی باشند که اگر آنها را
بکنند دنیا و متاع آن از دست رود و بعضے دیگر چنان باشند که آداب و مستحبات دین را
بمحبت دنیا از دست دهند که اگر با بنها مقید باشند دنیا بدست نیاید و قومی دیگر واجبات
و سنن و آداب و مستحبات همه را بجا آرند و لیکن نه بر وجه استقامت و ثبات اگر بناگهان
مهمی از مهمات دنیا عارض وقت ایشان گردد همان ساعت متغیر و متزلزل شوند
و از جای روند و در اینجا طائفه اند مانند کوه پای برجا و استوار که هر چه واقع شود و هر که مزاحم
گردد از جا نروند و قطعا نجنبند و ذلک لاعز من الکبریت الاحمر ؎ تا زنهر بادی نجنبی ز جای
بدامن کش چو کوه ✤ کادمی مشت غبار و عمر باد صرصر است ✤ مراتب ایمان و محبت دین
اینهاست اکنون ما را در خود فرو باید رفت که در کدام مرتبه ازین مراتب دخلیم حال امروز است
تا حساب فردا چه خواهد بود ؎ باش تا پرده برانداز د جهان از روی کار ✤ آنچه اندوخته
کرده فرد ات گردد آشکار ✤ عاقبت کارهای دنیا و دین بخیر باد ✤

الرسالة التاسعة والاربعون توصیته الاصحاب بالصبر فی جمیع الابواب

الله و رسوله

روزی این فقیر در نماز حاضر بود ناگاه کتاب صبر بر دل فرود آورد ند و یکایک در باطن ریختند
و چون در غالب خاصیت وارد آنست که مجمل می آید و بعد از ورود نزول بیان و تفصیل

می نمایند تم ان علینا بیانه حجت آنست ماهیت صبر با مزدی چند در مفتتح آن در دل افتاد
و حضور نماز مانع تفکر در آن شد چون از نماز بیرون آمدم تفاصیل محال و موارد آن
که بنده را در ان صبر باید کرد روی آورد من گرفتند چندی ازان با حاضران بیان کردم
و چون آنرا بابی عظیم یافتم از ایمان و اسلام خواستم آنرا بنویسم و خود نوشتهای فقیر
اکثر ازین قبیل ست که در دین مسلمانی بکار اید و نور ایمان در باطن بیفزاید نه حقایق
توحید و احکام وجود که طالب را بجانبی دیگر برد و داعیه عمل و عبادت در او سست گرداند چنانکه در اول
کتاب گفته ام امید ست که این روش براه هدایت برد و بمنزل مقصود برساند و باید دانست
که معنی صبر ترجیح داعیه حق ست بر داعیه هوا نه رد تعارض این دو داعیه و ثبات قدم بر داعیه
حق باینمعنی بنای کارخانه دین مسلمانی همه بر صبر بود و هیچ طاعتی جز بصبر تمام نگردد که تا از ضعف
آن صبر نکنند طاعت بوجود نیاید و آنجا که صبر را نصف ایمان گفته اند صبر از معصیت ارادهٔ
نموده و صبر بر طاعت را نصفی دیگر داشته اند و **فصل** اول باب صبر و عمدهٔ آن مرثبات
بر عقاید دین مسلمانی ست خصوصاً آن عقاید که عقل را در ان مدخلی نیست بلکه عقل بگزافهای
عادت و وسواس و هم در آن حیرت دارد و در تردد می افتد مثل احوال قیامت و حشر و نشر
و اخبار آن عالم و عجایب و غرایب قدرت الهی در ملک و ملکوت که شارع بدان خبر داده است
و طریق علم بآن و وصول بدان جز خبر مخبر صادق نیست و ثبات بران و اطمینان بدان
جز بنور ایمان که محض موهبت و یقین که بی کسب و اختیار بنده عطا کنند و او را بران دارند
صورت پذیر نیست در اینجا چه همه جا همین حال ست آن عقاید که عقل را در انجا دخلی
نمیماند و متکلمین بزعم خود آنرا باثبات بدلایل عقلیه مینمایند موجب یقین آن ایمان است
تا آن نباشد دلایل ایشان همه سبب حیرانی و سرگردانی ست و اگر خدا خواهد آن دلایل را
نیز دلنشین گرداند در مصنوعات آن دلایل متقارن و موافق آن یقین قلبی است که در دل
حاصل و ثابت ست نه موجب و موجد آن چنانکه مثلاً یکی در کار خود ثابت و راسخ ست

وران مشغول و مشغوف و دیگری موید و مقوی آن بگوید باین گفتن جدی و قوتے
وران کار پیدا گردد و اعتقاد یکه دران دارد تازه شود اگر گویند که این ایمان تقلیدی است
غلط است این یقین ست که در دل نشسته ست تقلید آنست که نه بمنت یقین هرچه از کسی بشنود
و بشنود بیفکر و اندیشه دران افتد و تابع وی گردد و اعتقاد یکه دران دارد تازه شود و اعتقاد
تقلیدی بتشکیک متشکک نمایل گردد و اینجا چنان محکم نشسته ست که بصد تشکیک زایل نگردد
مگر آنکه نور ایمان را برگیرند آنزمان هیچ دلیل فائده ندارد نعوذ بالله من تلک الحال اگر دلایل
طلبند دلایل منحصر نیست در دلایل متکلمین آیات و علامات ایمان بسیار ست گفته اند که
در دیار اسلام تقلیدی نمانده ست دلایل حقانیت آن واضح ست و بالفرض والتقدیر اگر
بسبب طریان ظلمت غفلت و وسواس و گرفتاری عادت و نظر در سخنان اغیار غبار شکے
و شبهه پیدا گردد و دود حیرت مذموم بدماغ وقت بدو دو صبری باید کرد و پا ثبات برجا باید داشت
و بر مرکز استقامت اگرچه بزور و تکلف بود ایستاد و بچپ و راست آواره نشد دل و زبان را
از خیال باطل و کلام بیهوده و بی صرفه نگاه داشت و باسم النور و الهادی تمسک کرد و اعتصام نمود
فالذین آمنوا بالله و اعتصموا به الآیة و بجمال و کمال محمدی صلے الله علیه وسلم و حلیه صدق
و حقانیت وی ناظر باشد تا آن غبار بنشیند و دود بدر رود و پرتوی ازان نور بین بیفزاید
ازان چه نخست بود بر دل افتد چه ظهور نور معرفت و الفتاح و الفلاح قلب بعد از عروض
ظلمت و ضیق نکرت قوی تر و روشن تر نماید و وجود وصال بعد از فراق و ذوق دیدار
بعد از حجاب لذیذ تر و شیرین تر آید که الاشیاء تتبین باضدادها اگر بی صبری کند و زود
از جای در آید و سبکے نماید و قدم براه و هم زند و عنان بدست وسواس بسپارد سرمایه
یقین از دست دهد و در هاویه کفر افتد و تاویلی که نصوص را بحکم عقل و وسواس و هم و توهم
معارضت و تقلید تفلسف کنند آن نیز از بی ثباتی و بی صبریست و اگر بر اعتقاد حقانیت
نصوص و علم الهی که آنچه او اراده نموده حق ست هرچند ما را اطلاع بر حقیقت آن نباشد

باشند در حصول ایمان کافی ست و در مسئلهٔ اثبات اختیار با اعتقاد سابقه تقدیر
با ایمانیان را جز سلوک این طریق سبیلی نیست آخر در متشابهات خود بضرورت باینجا میباید
آمد اگر در همه جا بهمین روش روند کار دشوار بر خود آسان کرده باشند ۵ زبان تازه
کردن باقرار تو + نه انگیختن علت از کار تو + والعیاذ بالله وصل این بیان صبر شد
در نسبت اعتقاد دیگر صبر در عمل ست و اقسام آن بسیار ست هر عملی که هست تا صبر
نکنند بوجود نیاید و جید نیفتد و بحقیقت خود چنانچه در واقع هست نشود و چون حقیقت او
بوجود نیاید لوازم و نتایج و آثار وی بران مترتب نگردد و کرده و ناکرده وی برابر باشد بلکه
کرده از ناکرده بدتر بود و النکبة اشد من المرض و فاضلترین اعمال و مقرب ترین
عبادات نماز ست که اقرب ما یکون العبد من ربه وهو ساجد و صبر در وی لازم ست و بعد از
صبر بر سباغ و اکمال وضو در رعایت شرایط و آداب آن و حضور و طمانینت دران که
گفته اند حضور در نماز بر اندازهٔ حضور در وضو ست که مقدمه اوست و صبر در قرأت قرآن
با حضور و خشوع در رعایت تجوید و ترتیل در کلمات وی و تامل و تدبیر در معانی آن و تطویل
قرات موافق سنت خصوصاً در نماز شب که آن حضرت صلے الله علیه وسلم دران طوال
سور میخواند در رکوع و سجود و قومه و جلسه بر اندازهٔ آن میکرد و گفته اند که در قرأت قرآن
زبان و گوش و دل یکجا باید تا انچه بزبان بخواند بگوش بشنود و بدل بفهمد و طمانینت و
تعدیل در رکوع و سجود و قومه و جلسه و فهم معانی تسبیحات و تصور کبریا و جلال حق و شهود
عظمت و کبریای وی سبحانه و تعالی موافق حال که باخذا دارد و استقرار در مقام
تمکین در تشهد و تخیل حالت معراج که مورد این کلمات ست و بعد از سلام اذکار
و ادعیه ماثوره خواندن و اگر در پس امام ست تا محل دعا نشستن و بعد از سلام نیز
ضطراب برخواستن نیز از جمله صبر ست و در زمان آنحضرت این قوم را که زود برمیخواستند
و متقید بذکر و تسبیح و دعا نمی شدند سرعان القوم میگفتند و در اصل این لفظ نام آن

کرده است که در معرکه در آیند و دست و پای نرده مهم را تمام ناساخته برایند و راه گریز نگیرند
و کار بسر نبرند و بعد از نماز بامداد تا برآمدن آفتاب مستقبل قبله نشستن و بذکر حق مشغول
بودن نیز از موکدات است و سبب دعای فرشتگان بمغفرت و رحمت و عملیکه در بیجهان
بنقد جزای آن می یابند این عمل است و بعضی مشایخ که بعد از نماز نجلوت در روند و آنجا
مشغول شوند ثواب ذکر و نتیجه خاصیت وقت دریابند اما ثواب صبر بر التزام مکان که
منطوق حدیث است فوات پذیرد و نیت ایشان در آنجا حصول جمعیت و اجتناب از ریاست
اما با وجود آن صبر در همان مکان اوفق است بسنت قولاً و فعلاً و احیاء بین العشائین نیز
همین حکم دارد و پیش از عشا نوم و تکلم بعد از وی مکروه است ازان نیز صبر باید کرد و صبر
صبر بر مصایب و بلایا و شدائد و حوادث دهر و جفای خلق و ادای حقوق اهل و اولاد و رعایت
حقوق اصحاب و احباب و امثال آن مشهور است و عمده این باب صبر بر شدائد و ریاضات
و مجاهدات و مکابدات سلوک است خصوصاً نزد عدم حصول مقصود و درستگی راه و تاخیر
فتحاب و بر تقدیر فتحاب کمالات و وجود و تابع و معاملات و حصول مقامات و حالات
صبر بر ستر و کتمان آن و عدم ابتهاج و انبساط و اظهار و افتخار بان لازم است و از
او کد طریق صدق و اخلاص است و با وجود حسن و جمال فضل و کمال در محل تواضع و
فروتنی ایستادن و داد شکستگی و نامرادی دادن و با خردان بنظر شفقت و عنایت دیدن و با بزرگان
ادب و بندگی ورزیدن جلیه دیگر بجمال حال افزودن و قسمی اعلا از صبر نمودن است دیگر از مواد صبر
توقف و تامل کردن است در انکار شخصی که دعوی کمال کند و بر هیچکدام از دو جانب صدق و
کذب دلیلی واضح نبود و احتیاط دران است که بر تقدیر تعارض قراین و دلایل قرینه صدق را
راجح دارد و از نظر در قرینه کذب اغماض کند که توقف در مقام اشتباه محمود است اسلم تسلم و گفته اند
که اخراج هزار کافر از کفر باحتمال ایمان بهتر است از اخراج یک مومن از ایمان باحتمال کفر و این آیت
قرآنی در بیان بکافی است و ان یک کاذبا فعلیه کذبه و ان یک صادقا یصبکم بعض

الذی یعدکم وباوجود آن صبر از اعتقاد و انقیاد و اطاعت بی تجربه و امتحان و عدم استعجال
و احتیاط بی شواهد و دلایل نیز محمود است تا منجر بوحشت و پشیمانی نگردد و الله الهادی یا ایها
الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا الله لعلکم تفلحون والعاقبت بالخیر ؛

الرسالة الخمسون تنبیه اهل الفکر برعایت آداب الذکر

الله و رسوله

دران هنگام که شیخ اجل اعز اکرم اوحدا عدل عبد الوهاب متقی قادری شاذلی روح الله روحه
واوصل الینا برکاته وفتوحه این مسکین را تلقین ذکر نمود و اجازت داد و آداب آن آموخت
کتابی بدست من داد مسمی بمنهج السالک الی اشرف المسالک و چون عبارت آن کتاب بی بود
برای طالبان ترجمه کردم و قضیه تلقین در مکه بود سنه تسع وتسعین وتسعمائة و ترجمه در دهلی شد تاریخ
هزار و بست و شش و قتیکه توفیق دستگیری کرد و الهام ربانی بدان منضم گشت والامور مرهونة
باوقاتها میفرماید که آداب ذکر بست و پنج پیش از شروع در ذکر و دوازده در میان مشغولی
بذکر و سه بعد از فراغ از ذکر آن پنج که پیش از شروع در ذکر است نخست توبه است و حقیقت توبه
گذاشتن بنده هر چه نه نزدیکی بخشد بخدا و سود مند مر او را از گفتار و کردار و خواست پس از
بپشیمان شدن ازان دوم طهارت غسل یا وضو سویم آرام و خاموشی تا مشغول گردد دل بخدا
پس بگوید ذکر بدل و حاضر آرد یاد حق را پس ازان شروع کند بزبان تا هیچ خاطر نماند جز بخدا
و بگوید بموافقت دل و زبان لا اله الا الله چهارم مد حبستن بدل نزد شروع در ذکر بهمت بشیخ
که ذکر ازوی دارد و اگر بزبان نیز ندا کند شیخ را و فریاد خواهد ازوی نیز رواست اگر حاجت
بدان افتد گفت مؤلف کتاب رحمه الله علیه گفت شیخ جبرئیل حریا بادی چون آغاز کند ذکر را
حاضر آرد صورت شیخ را در دل و مدد جوید ازوی زیرا که دل شیخ محاذی و مقابل دل شیخ
شیخ است تا حضرت نبویه و دل نبی صلے الله علیه وسلم دایم التوجه است بحضرت الله تعالی
شانه و همیشه روی دل وی بدان سوی است پس ذاکر چون صورت شیخ در دل بست واز

نور ولایت وی مدد جست میریزد مدد ها از حضرت الهیه بر دل سید المرسلین صلے الله علیه وسلم
واز دل سید المرسلین بر دلهای مشایخ بتقرب و بترتیب میرسد تا بشیخ وی واز دل شیخ بدل وی
پس توانائی می یابد بر کار فرمودن ذکر چه طالب در بدایت حال بر مثال طفل ست که او را توانائی
نیست بر کار فرمودن الت بر وجهی که تاثیر کند و کار گر افتد و مقصود بر آید اگر چه شمشیر حق در دست
اوست که ذکر ست اما توانائی بر شمشیر زدن خود بهیچ صورت نه بندد فرمود پیغمبر صلے الله علیه وسلم
الذکر سیف الله و قوت بمرد نبی السیف بدست آید صلے الله علیه وسلم قوله تعالی وان استنصروکم
فی الدین فعلیکم النصر انتهی پنجم بداند که مدد خواستن از شیخ مدد خواستن از حضرت پیغمبر ست صلے الله
علیه وسلم که نایب و جانشین اوست واین اعتقاد را بجزم بر خود بندد تا رفته رفته بیقین کشد و آن
دوازده ادب که در حال ذکر ست اول نشستن در جای پاک چهار زانو یا بر دو زانو چنانکه در نماز
می نشینند قومی آنرا اختیار کرده اند و بعضے از علمای این طایفه این را بهتر دانسته که تاثیر ایدو ضع
در دل بیشتر ست و جمعے گویند بهر وضع ازین دو وضع که آرام یابد و دل قرار گیرد بنشیند و روسوی
قبله نشیند اگر تنهاست و اگر جماعه اند حلقه بر بندند دوم بهنند هر دو کفدست را بر هر دو ران سیوم
مجلس ذکر را بوی های خوش معطر دارد که در مجالس ذکر ملائکه حاضر میشوند و مسلمانان جن نیز حاضری آیند
چهارم جامه پاک بپوشد از وجه حلال پنجم در خانه تاریک بنشیند اگر میسر گردد ششم چشم ببندد
تا راه حواس ظاهر بسته گردد و بسته گشتن راه حواس ظاهر سبب کشاده شدن حواس باطن ست که
راههای فیض دل اند هفتم صورت خیالیه شیخ پیش دو چشم دارد و این از او کد آداب ست نزد قوم
هشتم راستی در نهان و آشکار و رعایت صدق در ظاهر و باطن و گفته اند که صدق شمشیریست
که بر هر چه زنند کار گر افتد و پاره کند آنرا نهم اخلاص و پاک کردن عمل از هر آلایش و گفته اند صدق
و اخلاص میرسد ذاکر بدرجه صدیقیت گفت کاتب حروف عفی الله عنه گفت شیخ رضی الله عنه
صدق مغز و خلاصهٔ اخلاص و کمال اوست اخلاص آنکه ریا بخلق نورزد و جاه دنیا نطلبد
و صدق آنکه اجر و جزای آخرت نیز در نظر ندارد و گفت مصنف کتاب در ذکر این دو ادب که هر چه

در دل مرید از نیک و بد بیفتد به شیخ عرض کند و از اینجا گفته اند که شرط نیست که شیخ مطلع بود بر باطن
مرید و کشف کند آنرا و لیکن بشرط مریدست که ذکر کند هر چه خطور کند در دل وی مر شیخ را و اگر ذکر
نکند خاین باشد و الله لا یحب الخائنین و هم بر گزینند کلمه لا اله الا الله را و بگوید آنرا بتعظیم بقوت
تمام مجهور و بر آرد لا اله را از بالای ناف از نفس که بین الجنبین ست و برساند الا الله را بدل
صنوبری باجضو قلب معنوی گفت سهل بن عبد الله تستری چون بگوئی لا اله الا الله رها کن
این کلمه را و نظر کن بر عزت و قدیمی حق پس ثابت دار آنرا و نیست گردان هر چه جز اوست
گفت امام غزالی در کتاب بیان ثمرات اعمال هر که نگاهبانی کند بر قول لا اله الا الله در ظاهر
و روان گرداند زبان خود را همواره بدان بکشاید الله تعالی بر دل وی نوری که بردارد پرده از بر
که درین کلمه نهاده اند و در گیرد او را انوار وی و شیفته گرداند دل او را دوستی وی و از بیخ بر کند
وفانی گرداند او را آثار وی پس به بیند بدرون خود از شگفتیهای ملکوت انچه نتوان بیان کرد
آنرا و اندازه نتوان کرد صفت آنرا و گرد نتوان آورد بعبارت نتایج و ثمرات آنرا پس ازان بر گردد
ذکرهای ظاهر او بزبان بباطن و در دل و چندانکه پیوسته گردد و همیشه بود ذکر وی غالب آید باطن
وی بر ظاهر و تا قوی گردد سلطان قلب بر حرکت لسان پس نیست گردد و در ماند جنبش
زبان و یگانه گردد دل بذکر پس ازان بتابد آفتاب روح بر دل وی و مستغرق گردد دل بانوار
روحانیت و بردارد پرده از لطایف و صفات ربانیه و فرو آید واردات غیبیه پیدا گردد از احوال
سینه انچه بازدارد از صفات بشریه بالا ببرد او را بمقامات علیه و بهروزی یابد بکرامات که پس روند
نبوت محمدیه را پیوسته فرو رود روح وی در دریای توحید و بیرون آرد ازان اسرار لطیفه و معانی
شریفه پس بازنده ماند ذکر و نخست پایه که بر آید بران بقوت نورانیت این کلمه پایه تقویه ست
و اول دری که گشاده میشود باین کلمه از بهشت که کلید وی حقیقت لا اله الا الله ست باب فهم
و تذکر ست که گشاده میگرداند قلب را در آیات قرآن که فرو آورده ست آنرا روح الامین
جبرئیل از احکام بر خیر الانام محمد علیه الصلوات و السلام تمام شد کلام غزالی رحمت کناد

پروردگار برسے و سومند گرداناد ما را بدانشہاے او و گفت شیخ محی الدین نووی کہ از اجلہ فقہاے
و ائمہ مذہب شافعی ست لا الہ الا اللہ سر ہمہ ذکرہاست و از یہ جہت اختیار کردہ اند آنرا اسادہ
اجلہ کہ صفوت و خلاصہ این امت اند و پرورش میدہند راہ روان را و ادب میکنند مریدان را
و خواہندگان وجہ اللہ را و میفرمایند ایشانرا بمداومت آن و پیوستہ بودن بران و میگویند
این کلمہ سومند ترین وارد ہاست مر راندن وسواس را و روی آوردن بدرگاہ الٰہی و بسیار
ذکر کردن حق یازدہم حاضر گردانیدن معنی کلمہ ست بدل ہر بار و ہر بار کہ پیدا آید چیزے از
احکام بشریت و وسواس بگوید بزبان لا الہ الا اللہ و بدل لا معبود الا اللہ و نزدیک فسردہ شدن
و تیرگے دل طلب صفا و طلب چیزے از معارف و شوق و ذوق را بدل لا مطلوب الا اللہ و بگوید
بقناے خواطر بتمام لا موجود الا اللہ بمشاہدہ آنکہ وی تعالے ناطق ست بدان دوازدہم نفے
ہر موجود از دل جز خدا بہ لا الہ الا اللہ تا قرار یابد تاثیر لا الہ الا اللہ در دل و سرایت کند بجملہ اعضا
و گفتہ اند کہ مرد را باید کہ چون اللہ گوید از تارک سر تا انگشتان پاے بجنبیدن آید و نشاط
و شادمانے نماید اگر اینحال دادہ نشود کہ سالک است و امید ست کہ بپایہ بالا تر ازان برسد
اگر خدا خواستہ ست و آن سہ ادب کہ بعد از فراغ ذکر ست یکے آنست کہ چون خاموش گردد
فرو رود در خود و خشوع آرد و بادل حاضر آید چشم دارندہ و وارد ذکر را و اثر فیض آنرا و تواند
کہ چیزے بدل بفرود آید از نور و حضور کہ در گیرد وجود او را و آباد ان گرداند خانہ دل او را
در یک ساعت و سود دہد آنچنانکہ ریاضت و مجاہدہ سی سالہ نہ دہد دوم آنکہ نگاہدارد دم را و حبس کند
آنرا تا چند بار کہ آن زود تر آرندہ ست روشنائی بصیرت را و کشادہ شدن پردہ ہا را
و بریدن و باز داشتن خاطرہاے نفس و شیطان را چہ بحبس نفس و تعطیل حواس مبتلا گردد
بمردہ و شیطان قصد مردہ نکند سیوم بعد از ذکر آب نخورد کہ سوزش دل و آتش شوق را
بنشاند کہ مطلوب ست از ذکر و بحکم طب نیز روا نیست کہ آب خوردن بعد از حرکت سخت
علت استسقا آرد گفت صاحب کتاب کہ ذاکر باید این سہ ادب را خوب نگاہدارد کہ نتیجہ ذکر

بانها پیدا می آید و گفت گفت شیخ یوسف عجمی رعایت این آداب مر ذاکر را در وقتی هست که بر
عقل خود ایستاده باشد و در ذکر خود اختیار دارد و چون از عقل غایب گردد و از دائره اختیار
بیرون افتد آنرا احکام دیگر هست که اهل آن بینا شند و چون ذکر از دست اختیار ذاکر بیرون
رود و مسلوب الاختیار گرداند بیرون می آید از وی الفاظ گوناگون که همه محمود اند و صاحب آن
بران معذور بلکه مشکور و آن همه اسرار اند از حیطه ضبط بیرون پس گاهی زان میگوید و بر زبان
می اند الله یا هو هو یا لا الا الله محمد رسول الله یا لا بقصر یا آه آه یا ها ها یا ۱۰ او از بی حرف یا صوت
و ضبط ادب سنوقت تسلیم نفس و گذاشتن هست او را بوارد تا تصرف کند در وی هر چگونه که
خواهد و بعد از سکون وارد نیز بآرام و خاموشی سازد چشم دارنده وارد دیگر را و گاهی اتفاق
می افتد این انواع مر صادقان را در یک مجلس و این آداب لازم هست مر طالب را تا حاجتمند
دارد بذکر لسان و چون بی نیاز گردد از ان بذکر قلب و استغراق در مذکور حاجت نیست
بهیچ یکی از ان و آنکه رهائی نیافته نفس او از بشریت محتاج هست بذکر ظاهر و باطن و پس از
رهائی یافتن از قید بشریت حاجت نبود بذکر ظاهر تا آنهنگام که عود نکند بشریت و باز نگردد
احکام او بسالک و چون عود کند بشریت باز محتاج گردد بذکر چه بشریت میرود و می آید تارة
فتارة تا تمام شود و کامل گردد فنا و بقا بعد از کمال فنا و بقا نیز باقی میماند حکم قلب با حضرت
ربوبیت مانند حکم بشریت با دل و بعد ازین حال گرفته میشود علم از سینهای مردان بذوق و
وجدان و صل این بود آداب ذکر که در کتاب منهج السالک بیان فرموده و در ین کتاب
فضایل ذکر و فواید آنرا نیز ذکر کرده و آن مشهور هست در کتب و سنت و کتب قوم مذکور
و مسطور و اگر آنرا بیاریم سخن دراز گردد و وضع این رسایل بر اختصار افتاده اما فائده چند
ذکر کنم چه ازین کتاب و چه از غیر آن از انچه از زبان حق ترجمان شیخ ذکره الله بالخیر
شنیده شد و کم چیزی باشد که مذکور نشده باشد در کتاب زاد المتقین فی سلوک طریق
الیقین با وجود آن هر چه بتقدیر الهی بر زبان قلم آید بنگاریم فائده در کتاب مذکور

میگوید ذکر بر دو ضرب است بزبان و بدل و بذکر زبان میرسد بنده بذکر دل و دوام آن و تاثیر ذکر دل راست و چون هر دو جمع شود لابد اتم و اکمل بود و مشهود و متعارف در اکثر سلاسل اینست و در سلسله شریفه قادریه رضوان الله علیهم نیز چنین است و از سلسله نقشبندیه قدس الله تعالی اسرارهم اقتصار کنند بر ذکر دل و هم از اول مبتدی را بران دارند نهایت را اندراج کرده اند در بدایت که ایشان میفرمایند یعنی دارد و ازین سخن نیز ظاهر میگردد که ذکر دل کار منتهیان است و لیکن ایشان از اول بهمین راه برند و یقین است که انچه بعد از ذکر منتهیان را روی مینماید باشد مبتدیان را نخواهد بود چنانکه در ذکر زبان نیز در اول کار و آخر آن تفاوت است پس استبعاد بعضے نادانان و بفهم سخن نارسان آنرا چیزی نیست این سخن دراز نشد از اهل این شان باید یافت **فائده** انکار بعضے از فقها ذکر قلب را و حصر ذکر در ان مکابره است چه ذکر ضد نسیان است و این هر دو بدل بود نه بزبان نعم ذکر زبان را احکام و آثار است مخصوص بان اما نفی اطلاق ذکر از فعل قلب و آنرا ذکر نام نه نهادن درست نبود لا لغة و لا شرعا مگر در انجا که شارع ذکر زبان را شرط کرده چنانکه قرأة قرآن و اذکار دیگر که در نماز و جز آنست و اوراد و وظائف نیز از ینباب است و مثل طلاق و عتاق و بیع و شرا جز بفعل زبان صورت نه پذیرد و با ینمعنے فرق آمد میان ذکر و ورد و مانا که کلام فقها هم دران باب است فافهم و الله اعلم **فائده** پرسیدم از شیخ که این انواع ذکر و طرق آن و کیفیت جلسات و جز آن که در بعضے سلاسل میکنند بطریق صحیح در سنت ثابت شده است یا نه فرمود این از مستحسنات مشایخ است و در غرضے که ذکر برای آن موضوع است نافع و فرمود در اصل ذکر نام همین لا اله الا الله است و تا اختیار باقیست آنرا بتصحیح حروف و مخارج آن چنانکه هست باید گفت و چون شوق غالب آید و از ضبط و اختیار بیرون افتد آنرا حکم دیگر است و فرمود گمان آنست که این بعضے ذکرها مثل ذکر اره و مانند اره که نه بر نمط وضع اصل واقع است پس همان مینماید که مردم آنرا در وقت غلبه و بی اختیاری از مشایخ دیده اند و آنرا

سند گرفته اند والله اعلم فائده حبس نفس در ذکر نزد بعضے اصلے قوی است و میگویند که در
تنویر قلب و رفت و روب ساحت سینه از خس و خاشاک خواطر اغیار بالاتر ازان چیزی نیست
و در سلسله شریفه چشتیه و کبرویه و شطاریه شرط است و در سلسله نقشبندیه شرط نیست ولی
اولاست چنانکه حضرت شیخی و سندی و سندی قبله گاهی سمی کلیم الٰهی قدس الله سره در کتاب
او را خود همچنین فرموده اند و این فقیر از خواجه محمد باقی قدس الله سره شنیده است که میفرمودند
یکباری شیخ بهاء الدین عمر که از کبار مشایخ متاخرین خراسان اند و خواجه احرار و مولانا
عبد الرحمن جامی نزد ایشان بتبرک میرفتند فرمودند که حبس نفس که در ذکر میکنند بسنت صحیحه
ثابت نشده است گفتند شما انکار طریقه خواجه بزرگ یعنی خواجه بهاء الدین نقشبند کردید فرمود
مقصود ما نفی طریقه ایشان نیست سخنی بود گفتیم و شیخ مذکور از سلسله سهروردیه است غالباً
در سلسله ایشان حبس نفس در ذکر نیست موافق این شیخ بزرگ زین الدین خافی که نیز
سهروردی است در کتاب صفایا گفته ذکر کند بشدت و قوت چنانکه قوت آن در رگ و پی
در رود و بگذارد نفس را که بطور خود برآید و گفته که حبس نفس در ذکر مبنی بر اموری است که
راجح اند باصول جوگیه او کما قال والله اعلم فائده شبلی قدس سره با یاران خود میگفت
خدا عز اسمه میگوید که من همنشین کسی ام که ذکر میکند مرا و شما چندین همنشینے با خدا کردید حال
آن چه شد اشارت بثمره ذکر کرد که انس با خداست و توحش از غیر وی و از ابو عثمان پرسیدند
که بسیار میگوییم ذکر را و شیرینی آن در دل خود نمی یابیم گفت شکر گوئید که باری عضوی از
اعضای شما آراسته شد بطاعت حق شیخ ابن عطاء الله اسکندری شاذلی صاحب کتاب الحکم
گفت غفلت تو از ذکر سخت تر است از غفلت در ذکر و در کتاب مذکور روایتی می آرد که
هر گوید لا اله الا الله محمد رسول الله می جنبد عرش از ان زیرا که این کلمه طیبه بذات خود از
عالم جبروت است و او را نسبتے ست بملک و صعودے ست بملکوت و متعلق نمی گردد بحقایق
عالم ولی نسبتے دران و حقایق عالم همه صادر از ذست لقوله تعالی الیه یصعد الکلم

الطیب و هر که بگوید آنرا هزار بار بر طهارت هر صباح آسان گرداند پروردگار تعالی بروی
اسباب رزق را دما تا که مراد بر رزق شامل رزق روحانی و جسمانیست و هر که بگوید نزد خواب
رفتن هزار بار شب کند روح وی زیر عرش و قوت خود از آن باندازه قوتهای وی هر که
بگوید در وقت هستو هزار بار ست گرداند حق تعالی شیطان باطن او را و همچنین هر که بگوید
نزد ماه نو امین گردد از تمام اسقام و هر که بگوید نزد در آمدن شهری امین گردد از فتنه آن
و همچنین هر که بگوید بجمع هم و حضور فکر و بفرست آنرا برای طالبی یا جباری پاره پاره گرداند
او را و هر که قصد کند بدان اطلاع و انکشاف غیب منکشف گردد بروی در کتاب او را گفته
شده که جمعی بودند که هر روز هفتاد هزار بار میگفتند و قومی دیگر بیست هزار بار و اگر نه آن باشد
از دوازده هزار کمتر نباید و هفتاد هزار بار گفتن آنرا خاصیتی ست مشهور مذکور در در آمدن
در بهشت فائده چون در کتاب و سنت امر بذکر کرده اند دیگر برای آن بسندی و دلیلی احتیاج
نباشد و تلقین مشایخ را تاثیری عظیم ست و ایشانرا سندی هست که بحضرت صلی الله
علیه وسلم تلقین کرد مر علی مرتضی را در وقتیکه پرسید مرتضی کرم الله وجه که چگونه ذکر کنم یا رسول الله
گفت بنشین و بپوش بردو چشم خود را و بشنو از من آنرا سه بار پس تو بگو سه بار تا من
بشنوم از تو همچنین تلقین کرد رسول خدا صلی الله علیه وسلم علی مرتضی را و تلقین کرد
علی مرتضی حسن بصری را رضی الله عنه و کرم الله وجه تا آنجا که منتهی شد سلسله

خاتمه

صحبت حسن بصری رحمة الله علیه با امیر المومنین علی رضی الله عنه و کرم الله وجهه
و تلقین ذکر از وی مشهور شده ست میان بعضی مشایخ طریقت از متاخرین در این
زمان و لیکن علماء محدثین را درین سخن ست و در هیچ کتاب روایت حسن از علی
نیامده و شیخ نجم الدین کبری نیز در اجازت نامه خود که بیکی از اصحاب داده گفته است
که صحبت داشت معروف کرخی با داود طائی و گرفت از وی علم طریقت و صحبت داشت

داود طائی حبیب عجمی را و گرفت ازوی علم طریقت و صحبت داشت حبیب عجمی با حسن بصری گرفت
ازوی علم طریقت را و صحبت داشت حسن بصری صحابه را و گرفت از ایشان علم طریقت را
انچه بصحت رسیده اینست و بعضے مردم گویند صحبت داشت حسن بصری علی مرتضے را
رضی الله عنه و کرم الله وجهه و این بصحت نرسیده و الله اعلم کذا ذکر فی فصل الخطاب و شیخ
جلال الدین سیوطی در بعضے رسائل خود اثبات صحبت حسن با علی بقیاس عقل و دلیل
معقول نموده و ثابت کرده که حسن بصری در مدینه بود پس چه احتمال دارد که امیر المومنین
علی را در نیافته باشد و حال آنکه هر روز به مسجد رسول الله صلے الله علیه وسلم نماز حاضر میشده
باشد و در جامع الاصول گفته که ولادت حسن بصری بمدینه بود در دو سال که باقیمانده
بود از خلافت عمر بن الخطاب و دید عثمان را رضی الله عنه و قدوم کرد ببصره بعد از قتل
عثمان و بعضے گویند که ملاقات کرد به علے رضے الله عنه بمدینه اما روایت او علی را در بصره صحیح تر است
زیرا که وے در وادی القری بود و تا آمدن او ببصره علے رضے الله عنه باز آمده بود و انتهی
و حکایتی در دریافتن او علی را ببصره نیز نقل میکنند که وی کرم الله وجهه ببصره آمد و قصاص
و وعاظ را همه را برخیزانید الا حسن بصری را که جوان بود و حضرت امیر چیزے ازوی پرسید
وے جواب داد پس مسلم داشت او را دباین روایات و حکایت دیدن حسن بصری مر علی را
صورت ثبوت پیدا میکند و تلقین ذکر را کافی ست دیدن و صحبت اگرچه قلیل بود و علم
وجود روایت بجهت عدم مهتدا و صحبت باشد و الله اعلم ❊ ❊ ❊

الرسالة الحادیة الخمسون تذکیر اهل الذکر ببیان فضیلته علے الفکر

الله و رسوله

شیخ ابو عبد الرحمن سلمی رحمة الله علیه فرمود ذکر و فکر هر دو حال بزرگ اند و هر یکے را
ازین دو آداب و احوال و مقامات ست که دراز ست شرح و بیان آن و انچه در دل من
می افتد آنست که ذکر بزرگتر و درجه بے بالاتر ست زیرا که ذکر بنده مر خدائرا مستجلب و مستلزم

ذکر خدا ست مر بنده را فاذکرونی اذکرکم و نیست هیچ حالی که اثبات کند بنده را از جانب
حق مانند انچه بزرگ داشته ست حق تعالی او را بدان حال مگر ذکر و محبت که فرمود یحبهم
و یحبونه مشایخ گفته اند بفضل دوست داشتن وی تعالی مر ایشانرا دوست داشتند ایشان
مر او را بفضل یاد کردن او مر ایشان را یاد داشتند ایشان مر او را یعنی محبت و ذکر حق مر بنده را
سابق ست بر محبت و ذکر بنده مر او را گفت بنده بمسکین نگانده این حروف و حقیقت
حال همچنین ست که مشایخ گفته اند چه هر چه ازان حق ست قدیم ست و ازان بنده حادث
و حادث از قدیم پیدا گردد و ازوی بوجود آید ولیکن ذکر کردن محبت حق را بالاتر از محبت بنده
در آیت محبت و تقدیم ذکر بنده مر حق را بر ذکر حق مر بنده را در آیت ذکر نکته باید و انچه ازان
در دل بنده میریزد انست که محبت از صفات ست و ذکر از افعال نخست بجاذبه محبت حق
بنده بآن جانب کشیده میشود و بوجود محبت مشرف میگردد پس ازان ذکر میکند پس حق تعالی
شکروی گوید و جزای ذکروی میدهد و او را ذکر میکند و محبت بر محبت می افزاید باز این محبت
باعث بر افزونی محبت دیگر میگردد و همچنین این سلسله میرود تا میرود محبت می افزاید
گفت شیخ ابو عبد الرحمن سلمی پرسیدم ابا علی دقاق را کدام یکی تمام تر و بزرگتر ذکر یا فکر
پس گفت ابو علی دقاق شیخ را درین باب چه در دل می افتد گفتم نزد من ذکر اتم از فکر ست
زیرا که حق سبحانه وصف کرده می شود بذکر و وصف کرده نمیشود بفکر و لابد انچه وصف کرده میشود
بدان خالق تمام تر و بزرگتر باشد از انچه وصف کرده شود بدان مخلوق پس استحسان کرد
شیخ ابو علی دقاق این کلمه او نیز حق سبحانه نام کرد کتاب خود را ذکر و فرمود و انزلنا الیکم
الذکر و فرمود و هذا ذکر مبارک انزلناه گفت شیخ ابو عبد الرحمن سلمی مر ذاکران را احوال است
یکی ذکر لسان ست و این حال بزرگتر ست که همیشه خدا را بزبان یاد میکرده باشد و زبان
بنام وی روان گردد فرمود پیغمبر صلے الله علیه وسلم اگر توانائی داری که بمیری و زبان تو
تر باشد بذکر خدا بکن آنرا و لابد چون همواره زبان بذکر حق جاری میباشد از ذکر جزوی

باز دارد و دیگر ذکر قلب است و آن تصفیه اوست از جمیع هواجس و سواوس و خواطر که فرود
می آید بروی و بیرون افگندن و برآوردن آن از دل از جهت مشغول بودن و نبی دگر
سیدی و تحقق و ثبوت وی دران و این ذکر الا و نعمای حق است پس همیشه پاک و
صاف میباشد دل بذکر حق دیگر ذکر سر است که چون بتصفیه کرد دل را صاف گشت باطن
از هر کدر و خلاف فرود نیاید بر سر وی فرود آینده از خواطر مگر آنکه بیاید آنرا مملوک و مغلوب
بحقیقت ذکر پس کوچ کند و برگردد ازان گفت کاتب حروف پس گویا ذکر سر اثر و نتیجه ذکر
قلب است که چون قلب را تصفیه کرد صفائی سر حاصل شد ستر لطیفه است فوق قلب
دوام ذکر و حضور که بعضے درویشان اثبات کنند همین اتصال سر است بیاد خدا و ذکر
قلب بحکم قلبی که دارد بر یک حال نباشد چنانکه گفت ؎ حافظ دوام وصل میسر نمیشود +
شاهان کم التفات بحال گدا کنند + شیخ گفت دیگر ذکر روح است و آن ذکریست که
فانی میگردد ذاکر از صفت خود بر ویت ذکر خدا پس باقی نمی ماند مر او را نه ذکر و نه حال و نه
صفت و ذاکر مشاهده میکند ذکر حق تعالی مر او را پس نگاه میدارد و فانی میگردد او
از رویت ذکر از جهت علم وی بآنکه ذکر حق تعالی سابق است بر ذکر وی مر حق را و عالم
است بر وی پس میگوید و می باید که بمقابله تواند نمود ذکر معلول حادث بذکر قدیم کسیکه لم
یزل و لا یزال است و اما افکار پس مختلف و متفاوت اند متفکریست که تفکر میکند در انچه
میگذرد بر وی از مخالفات و معاصی پس تفکر میکند در وقت خود و عجز از ادای حقوق و وقت و
مواجب آن و متفکریست که تفکر میکند در نعمتهای خدا و دوام لطف و تواتر احسان و قصور خود
از رسیدن بشکر الای حق سبحانه و در می باید که شکر ناقص حادث هرگز نمی رسد بفضل و
احسان کامل قدیم وی تعالے که بر وست و یکی دیگر تفکر میکند در سابقه ازل که چه گذشته
است و دیگرے در عاقبت کار که چه خواهد شد و یکی دیگر فکر میکند و حیران میگردد در آیتهای
صنع الٰهی چنانکه فرمود و یتفکرون فی خلق السموٰت والارض و یکی فکر میکند در عطا

وسخط پروردگار تعالی وتقدس ومتولد میگردد از فکر در صنایع معرفت و در آلای شکر
و در وعد رغبت و در وعید رهبت و امثال آن و جزآن انواع فکر بسیار ست و اکثر آنرا
راجع باحوال نفس ست وخواب وبیداری وغفلت و آگاهی آن ومتفکر در بعضی گذرد اما حال
و وقت خود در اکثر احوال ومتفکر جلیس نفس ست که فکر میکند در احوال و اوقات وی و ذاکر
جلیس حق و مستغرق در مطالعه و مشاهده از غیر نظر بر نفس و احوال وی چنانکه فرمود انا جلیس من
ذکرنی و ذاکر فراموش میگرداند نفس خود را زیرا که ذاکر وی در آنچه مشاهده میکند از ذکر حق
مر او را پس فانی میگردد از همه اوصاف باستغراق وی در عین فنا پس بیاشد این ذکر وی
حقیقت اما تفکر رجوع بنده ست با وصاف خود و مشاهده اوقات خود و گفت پیغمبر خدا
صلے الله علیه وسلم تفکر کنید در الای خدا و تفکر نکنید در ذات خدا پس بست بر متفکر
راه تفکر را در ذات و نمود مر ذاکر را راه ذکر دران و فرمود و اذکر الله ذکرا کثیرا پس ذاکر در حقیقت
راجع بذات حق ست زیرا که ذکر نتیجه معرفت و محبت ست پس نرود در راه ذکر وی مگر آنکه
فرو رفته ست در محبت و بے پس فرق ست در جالیکه چون تمام گردد باز گرداند بجانب حق
و حالیکه چون وارد گردد باز گرداند با وصاف نفس و ذکر چون خفی بود اعلا و اتم بود چنانچه فرمود
اذ نادی ربه نداء خفیا و فرمود پیغمبر صلے الله علیه وسلم افضل الذکر خفی و ذکر حقیقی نمی باشد
مگر باقی از تمام معرفت مذکور پس هر که عارف تر بحق ذکر وی صافی تر و ذاکر بے معرفت مثل
قشر لیست و ذکر بغفلت موجب لعن ست مر صاحبش را و متفکر همیشه در مطالبه نفس و وقت
و حال خود و زیادت نقصان ست و محاسبه نفس خود میکند پس بے در محل توبه ست از تقصیرات
و شکر بر نعم و غالب آمده بر ذاکر معرفت حق و ذکر پس فانی گرداند او را از رجوع بنفس و احوال
نفس تا آنکه فانی گرداند او را حق از ذکر در معرفت مذکور و لازم گشت او را هیبت و جلال
تا بجالی رسد که اگر روان گرداند زبان را نتوان گردانید و گفته اند عجب از کسی که ذکر گوید خدا را
و نشوید دهان را بهر از توبه متقبله و فکر نوری ست که میراند از دل ظلمت غفلت را و می آرد یقین را

وذکر نور روح ست و موجب صفای وقت و چون صاف شد وقت مشاهده کند غیب
بنور روح و صفای سرّ و در آید در حضرت و باقی نماند برو بی محل خبر و نه اختیار و لذکر الله اکبر
یعنی بزرگ تر از انکه باقی گزارد بر ذاکر چیزی را از وی و بنده چون محقق گردد در ذکر ساقط
میگردد از وی وصف سوال و حاجت و قول پیغمبر صلے الله علیه وسلم من شغله ذکری عن
مسئلتی اعطیته افضل مما اعطی السائلین اشارت بدانست و مرتبه دیگر ست که از ذکر خود
نیز مستغنی گردد بمشاهده ذکر حق مر او را بالجمله ذکر و فکر هر دو حال شریف و جلیل اند و ذکر اتم
و اعلی و اصفی ست گفت کاتب حروف این حاصل و خلاصه کلام شیخ ابو عبد الرحمن سلمی
ست و انچه بفهم می آید از ان اینست که فکر مقدمه کار سلوک ست و الت حصول توبه و انابت
و اصلاح نفس و قلب است که تهیّی و قابل و اماده میگرداند حقیقت سالک و لطیفه باطن او را
بر آ تنور و تحقق بذکر الهی و اطمینان و قول حق جل و علی اولم یتفکروا اولم ینظروا برای
تحصیل حال اول ست و قول وی سبحانه الا بذکر الله تطمئن القلوب اشارت بحال ثانی و
سالک در حال سلوک بفکر و ذکر نبود و ذکر سبب صفا و نورانیت ذاکر گردد و باز فکر
مورث معرفت شود و از معرفت محبت زاید و محبت باعث بر ذکر گردد و همچنین تا میرود
از ذکر و فکر چاره ندارد و اشارت بیت مثنوی نیز بآن مینماید که گفته ست ؎ اینقدر
گفتیم باقی فکر کن ؎ فکر اگر جامد بود رو ذکر کن ؎ و مانا که کلام شیخ در ذکر ایست که
منتهای مقام سلوک و آخر آن ست که فنا فی الله و ذهول از کل ماسوی ست و الا در
مرتبه ذکر الله حاصل ست و در فکر نیز ذکر موجود ست در توبه و انابت و محاسبه و رغبت
و رهبت و برویت آلاء شکر و رویت تقصیر دران که نتایج و ثمرات فکر و محال و موارد
آنست همه جا ذکر ست تا گفته اند که اشرف و افضل ذکر ذکر حق است در امر و نهی و امتثال
و انتها و هر که هر چه برای خدا و نیت تقرب کند ذکر ست چه معنی ذکر یاد داشتن خدا را
و یاد کردن مر او را ست و صل شیخ علی متقی رحمة الله علیه در حکم کبیر از شیخ ابن عطاء الله

اسکندری در مفتاح الفلاح می آرد که ذکر خلاص یافتن است از غفلت و نسیان بدوام حضور قلب یاد حق و ترديد اسم مذکور است بدل و زبان و برابر است دران ذکر الله یا صفتے از صفات وی یا حکمی از احکام وی یا فعلے از افعال وی یا استدلال کردن بر چیزے ازان یا دعا یا ذکر رسل و انبیای او یا ذکر صحابگان و اولیای او یا هر که انتساب کرده بوی و ترديدے جسته بوی بوجهی از وجوه و سببے از اسباب و فعلی از افعال بقرأت یا ذکر یا شعر یا غنای یا محاضره یا حکایت پس متکلم ذاکر است و فقیه ذاکر است و مدرس ذاکر است و مفتی ذاکر است و واعظ ذاکر است و متفکر در عظمت و جلال حق عز و جل و جبروت و آیات وی در ارض و السموات وی ذاکر است و امتثال آرنده باوامر وی و باز دارنده نفس را از نواهی وی ذاکر است و ذکر گاهی بزبان بود و گاهی بدل و گاهی باعضا و گاهی باسرار و گاهی اشکار و گاهی نهان و ذکر کامل آنست که جامع بود مر جمیع این مراتب را بعضے از عارفان گفته اند که ذکر به هفت نوع است بدست و پا و چشم و گوش و دل و روح و زبان ذکر بدست یاری دادن ضعیف است و ذکر بپا رفتن بزیارت علما و اقربا است و بچشم دوام بکا و بگوش استماع کلام حکما و بدل انقطاع از دار فنا و انابت بدار بقا و بروح اشتیاق برویت و لقا و بزبان تلاوت انچه منزل است از سما و انچه مستجاب است از دعا و فی الحدیث من اطاع الله فقد ذکر الله و ان قلت صلاته و صیامه و تلاوته القرآن و من عصی الله فلم یذکره و ان کثرت صلوته و صیامه و تلاوته القرآن رواه الطبرانی عن واقد انتهے ❊

الرسالة الثانية والخمسون الاعتصام بحبل الصبر والثبات عند اجتماع اسباب اللذات والشهوات

الله ورسوله

حق جل و علی در جمیع احوال ناصر و معین باد بتاریخ بست و ششم رجب مکاتیب محبت اسالیب آن دلبند رسید و دیده را منور و دل را مسرور گردانید الان

جز انتظار قدوم مسرت لزوم آن دلبند پیش نهاد وقت نیست باید که جز آنچه نه در اختیار
باشد یا بحکم صلاح دید وقت ناظر در توقف باشد ازین عزیمت مانع نسازند که زیاده برین
طاقت برداشت بار فراق در قوت باطن این ضعیف نمانده ست دریافت صحبت
این فقیر را مغتنم دارند تا بعد ازین چه واقع شود و بعد ها معلوم وقت و حال آن سعادتمند
مبدأ و مآل خواهد بود که آدمیان در طلب و خواهش مقاصد و مطالب دنیا و معارضه آن
با مقاصد دینی چند قسم اند آنرا خود نگویم که مسلمان اگرچند ضعیف الایمان باشد از محبت
دین و آخرت خالی خواهد بود تفاوتی که هست اینقدر است که جماعه در طلب دنیا چنان
غالی و منهمک افتاده اند که همین را مقصد و مقصود پنداشته از دغدغه دین و زیان زده گی
آن فارغ نشسته اند گویا علم بدان ندارند لنعوذ باللہ من ذلک و طائفه دیگر علم بدان
دارند ولیکن در وقت معامله و غلبه شهوت و هجوم نفسانیت آن علم چون ضعیف است
را بسر حد یقین نرسیده ست در می مانند و آنرا فراموش میکنند و از دست میدهند فراموش
کردن چه حاجت ست غلبه آز و شهوت بر آدمی زاد چنان غالب افتاده که دیده و دانسته
در دام می افتد چنانچه اشارت واصله اللہ علی علم بدانست و حکمت ابتلاء الهی تعالی اینز
اقتضای آن کرده که دنیا را متاع آنزاد دیده و دل آدمیان زیب و زینت داده ست
که بحکم طبیعت بی اختیار بایجانب میروند و در حدیث آمده ست که الدنیا حلوة خضرة
فرمود دنیا شیرین و سبز ست یعنی شهوت او در باطن لذیذ و در ظاهر رنگین و زیبا
افتاده ست اینجا تائید الهی و نصرت و اعانت و می سبحانه در کار ست که از آن نگاه دارد
و از گرفتاری و دام وی افتادن باز دارد و باز اینجا دو قسم ست یکی عصمت ست که
خاصه انبیا ست صلوات اللہ و سلامه علیهم اجمعین که معصیت و خیال ماسوای حق
و میل بدان را بایشان راه نیست و سدی در میان ست دیگر حفظ ست که آنرا ابدال و
اولیا و دوستان حق اثبات میکنند که اگرچه خیال معصیت و میل ماسوا راه یابد اما از

تصرف و غلبهٔ سلطان آن محفوظ دارد که ان عبادی لیس لک علیهم سلطان قسم دیگر آنست
که بعضے در معصیت هم بفتند و گرفتار شوند اما لطف الهی ایشانرا بتوبه و استغفار ازان برآرد
او الا احب الله عبدا لم یضره ذنب یعنی دارد مقصود و مصدوق اینمقدمات آن بود که بعضی
از مزالق و مهالک که عارض وقت آن سعادتمند شده بود الحمد لله که ازان محفوظ ماند
هنوز هم اگر چیزے ازان خیالات بحکم طبیعت یا باقتضای تکلیف بعضے دوستان و یاران
مجازی پیش آید بدفع و رفع آن پرداخته و در مرکز سلامت و استقامت استوار
مانده ممنون بنعمت و کرامت الهی باشد که نعمتے و دولتے بالاتر از عافیت و فراغ و سلامت
و بی تعلقی نخواهد بود زیاده چه گوید اعتقاد این ضعیف بر قابلیت و استعداد آن سعادتمند
همیشه بود و الان چون اثر آن معاملات یک نوع ظهور نمود آن اعتقاد ثابت و راسخ
گردید حق تعالی شمار الکام من دارد و انچه من از تو الیفرزند امید دارم آن باشد انچه آرزوے
این ضعیف از شماست آنست که این سلسله غربت و نامرادی و مسکنت و بیچارگی
خدا طلبی خدا شناسی و راه حق سپری خود مرتبه بلند ست کجا نام آن تواند برد بشما جریان
یابد و انچه از کار از دست این فقیر نیامده و حاصل نشد و ناقص مانده از دست شما بیاید
و شما را حاصل شود و کمال یابد که وجود ولد وجود ثانی والد ست بلکه عین وجود اوست اگر
توفیق یار دهد و براه ترک و تجرید و زهد مطلق ببرد آن خود سعادت کبری ست و لیکن
از تاب حوصله بشریت اکثر مردم بیرون ست باری اگر آن نباشد از زیادتها که مشوش
وقت و باعث پریشانی حال گردد خود را نگاهدارند آرزو اینست باقی از قضا و قدر الهی
چاره نیست این دعا را لازم وقت خود دارند اللهم انی اعوذ بک من جهد البلاء و درک
الشقاء و سوء القضاء و شماتت الاعداء و این دعا نیز که ورای کلمه اولی ازان زبان زد وقت
و نیازدیتهای این حقیر ست اللهم انی اعوذ بک من الحور بعد الکور و من الشقاوة بعد السعادة
و من القطع بعد الوصول و من الرد بعد القبول و من الخیبة بعد الرجاء و من المنع بعد العطاء

واین دعا اللهم احسن عاقبتنا فی الامور کلها واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الاخرة
خدا میداند که در ایام سابق که این خیالات واحتمالات فائده شما بود چه مقدار قبض
برحال این ضعیف مسلط بود الان ذوقی وفراغی وانبساطی در باطن میابد که زبان
تعبیر ازان کوتاه است برهمین باشند واز پروردگار خود راضی باشند وامیدوار باشند بر ورد
تعالی ابواب خیر مفتوح دارد وآن در یتاب منحصر نیست ۵ گر دری بسته شد ایدل دگری
بگشاید + زیاده در یتاب چه گوید قلم را بتکلف وزور نگاه میدارد اگر سر دهد میرود تا انجا
که مے برند ۵ بس کنم مر طالبان را این بس است + بانگ دوکردم اگر درده کس است +
این رباعی امام احمد غزالی قدس سره در اثنای این نامه بر ضمیر جلوه گر شده بود دعاے
نیافت جدا نوشته شد رباعی ہل تا بکند هر انچه یارت خواهد ؛ کان یار همه بظام کارت
خواهد + او حسن وجمال روزگارت خواهد + آن باد بتو که آن نگارت خواهد + والعاقبت بالخیر

الرسالة الثالثة والخمسون لتسوية الادانی والاعالی باخوف والسکوت فی حضرت لا أبالے ؛

الله ورسوله

۵ آه از استغنای دلبر آه آه + کز تعظم بسته بر کونین راه + عجائب درگاهی است دم
نتوان زد گاهی میخوانند ومیرانند وزمانی دیگر ناخوانده میدهند ومیرسانند چنانکه در
عالم ظاهر گفته اند که صاحبان گاهی بدشنامی میخندند وگاهی بدعاے بر نجذامر کرده اند
که دعا بکنند ونخواهند واگر نکنند ونخواهند در معرض عتاب وخطاب در آیند وچون نخواهند
وبنالند التفات نکنند ونپرسند که می نالد وچه میخواهد بلکه به بی ادبی وگستاخی نسبت کنند
۵ اگر روم ز پیش فتنها بر انگیزد + ور از طلب بنشینم بگریه بر خیزد + این قوم را درخواست
ودعا کردن دو طریق است گروهی هیچ نخواهند وزبان خواهش مطلق بسته دارند وگویند
هر چه شدنی است میشود خواستن چیست وجمعی دیگر میگویند که چون میفرمایند بخواهید بخواهیم

چه صورت دارد مالفرموده او میخواهیم اختیار بدست اوست دهد یا ندهد از اینجا معلوم میگردد
که اگر نخواهند از اینجهت نخواهند که میفرمایند که نخواهند در نصیحت اگر نخواهند خلاف حکم کرده باشند
وقومی دیگر مزاج وقت را میشناسند که در نیوقت باید طلبید و در وقت دیگر خاموش بود
و میگویند که بعضے از مقربان را می شناسانند و میدانانند و می نمایند که تقدیر چنین رفته
است و این شد نیست و این ناشدنی در نصیحت دعا بهانه است شدن و ناشدن
همه بتقدیر الٰهی ست دعا اگر خواهد بود از برای اظهار عزت و کرامت این بنده و حکمتهای
دیگر خواهد بود و حقیقت همین ست که بعد از دعا چیزے حاصل میشود نه آنست که تقدیر بخلاف
آن رفته ست و بدعا آن تقدیر تغییر میابد چنانکه در احکام ملوک و سلاطین دنیا بنظر
می درآید هر چه هست همه بتقدیر الٰهی ست دعا نیز بتقدیر اوست گاهی اینچنین تقدیر
رفته که دعا کنند یا نکنند و خواهند یا نخواهند اینکار شدنی ست و گاهی اینچنین رفته که
اگر دعا کنند شود و اگر نکنند نشود در نصیحت هم دعا بوجود می آید هم مدعا بدست می افتد
گمان میشود که این مدعا بدعا بوجود آمد بدعا نیامد با دعا آمده باین معنے گفته ست
یحست وجوی نیابد کسی مراد دلی + کسی مراد بیابد که بخت وجود دارد + و گاهی تقدیر بوجود
دعا رفته نه حصول مدعا در نصیحت دعا بوجود می آید نه مدعا و شاید اجری و ثوابے
بر دعا مترتب گردد و آن نیز در تقدیر و مشیت اوست اما چون فرموده ست که من
ضایع نمیکنم عمل هیچ عمل کننده را لاجرم دل بوعده او بربسته امیدوار باید بود که وعده او
صادق ست اما آن نیز بروی واجب نیست که اگر نکند گویند چرا نکرد در گاه لاوبالے
که میگویند همینی دارد و شاید که درین وعده قیدی و شرطی باشد که بران اطلاع
نداده باشند از اول امید می زاید و از ثانی بیم می آید و همه مقربان درگاه در میان
امید و بیم راه میروند که الایمان بین الخوف و الرجاء آنها که خواص درگهند تکریم اند +
دهشت زدگان عالم تسلیم اند + نومید مشو که رحمت حق عام ست + مغرور مشو که

خاصگان در بیم اند + این سخن دور و دراز میرود و بجا ها سر میکشد که آنجا سر نمی رود
ـ صد سر درین ره از پے یکحرف میرود + هشیار باش دهان سر خود را یگان مده + در
بارگاه حضرت سلطان سخن بگو + در کوی اختیار بدست زبان مده + از دل بپرس آنچه
بگوید همان بگو + تا مشورت بدل نکنی دل بدان مده + دل هم اگر ز بادهٔ توحید مست شد
هشیار باش در کف دل هم عنان مده + بیرون در بخلق برآئین خلق باش + کس را بسوے
راز درونی نشان مده + صد سر درین ره از پے یکحرف میرود + خاموش باش دهان سر
خود را یگان مده + ایمان باید آورد و خاموش نشست و هر چند بگویند باید شنید و بجاے
آورد و گر وید و دم نزد و چون و چرائی ننمود با صاحبان و غالبان خبر تسلیم و گردن
نهادن چه چاره ست ـ مزن ز چون و چرا دم که بندهٔ مقبل + قبول کرد بجان هر سخن
که جانان گفت + مسلمانی اینست باقی همه گمراهی ست و آوارگی و این کاری سخت
دشوار ست آنکه گویند مسلمان بودن از همه مشکل ست یعنی دارد اللهم ثبت قلوبنا
علی الایمان بر زبان آمدن این سخنان لاطایل که بی اختیار بغلبه جوش درون بر زبان آید
خمار مستی آن روز زست که بحکم جبلت بشری و بفرموده بعضے بزرگان بالای منبر برآمد
و فریاد ها زد و بنالید و باران طلبید و هیچ اثری بران مترتب نشد سر شرمندگی در
گریبان خجالت کشیده فرود آمد از ما گناه گاران و واژگون بختان چه آید و چه کشاید
جای آنست که از شومی خواهش و دعای ما انچه باشد برود چه جاے آنکه انچه نباشد بیاید
دعا طلبیدند گفت این بس نیست که از شر دعای من ضرری بشما نرسد چه جاے توقع
خیر دارید نفس میگوید که وی تعالی سمیع ست و بصیر و لطیف و خبیر و جواد و کریم باز نسبت
توقف چیست جوابش آنست که همچنانکه وی سبحانه این صفات دارد قادر و مختار
و جبار و قهار و علیم و حکیم نیز هست شاید که در انجا حکمتے داشته باشد که نفع آن نیز بخلق
راجع ست در ملفوظات مخدوم شیخ نصیر الدین محمود قدس الله سره العزیز نوشته اند

که یکبار ایشانرا استسقا و طلب باران بیرون بردند دعا ها کردند و بنالیدند و زاری نمودند
هیچ اثر آن ظاهر نشد چون بمنزل باز آمدند با سید محمد گیسو دراز که عشقباز و محرم راز ایشان
بود فرمودند سید دیدی که امروز با ما چه معامله کردند خلق ما را چنین و چنان میگویند و میدانند
هر چند نالیدیم هیچ نخریدند و نیز مینویسند که آخر در تفسیر ایشان خواندند که در فلان کوچه مخنثی
هست از وی باید دعا طلبید مخنث چه باشد مردی بود از مردان راه که خود را چندگاه بغلبه
حال مستی وقت در لباس مخنثان می نمود و این قوم تابع حال میباشند چون در
خود می بینند که کار مردان نمی کنند و کار زنان نیز از ایشان نمی آید خود را مخنث صفت
می پابند که نه مرد اند و نه زن اند و همچنان می نمایند ۵ تا در ره عشق کار مردان نکنی +
زنهار دم از صدق محبت نه زنی + مردان همه در دعوی مردی چو زنان اند + تو خود
چه زنی دم که نه مردی نه زنی + و بعضے که در خود از اثر شرک و بت پرستی و دوئی می پابند
زنار می بندند و خود را در صورت مشرکان و زنار بندان می نمایند تا نفاق نشود
و ظاهر و باطن برابر نماید یعنی در شرع جایز نیست و بحکم شرع کفر است اما بادیوانها
و بیهوشان و بیخودان چه توان گفت کلام المجانین لیطوی ولا یردی القصه نزد ان مرد
رفتند و بمقصود رسیدند اینطور کارخانه هست چه توان گفت و چه توان کرد شکایت
اینحال نزد بعضے یاران کرده شد گفتند که نزد ما ذوق آن فریاد ها و نعره ها که شما زدید
از وجود نعمت و حصول باران کم نبود عنایت مینمایند و تسلے میدهند و حقیقت حال
همانست که آنچه نه بحقیقت برآید گره از دل نمی کشاید و من لم یکن للوصال اهل فکل
احسانه ذنوب ۵ استغفر الله و اتوب الی الله و لا حول و لا قوة الا بالله لا اله الا الله محمد
الرسول الله صلی الله علیه وسلم و علی آله و صحبه و اتباعه اجمعین هداة طریق الحق و محیی علوم الدین

الرسالة الرابعة والخمسون تذکیر اهل المجاهدة بان المکاشفة عین المشاهدة ۵

الله و رسوله

اللهم کما انعمت فزد وکما زدت فادم وکما ادمت فبارک دعایست درغایت ایجاز
وجامعیت ترجمه بارخدایا چنانکه انعام کردی ومخصوص گردانیدی بنده خود را بنعمتهای
ظاهر و باطن زیاده گردان بنعمتهای خود نگاهدار از کمی و نقصان وچون زیاده کردی باقی
و پاینده دار و ایمن ساز از نیستی و زوال وچون پاینده داشتی برکتی ده آنرا و وسعتی
بخش و دران درحقیقت طلب توفیق شکر که سبب مزید نعمت وصرف آن در مرضیات
حق که حقیقت معنی شکرست وصدق نیت وخلوص طویت که شرط قبول همه کارهاست
کرده ست و بی همه معنی مزید نعمت و دوام قربت وحصول برکت صورت نه بندد سنة الله
برین جاریست که وجود و عدم اشیا را منوط و مربوط باسباب ساخته و تمامه کارهای خلق را
بتقدیر و تدبیر خود پرداخته سبب افاضه نعمت فضل ست و ایجاد سبب نیز فضل همه فضل
اوست والله ذو الفضل العظیم اینجا معنی همه ازوست که آن روز مذکور بود درست آید حق
جل و علا آن نیک بخت دارین را مزید نعمت و پاینده گی برکت مخصوص گردانیده حضور
و روشنائی دل و گشاد سینه و قوت باطن و سلامت ظاهر و دولت دنیا و سعادت آخرت
و خشنودی حق و سفید روئی نزد خدا و رسول که اصل و سرمایه عزت و قبول ست پاینده
دارد علم شریف محیط خواهد بود بانکه نسبت کمال انسانی را دو طرف ست و نعمت وارده
بر دو قسم ست ظاهر و باطن و محسوس و معقول و صورت و معنی و خلق و خُلق و دنیا و
آخرت خوشا سعادتمند یکه از هر دو محظوظ و برخوردار بود و هر دو خانه ازوی معمور گردد کمال
جامعیت اینست و نشان این جامعیت در زمره ملوک و امرا آنست که چندانکه مدارج و
مراتب دولت حسی جسمانی بلند گردد پایه بپایه ترقی و عروج بمصداق علیه و مراقی کمال عقلی
روحانی تلو و قرین آن گردد والحمد لله ثانی ازین کمال در احوال شریف مشاهده افتاد
اللهم زد و هنوز آنچه معلوم شده از صد یکی واز بسیار اندکی خواهد بود تهمت این تقصیر
بر گردن کوتاهی زمان صحبت ست که مجال سخن رانی و همزبانی تنگ بود و انشاء الله

صحبت معنوی که سبب حصول آن صدق توجه و قرب رابطه محبت ست وراه رسیدن
بدان ارسال مکاتیب است تلافی این تقصیر کند مکاتبه را نصف مشاهده گفته اند جای
دیگر اگر نصف ست ان شاء الله تعالی اینجا تمام مشاهده خواهد بود واگر در ظاهر این سخن نگریند
نکته غریب روی نماید چون یک مکتوب نصف مشاهده باشد مکاتبتی دیگر که در پی آن رود
نصف دیگر بآن پیدا آید باین حساب تمام مشاهده روی نماید واگر رود مکاتبات متوالی
ومتواتر گردد مشاهدات از حد واندازه بیرون حصول پذیرد در نظر ظاهر بین چنان در آید
که در مشاهده کلام ومتکلم هر دو حاضر اند ودر مکاتیب کلام حاضر ست ومتکلم غایب اما در نظر
حقیقت بین متکلم غایب نیست حاضر ست اما در پرده کلام بامعنی گفته ست ؎ اندر غزل
خویش نهان خواهم گشتن + تا بوسه زنم بر دهنت چونش بخوانی + ودر دیده دیگر که از
سر حقیقت آگاه بود در غلبه حال پرده عین پرده کے نماید اینجا سر همه اوست هویدا گردد
امام بحق ناطق ابو عبد الله جعفر صادق سلام الله علیه وعلی سائر اهل بیت الطهارة گفت
ان الله تجلی للناس فی کلامه مقصود امام کشف این سر ست فافهم اینجا نکته دیگر است
که پرده دیدن دیگر ست ودر پرده دیدن دیگر آنکه پرده بیند محجوب است وآنکه در پرده بیند
مشاهد آخر این دیدن وشنیدن همه در پرده ست اگر پرده برافتد نه دیدن بود نه شنیدن
؎ هست از پس پرده گفتگوئی من وتو + چون پرده برافتد نه تو مانی ونه من + این
سخن در بعضے رسایل گشاده تر ازین گفته شده ست آنجا باید نگریست روی سخن بسوے
دیگر بود وسر بجای دیگر کشید اینهمه از جوش درون وطغیان قلم ست که در عریضه سانحه
عرض کرده بود اما نی قصد وخواست سخن را بسخن پیوند داد سخن در مکاتیب بود ودر آنکه
مکاتیب موجب صحبت معنویست ذکر آن مجموعه که در خدمت گذاشته ست تقریب یافت
که مضامین آن متکفل حصول این معنی ست بخداشگرف حریفی ست وخوب همنشینی ست
اگرچه از لکنت وعجمیت خالی نخواهد بود اما شاید که در وقتی یگانان سخنی گویند که بکار آید ودر

دل نشیند من آنرا رسائل میگویم و نام مکتوبات بران نمی نهم که یاد از مکتوبات شیخ
شرف الدین بن یحیی منیری قدس الله سره و مکتوبات قطب جهرمی علیه الرحمة
میدهد و ایهام دعوی میکند یعنی دیگران دارند ما نیز داریم معاذ الله از انچه دیگران
دارند ما هیچ نداریم بلکه انچه دیگران ندارند هم نداریم دعوی از ما نمی آید جز شکستگی
و نیستی نه دعوی نیستی که آن نیز از هستی ست ۵ در راه ما شکسته دلی میخرند و بس
بازار خود فروشی ازین راه دیگر ست + در بعضے منظوهها که در عهد طفولیت سرزده
بود گفته شده بود ۵ عجب از طور خود پسند است + طور ما طور دردمند است
هیچ چیزے چو دردمندی نیست + که در و بوے خود پسندی نیست + باز می بینم
ربط سخن از دست رفته پس کنم مقصود آن بود که اگر گاهے آن مجموعه را متصور
صحبت معنوی نگاهی میکرده باشند دور نباشد گاهے چه باشد وصیت میکنم که
یکبار از اول تا آخر حرف بحرف عبور فرمایند که روی بجانب راه راست دارد و در
طبیعت انصاف گوارائی دارد و اگر در اوقات خلوت جلیس وقت و انیس حال سازند
ذوقی دیگر و لذتے دیگر خواهد آورد زیاده گستاخی خوب نیست عاقبت بخیر باد
استغفر الله و اتوب الی الله و لا حول و لا قوة الا بالله و صلے الله علے سید الانام
الداعی الی طریق الحق و الیقین محمد و آله و صحبه و اتباعه اجمعین هداة طریق الحق و مجیز
علوم الدین و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

الرسالة الخامسة و الخمسون تبصرة الاغنیا بان الفقر مرآت جمال الغنا

الله و رسوله

دل میطپد و زبان می لغزد و دست می لرزد و قلم می شکند و کاغذ می پیچد که چه گوید
و چه نویسد و از کجا دم زند و از کدام راه در آید تا ابهت و شوکت و جاه و جلال و عزت
و کمال آن معلی جناب را اندیشید و بمقام دهشت و ادب ایستاده و بر صفت ذاتی

خود که عجز و بیچارگی و ضعف و ناتوانی ست نظر افگنده بزبان عرف و عادت که
در خطاب فقرا با امراء جریان یافته ست سخن کند یا بر حسن خلق و تواضع و شفقت
و رحمت و نزول از مقام عزت و جبروت که از ایشان در وقتی مشاهده کرده ست
اعتماد نموده و بر رفعت مقام فقر حقیقی اگرچه دران پایه نباشد نظر افگنده بی تکلف
زبان جرات و جسارت کشاید و اگر براه افراط و تفریط نرفته و در بلند و پست نیفتاده
در راه میانه که خیر الامور اوسطها ست درآمده نزدیک بعنوان نفس الامر و بیان واقع
تکلم کند و بعرض دعا و نصیحت و خیر خواهی که سرمایه وقت درویشان ست تعرض
نماید اولے بیاید و تازه ترے نماید و چون از بساط قرب و حضور دور ست درین
تردد مے افتد و اگر در بزم حضور میبود سخن بر طبق مزاج وقت و حال میکرد بیشک
مقبول می افتاد اکنون نیز بامید عفو و صفح سخن میکند و التوکل علی الله بشرحافی
رحمة الله علیه علی مرتضی رضی الله عنه و کرم وجهه در خواب دید گفت یا امیر المومنین
سخنے فرما که پند پذیر شوم بدان فرمود چه نیکو ست مهربانی اغنیا بر فقرا بطلب ثواب و رضای
خدا و چه زیباست ناز فقرا بر اغنیا نظر بقدرت و غنای وی تعالی و درویش ست که آنچه
حق جل و علا از عزت و جلال و مال و منال و فضل و کمال نصیب ایشان کرده ست
بمقتضای طبیعت احتیاج و نیاز بغیر را بدان راه نیست چه معنی غنا توانگری و بی نیازی ست
و بی نیازی با نیاز جمع نشود و اگر توانگران را رجوعی و نیازی خواهد بود باطائفه درویشان
خواهد بود اگر درویشان حقیقی اند از جهت طلب دعا و نصرت ظاهر و توجه و امداد باطن که
کارگر تر از صد لشکر ست و نورانیت بخش کشور دل ست و اگر درویشان مجازی باشند از
جهت ظهور اثر جود و کرم که فقر درویشان آئینه جمال غنای توانگران ست حق جل و علا
با آن کمال حقیقی و غنای ذاتی که بهیچ نوع و بهیچ وجه نقص و احتیاج را گرد سراپرده کبریا
و جلال وی تعالی و تقدس راه نیست عالم را آفریده و بندگان را به بندگی و پرستش امر فرمود

تا جمال و کمال خود را جلوه نماید و ظاهر گرداند چنانکه گفته است ؎ ظهور تو بمن است
و وجود من از تو + فلست تنظر لولای لم اکن لولاک + صاحب حسن را آئینه می باید که
در وی تماشای جمال خود کند اگرچه اصل حسن محتاج آئینه نیست اما تجلی و ظهور مقتضی
آنست حسن بآن ناز که دارد نیازمند عشق است عشق خود سراسر نیاز و بندگیست ؎
نیازی هست خوبانرا العشاق + ولیکن محتجب در پردهٔ ناز + ملائی ردم فرماند ؎
میل معشوقان نهان ست و ستیر + میل عاشق باد و صد طبل و نفیر ؎ حسن ترا عشق
من آوازه شد بلند + محمود ساخت شهرهٔ عالم ایاز را + محبوبان اگر بر عزت و حسن
بنازند و بی نیازی خود بایستند و با محبان التفات نکنند و خود با خود عشق بازند مشهود
اما عشق مقناطیس جوهر حسن ست و بجاذبهٔ محبت حسن را بخود میکشد و بیتابانه بجانب خود
می آرد لیکن حسن خود با قضای ظهور او را بخود میکشد بلکه خود بجانب وی می آید محبت
از طرفین ست و خود محبت یک نسبت ست که از دو طرف سر کشیده و پرتو انداخته هر یکی را
نامی جدا نهاده ست و در هر طرف رنگی دیگر گرفته ناز و نیازی درمیان آورده است
اگر از رنگ دوی و غیریت قطع نظر نمایند هر دو یکی گردد و لیکن لذت در دوئی و مائی
و توئی ست و پیدا لیش عالم برای این ست ؎ خود را بتکلف دگری ساخته ام +
تا شاد کنم آن دگرے را که منم + غرض عرض دعا بود سخن بجانب دیگر رفت والحمد لله که
بجانب محبت رفت که خلاصه کار ست و دعا نیز ناشی از محبت ست و محبت را دو سبب ست
حسن و احسان هر که حسن دارد اگرچه اثر حسن او که احسان عبارت از نیست بکسے نرسد
محبوبست چندین مردم که در اقاصی عالم هستند هر که حکایت فضل و کمال ایشان را
می شنود بیشک باعثهٔ محبتے در خود می یابد اگرچند اثر نعمتے از ایشان نمیرسد و اگر حسن و
احسان جمع گردد محبت تمام شود و کمال پذیرد و مالک تمامهٔ دل گردد که آدمی بر محبت
منعم مجبول ست و حقیقت این هر دو صفت خاصه درگاه حضرت رب الارباب ست

ازانجا پرتوی بر ذرایر موجودات افتاده خصوص بر افراد انسانی که اتم مظاهر شئونات آلهی اند
خوشا سعادت مندے وحبذا نیکبختی که ظهور این صفت در جوهر ذات وی بر وجه تمام وکمال
ظهور نموده از صفت کمال وتکمیل نشان مند شده باشد قدر نعمت حق باید شناخت و وظیفه
شکر بجای آورد که شکر سبب مزید نعمت ست اگرچه ادای حقیقت شکر در نظر عقل محال ست
ولیکن نظر بوظایف شرع که مولے تعالے النعمها بر بندگان افاضه نموده و بر هر نعمتے
شکرے معین ساخته ست ممکن ست ؎ سر بنجشد شکر خواهد سجده ٔ + پاے بنجشد شکر
خواهد قعده ٔ + این در عبادت بدنیست وعبادت مالی همین قیاس ست والتوفیق
من الله اینجا نکته ایست باریک که شکر ایجناب قدس حق نیز نسبت کرده اند که والله
شکور حلیم چنانکه بندگان شکر مولی تعالی میگویند وی تعالی نیز شکر بندگان میگوید
یعنے جزاے شکر ایشان میدهد وسبب مزید نعمت میگرداند تبارک الله وچون وے
سبحانه جزاے بنده میدهد از باطن بنده نیز میباید که بجناب حق چیزے راجع گردد آن مزید
محبت است پس شکر بنده سبب مزید نعمت ست از خدا و شکر مولی تعالی موجب
مزید محبت ست از بنده وهل جزاء الاحسان الا الاحسان از انجا منت ونعمت از اینجا
محبت وخدمت ونعمت دادن نیز اثر محبت ست نخست ترا دوست داشت
ونعمت داد تو نیز او را دوست دار واطاعت کن پس دوستی در هر دو جانب ثابت
گشته اینجا سر بجهم ویجبونه پیدا آمد ومحبت تا بیگانگے نکشد نایستد از اینجا توحید ناشی
گردد وآنکه همه ٔ اویی می شناسد ویکی می بیند از زور محبت وغلبه استغراق ست والا
خدا خداست وبنده بنده تا اینجا باید رسید باقی سر حقیقت را بخدا باز گذاشت
والله اعلم باز سخن در محبت افتاد واز محبت بتوحید کشید سخن بجاے رسید که آنجا سخن
نیست ؎ قلم اینجا رسید وسر بشکست + عاقبت بخیر باد ؎

الرسالة السادسة والخمسون انتقاط اعتبار الاجساد والاشباح عند ملاقات

فی الصفة شکور حلیم

اعلم ان الله على كل شئ قدير وان الله قد احاط بكل شئ علما - بسم الله فاتح الوجود والحمد لله
مظهر كل موجود ولا اله الا الله توحيدا مطلقا عن كشف وشهود به يبدا الامر واليه يعود وسبحان
الله منزه عن ادراك كل من سوا من شاهد ومشهود واحد احد كان ولم يكن معه شئ وهو
الآن على ما عليه كان قبل حروف الجدود ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم كنز خصنا به من
خزاين الغيب ومواهب الجود استنزل بها كل خير وادفع بها كل شر وافتق بها كل رتق وانا
لله وانا اليه راجعون في كل امر منزل او هو نازل في كل حال ومقام وخاطر وارد ومقصد
ومورود والله هو المرجو بكل شئ هو المامول والمقصود هو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو
بكل شئ عليم قبل كون الشي وبعد الوجود باطن الاحدية ظاهر بالواحدانية وعنه وبه كان كون
شئ ولا شئ الا هو بالحقيقة المعدوم والمفقود له الاحاطة الواسعة والحقيقة الجامعة والسر القايم
والملك الدايم والحكم اللازم اهل المجد والثناء كما هو اثنى على نفسه فهو الحامد والمحمود وصلى الله على الاول
في الايجاد والوجود والفاتح لكل شاهد ومشهود السر الباطن والنور الظاهر والروح الاقدس
على النور الاكمل البهي القايم بكمال العبودية في حضرت المعبود الذي من افيض على روحه من
حضرة روحانية اتصلت بمشكاة قلبه اشعة النورانية فهو الولي المقرب والعبد المسعود وعلى اله
واصحابه خزنة اسراره ومطالع انواره كنوز الحقايق وهداة الخلايق وعلى سايراولياء امته
ومشايخ ملته هداة طريق الحق ومحي علوم الدين وسلم تسليما كثيرا وسبحان الله وما انا من
المشركين حسبي الله نعم الوكيل ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم هذه كلمات نص كمل
العارفين وقلمتها تمهيدا المكتوب ارسله الى بعض السادة من اهل حرمين الشريفين
وهي هذه اما بعد فقد وصل الينا كتاب كريم جليل من سيد كريم جليل نسيب حسيب عالم
فاضل عارف كامل تقي نقي قدوة اكابر الحرمين الشريفين وزبدة اماجد المقامين
الكريمين سلالة بيت الشرف والطهارة وذرية دار الفضل والكرامة المنجذب بكليته الى

مولاه والمنقطع بصدق همته عما سواه سيدنا ومولانا سيد العارف بالله مولانا السيد علم الله
بن عبد الله من اولاد اكرم اولياء الله الذى قدمه على رقاب جميع اولياء الله رضى الله
عنه وارضاه كتاب عزيز يجدد عهد المحبته ويصمم عزم الوصال عمر دار القلب ووسع واد
الخيال كتاب تفوح منه روايح الحقيقه وتبوح اسرار الجذب لاهل الطريقه ويذكر ارضا
مباركة زادها الله بركة وتعظيما ومعابدها التى كان الملوك بهابذه خليفا راجيا ان
يغفر بتربتها خداقد صار بالتغفر لباحتها البقار ومتحسرا على مافاته من الوهب الذى
يحل وصفا وتعريفا وتهيج اشواقا كامنة من تلك المقامات الشريفه والحضرة المنيفه برياض
الحمى الغزلى من الحياشرى فبقى نوى وذكر لى الزياد ويهيج اشواقى وقست مهجتى وادمعى
الى عهد الصبابه والتقيات دعى الله ايا مضت فى ولوعتهم + فما كان صفا ها واطيبا + فلا عيش الا فى مواقف جبهم + اما سوى هذا فعندى كالهبا + والعبد الضعيف
قد كان بهامدة مديدة وايا ما عديدة وكان مستفيضا من الانوار القديمه والجديدة
فى حضرت مولانا سيد الشيخ عبد الوهاب المتقى قطب الوقت وصاحب الزمان الشمعة المضيئة
من الهند فى ذلك المكان كما كتب بعض مشايخ اليمن الى اهل مكة فى تعريف هذه الشيخ
ولعلكم سمعتم هذه الكلمة بمكة من الاصحاب والاخوان والبصر تم فضايله وشواهده بعين العيان
فانه رضى الله عنه كان مشهورا فى ذلك المقام من الاعيان والاعلام وشيخه الشيخ الامام
الاجل الاكرم والفرد الاوحد الاعظم الشيخ على المتقى اظهر واظهر واشهر واغنى عن التوصيف
والبيان ولعل الملوك قد تشرف بكم فى ذلك المقام الشريف بل قد يظن انه قد جاء معكم
فى المراكب الهندية سنة الف ولا يدرى انكم مقيمون بهذا البلاد بذلك الزمان اورجعتم بالخير
والكرامة الى مكة ثم جئتم مرة اخرى والله اعلم الاشتياق الى حضرتكم غالب ولكن قد رالله وقضاره
لارادة العباد سالب ومع ذلك نرجو الله ان يخصنا بهذه الكرامة ولا يحرمنا من بركات
عباده الصالحين ولا يتركنا فى ورطة الحرمان والغرامة وانتم اهل الجذب والقرب

ومحل خرق العادة ونحن من اهل الطلب والوجدة والارادة فان قضى الله بيننا وبينكم
بالملاقات فما ذلك على الله بعزيز وهو على كل شئ قدير والا فملاقات القلوب اوقع وليس
فى طرق المحبة مراحل القرب لا قليل ولا كثير ونذكر حكاية خطرت ببال مناسبة الوقت
والحال وهو ان السيد الاجل الاكرم الاعدل السيد حاتم اليمنى المخائى من بنى الابدال
رجل مشهور مذكور من رجال الله فى تلك البلاد من خيار عباد الله المقربين ومن
سادة العارفين وله ديوان شريف مشتمل على الحقايق واللطائف ومن كلماته قدس سره
فى بعض رسائله قد نطقت التراجم الالهية والالسنة الربانية بكلمة نورية واشارة وحية
ان من ترك هم القلوب لاجل الله اورثه الله حياة قلب يصير بذلك اكسير اعزيز اذا
وضع ذرة منه على الاكوان انقلب ذهبا ابريزا وقد يصير كمثله وليس كله فى فعله ولا شك فى
ذلك عند اهل الايمان بالله وباوليائه المتمسكين باذيال محبة انبيائه واصفيائه والمقصود
انه قد قصد هذا السيد حاتم زيارة سيدنا الشيخ عبد الوهاب وجاء من المخا بهذا القصد الى
مكة المشرفة فجلس فى الحرم واستاذن الشيخ فى دخوله عليه فلم ياذن له الشيخ وقال ملاقات القلوب
اوقع فرجع السيد حاتم راضيا عن الشيخ بهذا المقدار وقد نقلت انا هذه الحكاية لاحد من
سادات العيدروس وتعجب من ذلك فقال يا هذا لاهل الاستقامة والكرامة شان
آخر لا يدركه ولا يدريه اهل الرسوم والعادات انتهى يا سيدى هذه البقعة التى نزلتموه ببقعة مباركة
منزل الاخيار ومسكن الابرار والصالحين من عباد الله اقدمهم ورئيسهم قدوة الصالحين
ورئيس الناسكين مولانا الشيخ خواجه حسام الدين اجل من اهل الخير والبركة والصدق واليقين
فكل من فى هذه البقعة موسوم بالصلاح والفلاح ومشغول بذكر الله سبحانه فى الصباح و
الرواح به ولا حاجة الى التفصيل والبيان والعيان لا يحتاج الى البرهان خصوصا السيد
الاجل الامير ابراهيم اجل من اهل النور والاشراق مصدوق شاب نشا فى عبادة الله
المتوجه بهمته الى مولاه وبارك الله لنا ولكم ولاصحابنا واحبائنا وسائر المومنين والمسلمين

من امة سيدنا محمد سيد المرسلين وافضل الخلايق اجمعين صلى الله عليه وعلى آله واصحابه واتباعه الى يوم الدين وعلى سائر اخوانه من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وعلى كل ولي لله في العالمين وعلى سيدنا الشيخ محي الدين عبد القادر المكين الامين وآخر دعواهم ان الحمد لله رب العالمين اقول قولي هذا واستغفر الله ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم

الرسالة السابعة والخمسون في ذكر الاحوال والاقوال مبنية على غاية طريق الاستقامة والاعتدال

الله ورسوله

الحمد لله الذي شرف خواص عباده بكشف حقيقة كلمة التوحيد ونور بواطنهم بنور التجريد والتفريد وخص من شاء بمزيد الفضل والاحسان والبسهم بيد كرمه من الملابس العرفانية الجبروتية واللاهوتية باللطف والامتنان فصارت لهم حقايق الصفات والاسماء لباسا وكانت لهم الحقيقة في تحقيق عبوديتهم من الحق اساسا واشهدان لا اله الا الله وحده لا شريك له شهادة لا شاهد لها سوى احدية ذاته ولا ثبتية لها سوى اسمائه وصفاته واشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله الذي اقدامته بنور هدايته من سبيل الضلال وهداهم به الى الدين القيم من غير الاختباط والاختلال وعلى آله واصحابه واتباعه اجمعين هداة طريق الحق ومحي علوم الدين اما بعد فقد وصل الينا من السيد الاجل الاكرم والولي الاعز الاعظم عين الاعيان وعلم الاعلام كتاب بل كتب لا يحيط بدركها العقول والاوهام قد اخرج من بحر باطنه الى انهار قلوبنا امواجا ولعبث من سلطان علمه ومعرفته الى بلاد اذهاننا افواجا وامواجه وان كانت يرى متكررة وافواجه متشابهة لكن في كل موج درر آخر وفي كل فوج شوكة اخرى لا يزيد لنظر فيها الا حيرة تدهش ابصار القلوب وعبرة تفتح ابواب اسرار الغيوب قد لعبث مطالعتها من الباطن كوامن الاسرار واطلع شموس المعارف من

مطالع الانوار فاراد المملوك ان يعفوه ويذهب على اثاره ويقتبس ويستفيد مهما امكن من انواره
واسراره ولكن يا سيدي هذا العبد ممنوع من التكلم بالحقايق والاسرار وما مور بالوقوف على
بيان آداب الشريعة في خلال الاثار وقد وصانا شيخنا ومولانا سيدي الشيخ عبد الوهاب المتقي
القادري الشاذلي المحب المخفي فيما كتب له من الوصايا ووهب له من العطايا قال ووصيته ان
لا يتكلم بالحقايق والرقايق بل يبين للخلق علم المعاملات وما ينتبهون به من العيوب
وقال رضي الله عنه ولا يقدم الباطن على الظاهر ولا يكتفي بالظاهر عن الباطن وقال كن
فقيها صوفيا ولا تكن صوفيا فقيها وقال ينبغي ان يشتغل بمطالعة كتب الغزالي كالاحياء
ومنهاج العابدين لا كالنفح او التسوية والمصون به عن غير اهله ويجعل نصب عينيه كتاب
عين العلم هذه نص عبارة الشيخ ووصاه ايضا بان لا يتكلم الا في ابواب الدين والملة
وفيما فيه ترويج الدين وتجديد الشريعة وحفظ عقايد الدين واحكام السنة ولا يخرج عن دائرة
الاعتدال وحيط الاحتياط والاستقامة ولا يقع في اشارات الوجودية وتاويلات الباطنية
مما يوجب الحسرة والندامة وكان له رضي الله عنه في هذا حكايات وروايات فمن ذلك اني رايته
يوما يقابل كتابا فقلت له يا سيدي ما هذا الكتاب وما اسمه ومن مصنفه قال هذا كتاب اسمه الانسان
الكامل ذكر فيه الحقايق والاسرار على طريق الشيخ بن العربي تصنيف شيخ عبد الكريم جيلي
من اهل اليمن وقال ولهذا الشيخ تفسير فسر فيه بسم الله الرحمن الرحيم في تسعة عشر مجلدا لعدد
حروف كل مجلد في حرف وقال لقد رايتنا اربعة وخمسة من مجلداته وتكلم فيها بما لا يسعه
الاذهان ويضيق عنه نطاق البيان وقال كان شانه في التصنيف في الاكثر انه كان
يسبح في المفازات والبراري فقراره واصحابه اذار او بنار واوشجره وضعوا فيه القراطيس
القلم والدوات وشيئا من الاطعمة والفواكهة والثمراة فاذا ملا الشيخ عليها دالها حيران جلس
كتب اوراق وتركها في ذلك المكان وذكر شيخنا رحمه الله انا كنا في المراكب فرانا في المنام
انه جارنا رجل شيخ كبير نوراني فقلنا من انتم فقال انا عبد الكريم الجيلي جئت لازوركم فلما اصبحنا

سالنا العلم عن مكان المركب قال انه مسامت دعدن وقبر هذا الشيخ عبد الكريم بعدن
فالتمس المملوك الكتاب المذكور من الشيخ ليطالعه فتوقف فيه فقال اتريدونه وتطالعونه
لا باس انشاء الله تعالى قال هذا توقف وتردد او دفعا للسوال ومقصوده ان لا يعطيه ولا
يسامح فيه ثم قال يا اخوان في هذا الكتاب وامثاله سموما مموهة بالسكر ان كان احد يقدر على
التمييز والتفريق فالنظر له فيه مبارك والا ففيه خوف الهلاك والعتاب فلم يعطه الكتاب ولقد
اتى عند الشيخ يوما بنسخة من الفتوحات المكية للبيع وكان نسخة صحيحة مليحة فيرغب انا فيها
فقال تريدان تحصلوه وشتروه قلت ان تيسر انشاء الله قال خذوه لا باس فان في
هذا الكتاب علوما كثيرة جليلة غريبة ولكن بشرط ان لا تقعوا في مبهماته وموهماته وتحفظون بوضحاته
ومع ذلك كان يوصي بحسن الاعتقاد في القوم وعلومهم وكلماتهم ويقول اسلم تسلم واقرا لي
في ذلك كتاب سيدي احمد بن رزوق المسمى بقواعد الطريقة في الجمع بين الشريعة والحقيقة
وهو كتاب جليل عجيب جامع بين طريقة الفقه والتصوف والعلم والحال لا ينتفع به الا فقيه
محب مشرف على الاحوال وصوفي محقق مقيد بالاعمال ولا ينتفع به فقيه متعسف عنيد ولا صوفي
متعسف مفرط بعيد يحفظ كلا الجانبين ويجمع كلا الطريقين ولقد شرح اكثر مقاصده هذا الفقير
وترجمه بالفارسية في رسالة مسماة بمرج البحرين في الجمع بين الطريقين وكذلك جرت عادة
هذا العبد الضعيف فيما يصدر منه من التصنيف والتاليف الرجوع الى كلام الائمة الذين هم جامعا
الطريقين والمتفق عليهم بين الفريقين على طريقة تواليف سيدي الشيخ الامام العارف
على المتقي رحمة الله عليه رحمة واسعة وقد الفق للعبد من ذلك حتى جاوزت الثمانين وبلغت
التسعين والله الموفق والمعين يا سيدي قد اقرا لي الشيخ اكثر كتب القوم مما تيسر وحضر سوى
الكتاب الفصوص فانه اوقفني فيه مقام التوقف والتسليم ولم ياذن بالتعليم والتعلم غير اني
اخذت منه الاجازة ان الفق صحبته اهل وطالب صادق ثابت في الاعتقاد الايمان
ولم يتفق لي ذلك الى الآن وكان رضي الله عنه يقول ليس الشان ان ياخذ علم المعرفة

من هذه الكتب وانما الشان ان يوخذ بالعمل والسلوك واتباع طريق الدين فاذا انجلت
المراة وصفى القلب وقع فيه بالقع وتكشف بنور الايمان واليقين وكان ايضا يقول ايها
الولد تصحيح العقيدة على طريق السنة والجماعة فانه الدين الذى جاء من عند رسول الله صلى الله
عليه وسلم والصحابة قال بعد ما استحكمت هذه العقيدة وصحت واستقامت بحيث تغلب عليكم ولا يبقى لكم
فيها اختيار وصرتم مضطرين فى قبولها واعتقادها ان طالعتم كتب القوم واستفدتم
منها فحسن مبارك ولكن لشرط المذكور وهو عدم الوقوع فى المبهمات والموهمات بحسب المقدور
وقال فان رايتم فيما ينقل من كلمات اهل الحقيقة ما يخالف ظاهر الشريعة عارضوه تارة
بنفى نسبتها اليهم واخرى بتاويلها وتطبيقها بالحكم الظاهر والحق القويم فان لم تيسر التطبيق
والتاويل فالاحوط التوقف والتسليم قال الشيخ الامام العالم العارف الفهيم الفاروق
سيدى احمد بن زروق رحمه الله فى كتاب قواعد الطريقة مبنى العلم على البحث والتحقيق ومبنى
الحال على التسليم والتصديق فاذا تكلم العارف من حيث العلم نظر فى قوله باصله من الكتاب
والسنة واثار السلف لان العلم معتبر باصله واذا تكلم من حيث الحال سلم له ذوقه اذ لا يوصل
اليه الا بمثله فهو معتبر بوجدانه فالعلم به مستند لامانة صاحبه ثم لا يقدح به لعدم عموم حكمه الا
فى حق مثله وقال ايضا يعتبر الفرع باصله وقاعدته فان وافق قبل والا رد على مدعيه ان
تاهل او ياول عليه ان قبل او سلم ان جلت مرتبته علما وديانة ثم هو غير قادح فى الاصل
لان فساد الفاسد اليه يعود ولا يقدح فى صلاح الصالح شيئا فغلاة الصوفية كاهل الاهواء
من الاصوليين وكالمطعون عليهم من المتفقهين يرد قولهم ويجتنب فعلهم ولا يترك
مذهب الحق الثابت بنسبتهم له وظهورهم فيه وقال ايضا قال شيخنا ابو العباس الحضرمى بعد
كلام ذكره الجاحد لمن يوحى اليه شئ من هذا الكلام وما يفهمه معذور ومسلم له حاله من باب الضعف
والتقصير والسلامة وهو مومن ايمان المخالفين ومن يفهم شيئا من ذلك فهو لقوة ايمان
معه واتساع دايرة علمه ومشهده واسع سواء كان معه ظلمة او نور بحسب ما فى القوالب من الودايع

الموضوعة علی ای صفة کانت وہذا شئ معروف مفہوم وہو عجیب انتہی وکان سیدی شیخ
عبد الوہاب یقول المراد بالظلمة المعصیة وبالنور الطاعة وقال التوقف فی محل الاشتباہ
مطلوب کذا منہ فیما تبین وجہہ من خیر او شر ومبنی الطریق علی ترجیح الظن الحسن عند موجبہ
وان ظہر معارض وقال قوم ما ادی الیہ الاجتہاد جزم بہ ثم امر الباطن الی اللہ من ثم
اختلف فی جماعة من الصوفیة کابن الفارض وابن جلاد العفیف التلمسانی وابن دوایر
وابی اسحق التجیبی والتستری وابن سبعین والحاتمی والمراد بالحاتمی ہو الشیخ ابن العربی
لانہ من اولاد الحاتم الطائی وہذا الشیخ قد اختلف فیہ الناس قدیما وحدیثا وہو بحر مواج
فی العلوم الحقایق والمعارف موصوف لکن فی طریق الہدایة والاتباع غیر معروف قال
ابن زروق سئل شیخنا ابو عبد اللہ الفوری رحمہ اللہ وانا اسمع فقیل لہ ما تقول فی ابن عربی
فقال اعرف بکل فن من اہل کل فن فقیل ما سألناک عن ہذا قال اختلف فیہ من الکفر الی
القطبانیة قیل فما ترجح قال اسلم تسلم قلت لان فی التکفیر خطرا وتعظیمہ ما عاد علی صاحبہ بالغرر
من جہة اتباع السامع بمہماتہ وموہماتہ واللہ اعلم وکتابہ فصوص الحکم فیما یفہم من ظاہرہ
ویتبادر الی الفہم محل التردد والانکار بلا شبہ عند ذوی البصایر والابصار والوقوع فیہ
بالتقلید اعتقاد کل ما فیہ بعید ولیس طریقة التصوف منحصرا فی العلم بالفصوص والفتوحات
ونحوہما وانما حقیقة التصوف صدق التوجہ الی اللہ من حیث یرضاہ الحق وبما یرضاہ
کما ہو مقام الاحسان المشار الیہ بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تعبد اللہ کانک تراہ فالاسلام
اشارة الی الفقہ والایمان واشارة الی الکلام والاحسان اشارة الی التصوف کما جاء
فی الحدیث جبرئیل یا سیدی کان والدی من الفقراء الوالہین العاشقین وکان کاسمہ
سیفا قاطعا للاغیار وماحیا للآثار وکان مشربہ التوحید الوجود وقد رزق فیہ الذوق
والشہود وکنت طفلا فی حجرہ وکان یرضعنی من ثدی حالہ ومقالہ وکنت ذا حال فی ادوار
الصبا فلما دخلت فی میدان علم الظاہر وتحصیلہ وضبط مجملہ وتفصیلہ ذہب منی شئ

ذکر الشیخ الکبیر ومصنفاتہ الی الزمان

من ذلک و فتر الحال و لکن لما کان دخل فی القلب من اول الامر من عهد الصبا استقر فی
الباطن بحیث لا یقبل الستر و الخفاء اجد فی باطنی شاهدا علی التوحید و انه لیس فی الوجود الا
الواحد الاحد الشهید و کل ما ظهر فمنه و به بل هو الموجود و المشهود و لا یعقل عندی سوی هذا
و القوم یقولون انه طور وراء طور العقل و لکنه عندی بحکم الانصاف و الانتصاف هو الحق
الثابت المعقول شهد باطنی ما ذا یکون سوی الله و کان الله و لم یکن معه شیء فمن این
جاء سواه و ما کان سواه و من یکون سواه و ماهیة الممکنات معدومة فی حد ذاتها فما ظهر
فیها الا وجود الحق من الحق سوا ء یقول بایجاد الاشیاء او بظهوره فیها و تمثله بها عبارتان
شتی و حسنک واحد و عندی ان القول بایجاد العالم یکفی فی وحدة الوجود و فی القول
بان لیس فی الوجود الا الله و قولهم الله و لا سواه و امثال ذلک و قد قال بعض العارفین
لا یعقل لصدور الکثرة من الوحدة وجه سوی التوحید و کان والدی یقول بالفارسیة
اینجا سه عبارت ست همه از وست و همه بدوست بل همه اوست و کان یقول احسن العبارات
همه از وست و معناه معنی همه اوست فان من غلب علیه باطنه التوحید یفهم معنی التوحید من
کل عبارة و بکل اشارة و کان یقول والدی و کان اشکل علیها القول بالتوحید فلما تعقلت
معنی التمثل حل الاشکال و ارتفع الاشتباه فی الحال لان فی القول بالتمثل یکون الغیریة و الغیریة
کلاهما محفوظان و یصح معنی قوله تعالی والله من ورائهم محیط بحقیقة التمثل باقیة علی ما هی علیه ثابتة
فی حد ذاته لا تغیر فیه و لا تحول مع ان مثال الذی تمثل به عینه باعتبار حقیقته و ماهیته سواه
و هو صورته العلمیة التی افاض علیها وجودة بقدرته له علی هذه الافاضة مما کان تمثل جبرئیل
بصورة وحیه و قد قال الله سبحانه فتمثل لها بشرا سویا فهو الظاهر الساری فی جمیع الذرای من
الانفس و الافاق مع بقاءه علی ما کان علیه من البطون و الاطلاق هذا و لکن شهود ناسی
الحق لیس علی هذه الطریقة التوحیدیة المتعارفة کما یقولون انا شاهد الحق فی الاشیاء و
نظر و مرآة لشهوده بل شهودنا متعلق بالاحدیة المطلقة التی هی غیب الغیب مع قطع النظر

عن الاشیاء والاشیاء مذہول عنہا یتعلق اللطیفۃ المدرکۃ بالحقیقۃ المطلقۃ
التی اسم اللہ وہو مسماہ ومدلولہ مع قطع النظر عن اللغۃ العربیۃ او الفارسیۃ او الترکیۃ
او الہندیۃ وشہود الذات مجردۃ عن الملاحظۃ معانی الاسماء والصفات وہو ذکر الخفی وقد
یکون ہذا فی الابتداء فعلاً من الذاکر یتکلف فیہ ویصیر بعد ذلک صفتہ لہ لا اختیار لہ فیہا
فلما ان الباصرۃ لا اختیار لہ فی الابصار ولو تکلف فی نفسہ عدم حصولہ لما قدر وقد
یغیب الذاکر عما سوی اللہ وفی ہذہ الحالۃ ویسد ابواب الحواس ولا یمکنہ الذہول عنہ ولا تصویر
وقد یذہل فیہ ولا یا بالالتفات الی شیء ولکنہ اصل الحضور حاصل وللذاکر فی ہذا احوال ثلثۃ
اولہا کالوجع فانہ قد یحصل فیہ ولا یا عنہ بالتفات النفس الی شیء مثل الحکایات مع الاصحاب
والاحباب ونحوہا وقد یکون مثل الطایر المعلم کالباز ونحوہ یطیر ویذہب عن الید ویرجع ویجیء
بادنی توجہ ودعاء وقد یکون بحیث لا سبیل للذہول الیہ کالعطش المفرط فانہ لا یمکن الذہول
عنہ قطعاً وللقوم خلاف فی دوام ہذہ النسبۃ فقیل تدوم وقیل لا تدوم ویتمسک فی عدم دوامہا
بقولہ صلے اللہ علیہ وسلم لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل والحدیث
ویجاب بان المراد لی مع اللہ وقت دایم مستمر علی خلاف ما یکون لغیری کما قال لست کہیئتکم وایکم مثلی والتحقیق ان الدایم المستمر
ہو اتصال السر والقلب وقد یتقلب والروح وان شغلتہ المحبۃ عن التفات الی ماسوی
المحبوب لکن قد یوثر فیہا مجاورۃ القلب وبیوتتہا معہ وہذہ النسبۃ التی اشرنا الیہا
ہی النسبۃ النقشبندیۃ ولہا بیان شاف فی کلامہم وعیان کاف فی قلوبہم وحاصلہا
محو نقوش الاغیار عن لوح الادراک وتصفیۃ القلب عما سوی المشہود طریقہم طریق
التصفیۃ وطریق السلوک المتعارف طریق التزکیۃ وفی طریق التزکیۃ معاملۃ مع النفس
ونزاع وجدال معہا وفی التصفیۃ ذہول عن النفس وصفاتہا وعن کل ماسوی المذکور
وکان الداعی الیہا والمرشد للطالبین فی بلدنا ہذا الشیخ العارف الکامل سر اللہ
الاعظم ونورہ الاتم سیدنا ومولانا خواجہ محمد الباقی قدس سرہ الاصفی وکان من رجال اللہ

المتنور بنور ذات الله صورة ومعنى والمتصف بصفات اهل الخصوص ظاهرا وباطنا وهو من
مشايخنا في هذا الطريق جزاه الله مناخيرا وكان قدس سره يقول هذا النسبة غاية حفظ
روحانية العبد من ذات الله ونهاية نصيبه منه واما الكمالات الآخر التي هي آثار التجليات الصفاتية
التي يحصل لاهل السلوك من كشف العوالم ووجود المراتب فشيء آخر هذا وقد قرانا من كتابكم
الشريف من المعارف والحقائق مالا يسعه المقال مع ذكر الولد الاغر الاحق نور الحق حماه الله
وشافه من احوالكم واقوالكم من الحال الغالب والمجذب السالب ما سمع من لسانكم من الاخبار
في صدق الهمة وعدم الالتفات الى الاغيار وبلوغ الهمة في ترك الدراهم والدنانير
وقلة المنام والذكر الدائم والقلب الصافي واختيار الغربة والتوكل على الله والانقطاع
عما سواه وكل ذلك عجيب غريب لا يتيسر الا بفضل الله وتوفيقه ولما سمع المملوك
حامد صفاتكم وتصور مزيد خيركم وبركاتكم وكونكم قادمين من تلك المقامات التي تترتكب فيها
البحار واللجج وهم قد يبذل في طريقها الاموال والمهج خطر والى ان يدرك خدمتكم ويتشرف
بصحبتكم ولكن يا سيدي العبد معذور لا باعذار يتعار فيها نفوس اهل العرف والعادات التي
بعدهم ويحرمهم عن الوصول الى محال الخير والسعادة حاشا وكلا انما ذلك شان المتكبرين
والمحتالين ولا الفقراء والمساكين يا سيدي انى لما كنت في خدمة سيدي الشيخ عبد الوهاب
المتقي عرضت عليه احوالي من مبدائي ومآلي وقلت يا سيدي انا امرء نشأت من زمان
صغرى في الرياضة للتعلم والتعبد لم اعتد بصحبة الناس والاختلاط معهم والدخول فيهم
ولما حصل لي بفضل الله طرف صالح من ذلك وقضيت وطرى وحاجتي مما هنالك
دعاني بعض اهل الحقوق الى الخروج الى ارباب الدنيا فادركت سلطان الوقت والامر
فاعتنوا بشاني ورفعوا مكاني واردوا ان يكثروا بي سوادهم ويحكموا بي اهل بلدهم الضعيف
صورهم وسوادهم فحماني الله ولم يتركني معهم واوجد في قلب عبده جذبة هداه الى هذا
المقام الشريف ولها قصة عجيبة وحكاية غريبة ذكرتها في اول تاريخ المدينة الذي الفته

مسمئے یجذب القلوب الی دیار المحبوب لما وصلت ہذا المقام وسعدت بزیارۃ سید الانام
علیہ الصلوٰۃ والسلام وقعت فی خدمتکم وتشرفت بصحبتکم سری الی قلبی شئی من نور
الایمان واعمل یرید علی قلبی ما کان من بقیۃ الحرص والامل فالآن اریدان اسلک
طریق اتباعکم وادخل فی زمرۃ الفقراء من اشیاعکم فسکت الشیخ واطرق ملیاً ثم رفع
راسہ وقال سبحان اللہ ما احسن ہذا الوکد احد قدمہ وجلس فی زاویۃ العزلۃ والخمول
فہو اعلی مرتبۃ فی الوصول والقبول ثم قال ولکن ہذا امر صعب شدید وثبات القدم فیہ
بعید والاصل فی ہذا ان یشترک المرء والناس ویخالطہم فی خیرہم ویجتنب عن شرہم فلذلک
لم یخالط المملوک والناس وحصل لہ مما فی ایدیہم الیاس ولم یذہب حین الرجوع بزاد الحج کما ہو عادۃ کثیر من
الحجاج من اہل الحرص والامل واللجاج الی دیار دکن وبیجاپور وبرہان پور ونواحیہا مما یجب
علی الفقراء واہل ہذہ الطریقۃ منہ الہرب والنفور فجاء بحمد اللہ سالماً عن الآفات
غانماً بما شاء اللہ من البرکات فی وطنہ المالوف یعنی حضرت الدہلی الذی ہو مکان
الفقراء والمساکین ومسکن العاشقین المحبین والتزم باب الفقر متوکلاً علی اللہ
راجیاً فضلہ وکرمہ فی دنیاہ واخراہ فآل الامر الی ما آل بفضل اللہ الکریم المتعال والقصۃ
طویلۃ یخاف فی ذکرہا السامۃ والملال والمقصود ان الشیخ قد امرنی بالخلوۃ والعزلۃ
والانفراد ولکنہ قد تساہل وتسامح فی ذلک ملاحظۃ ونظراً للاعتبار ولم یترک جانب
الرخصۃ رأساً مخافۃ ان لا یری فی ذلک شدۃ وباساً فکان ہذا العبد الضعیف یمضی
اوقاتہ بما شاء اللہ من الاعمال والاشتغال ولکنہ کان یخرج الی بعض المواضع فی
بعض الاوقات والاحوال ویخدم ویزور بعض الاحباب والاصحاب من اہل الخیر ویتبرک
بصحبتہم ویتشرف بخدمتہم ماموناً عن وصمۃ الغیر ولحوق الضیر ثم سلط اللہ علی یدی
رجلاً من اہل سلسلتنا من عشاق الحضرۃ الجیلانیۃ ومجذوباً سکراناً بشراب المحبۃ
العرفانیۃ فجبرنی وقہرنی والزمنی الخلوۃ والعزلۃ والانفراد ومنعنی عن الدخول علی الناس

والتردد الى بيوتهم وصحبتهم ولو كان مع الفقراء والصالحين من العباد وجد فى ذلك
وبالغ ولم يتسامح قطعًا وقال يا هذا لا يطلب منك عمل غير هذا وقال ولا اقول انه ذلك
من عند نفسى وانما هو امر موكد من مكان آخر فعليك فالحقه بالسوال عن الاطلاع
على حقيقة هذا الامر وانكشاف حليته الحال فقال تدعو الله ان لا يطلعكم على حقيقة الامر
ولا يكشفه عليكم حتى يبلغ الكتاب اجله ويظهر عند ذلك ما هو المرجو والمامول وبشرنى بان
فيه الخير كل الخير اشار الله تعالى وهذه الحكاية ايضًا طويلة بنا سببها الاختصار فالامر
واضح عند اهل البصائر وذوى الابصار ولم اكشف يا سيدى هذا السر بغيركم هذا البيان
والتفصيل والله اعلم وهو على ما اقول وكيل فهذا شانى واما تحيرى فى امرى ولا ادرى ما افعل
بى وماذا يكون عاقبته هذا الامر تاركًا فى ذلك الاختيار والتدبير الى تقدير العليم الخبير واقول

رضيت بما قسم الله لى ✝ وفوضت امرى الى خالقى ✝ لقد احسن الله فيما مضى كذلك يحسن
فيما بقى ✝ والمسئول من الاحباب الدعاء والاعانة والامداد بحسن التوفيق وثبات القدم
على طريق الرشاد والسداد وانتم سكان بلد الله وجار بيت الله بل جار الله بالمعنى
المراد عند اهل الله ونحن الفقراء والمساكين المحتاجون السائلون الباسطون يد الفقر
والفاقة والباذلون فى طريق الطلب غاية الجهد والطاقة والناقصون فى جميع مراتب
الكمال والقاصرون عن كل ما نالوا كمل الرجال والمتضرعون الى الله الراجون فضله وكرمه
بوسيلة خواص عباده المقربين الذين هم سيوف القدرة ومقرب الحضرة والمتوسلون بهم
فى امور الدنيا والدين متبرئين عن حولنا وقوتنا ومجتنبين عن الدعوى وادعاء ما ليس فيهما
والتفوق والغلبة على الناس اعاذنا الله من ذلك غير مثبتين لانفسنا شيئًا
سوى العجز والتقصير والفقر والافلاس وبعد تمهيد هذا الاعتذار وارتكاب هذا الاخطار و
حمل هذه الاوزار لا عذر لنا ان جذبنا احد من المجذوبين المحبوبين ويتصرف فينا بقوته و
قدرته من وراء سجف الناسوت من بحار عالم الملكوت والجبروت بطريق خرق العوائد

کما یکون للکاملین والمرادین لمزید یقین اہل الطلب والارادت حتی یقوم الحجۃ وتفتح المحجۃ و
ویضیق علیہم الارض ولم یفیقوا لصبر والتوقف والتردد ولو علی طریق التقدیر والفرض
ولو ظہر مثل ہذا فلا اعتذار ولا صبر ولا توقف ولا اختیار ۔ تجلت لما ان تجلی فلم الحق
وای محب اذا تجلی تجلد ہذا وان لم تکن بحن اہلا للجذب قابلا للکشف لما فی ظاہرنا من الاضطرار
والاثقال وفی باطننا من الحجب والظلال فلا بد ان تخصوبالشیٔ من فضلکم وبرکاتکم بما عندکم
من الاذکار والاوراد والاحزاب خصوصا ارلعین دعوۃ للحضرت القادریۃ الجیلانیۃ افاض اللہ
علینا من برکاتہ وبرکات علومہ کما اشرتم بذلک فی کتابکم الذی شرفتمونا بہ وانتم من اہل
الجود والکرم فلا عز للمسک ان یفوح ومن الکواکب ان یلوح وعندنا یا سیدی دعار بدرقۃ الایمان
لسیدی غوث الثقلین رضی اللہ عنہ وصیغ للصلواۃ لہ وقد اجازنی سیدی الشیخ عبد الوہاب
بدعوات واوراد واحزاب کثیرۃ منہا حزب البحر والحزب الکبیر للقطب السامی ابی الحسن الشاذلی
وحزب تلمیذۃ الولی المکاشف ابی العباس المرسی ومناجات ابن عطاء اللہ الاسکندری
الذی کتبہ فی آخر کتاب الحکم مع شرحہا لسیدی احمد بن رزوق وحزب الشیخ العارف الکامل
ابی مدین شعیب الذی کتب الملوک کلمات عدیدۃ منہ والیکم وشرحتموہا بما لا مزید علیہ و
حزب الشیخ العارف المؤحد محمد بن العربی وحزب الفتح للشیخ الامام العارف باللہ ابی الحسن
البکری واوراد ولدہ الامجد الافخم الشیخ محمد البکری وغیر ذلک بما یطول ذکرہ وعندنا
دعار سیف اللہ للشیخ العارف باللہ سعد الدین الحموی ملتقطۃ من ادعیۃ بعض اہل بیت
النبوۃ سلام اللہ علیہم اجمعین ودعار سیفی لسیدنا ومولانا امیر المومنین یعسوب المسلمین
علی المرتضی کرم اللہ وجہہ وکتاب آخر فی دعوات الامام الکامل المکمل الامام زین العابدین
سلام اللہ علیہ وعلی اباۂ العظام واولادہ الکرام ولکن لتعطش غالب یا سیدی الی اوراد
حضرت پیر دستگیر فانہ اصل کل مطلوب وعمدۃ کل مقصود یا سیدی قد اجازنی سیدی
الشیخ عبد الوہاب بکتب القوم وطرقہم وسلاسلہم واجازنی من اربع سلاسل القادریۃ

احزاب واوراد

والشاذلیة والمدنیة والچشتیة وهذه الاجازات حصلت بحضرت علی المتقی من الشیخ محمد
بن محمد بن محمد السخاوی کان فی المدینة المطهرة رجل من الافراد صاحب مقام التجرید
والتفرید والتوحید لکن المملوک مقتصر علی النسبة القادریة وحدها وواقف علی باب
فضلها وکرمها ولقد کان للعبد الفقیر تعصب فی الشیخ کان لایری ولایذکر احد من
المشایخ علی وجه الفقر والالتجاء عند ذکره وکان حاضرا توجه فیه فقال السید الشیخ
عبد الوهاب انتم من فقرائه ومریدیه ولکن شان طالب الحق ان یستفید من کل
مفید ویفید لکل مستفید ولایغلق باب الطلب لایسد طریق الاستفادة علی نفسه
فمن این یحصل له الفائدة یری انه من شیخه ومن ههنا کان توجهی والتجائی الی صحبة خواجه
محمد الباقی قدس سره واستفادتی منه النسبة النقشبندیة بعد وقایع ومعاملات
اشارة الی ذلک منه یاسیدی قد وقعت الاطالة والاطناب فی الکلام وقد یقع ذلک
من الاحباب لاهل المحبة والغرام والذی بعثنی علی ذلک انی لما حرمت من صورت
صحبتکم اردت ان اصاحبکم صحبة معنویة روحانیة فذکرت حکایات ومقالات
کما یکون فی الحضور وانا استغفر الله مما وقع فیه من الهفوات والزلات ومما یوهم مدح
النفس وتزکیتها نعوذ بالله من ذلک انه عفو غفور والمامول من کرمکم ان تعفوا
وتصفحوا مما وقع من غایت الشغف والانبساط والسرور والحبور وصلی الله علی سیدنا
ومولانا مفتاح الجود مخزع الباطن وباب الظهور وعلی آله واصحابه واتباعه مشارق
الهدایة ومطالع النور وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین ؛

الرسالة الثامنة والخمسون بتحصیل الغنائم والبرکات بتفسیر سورة والعادیات

الله ورسوله

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا سوگند خورد پروردگار عالم جل جلاله باسپان غازیان که نفس میزنند
درینگام دویدن وآواز سپ را ضبح نام ست صهیل که بانگ کند آواز را چنانکه عادت ست

وخمحه چنانکه برای علف کند وضبح آواز نفس او در دویدن واحادیث در فضیلت فرس
بسیار واقع شده فرموده اند الخیر معقود فی نواصی الخیل نیکی بسته شده ست در ناصیه های
اسپان یعنی در موهای پیشانی ایشان وکدام خیر بالاتر ازان که بدان اعلای دین ونگونساری
کفار حاصل گردد فَالْمُوْرِیَاتِ قَدْحًا پس بیرون آرندگان آتش از سنگ بسمهای خویش
واین در حال دویدن بیشتر میشود فَالْمُغِیْرَاتِ صُبْحًا پس غارت کنندگان در وقت
صبح واین صفت سواران ست چون بوساطت اسپان بود صفت ایشان دا
باشد وغارت اکثر در وقت صبح واقع میشود ودر حدیث آمده ست که آنحضرت صلی الله
علیه وسلم در وقت صبح نزدیک شهری وقریه که غارت کند میرفت واگر آواز آن
می شنید که علامت اسلام اهل آنست باز می ایستاد از غارت واگر نمی شنید می تاخت
ومیزد فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا پس بر انگیزند اسپان غبار را وقت صبح که لازم عدو دویدن
ست فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا پس در میان می آیند گروهی را از اعدای دین یعنی می تازند
ومی در آیند وغالب میشوند وغارت میکنند دشمنان دین را واین سوگند خوردن
باسپان در حقیقت برای اظهار قدر ومرتبه وعزت غازیان ست که اسپان ایشان را
کار قبیله حیوانات اند بجهت اعزاز واظهار دین این مرتبه باشد غازیان را چه قدر و
عزت خواهد بود اما سوگند برای مغنی میخورد اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ بدرستیکه انسان
بخاصیت بشریت وجبلت مربرورد گار خود را ناسپاس ست ودلی فرمانی کننده وبخل
ورزنده ست لکنود را بهر سه معنی گفته اند وبعض گویند که مراد بانسان عبد الله ابن
ابی منافق ست واین سورة در مذمت وی نازل شده ست وباوجود آن اشارتست
بآنکه غازیان را باید که شکر پروردگار تعالی وتقدس کنند که ایشان را باعدام ودفع
دشمنان دین توفیق داده ست وبر بذل جان ومال خود برای حق بخل نورزند وبمزج
وخلط نیت بطلب دنیا وماسوای حق عاصی شوند واین معنی مناسب تر آنست بسوگند

خودن باسپیان وصفات ایشان مذکور شد وَاِنَّهٗ عَلٰی ذٰلِکَ لَشَهِیْدٌ ۝ وبدرستیکه خدا
تعالی بر بخل وکفران وعصیان انسان گواه است واز ان آگاه است یا انسان برین
احوال خود گواه است بجهت ظهور آثار ازوی اگرچه غافلست وبآن معترف نیست وتغافل
مے ورزد وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ ۝ وبدرستیکه انسان بر دوست داشتن مال سخت است
وخیر بمعنے مال کثیر در قرآن بسیار آمده است ومال را مال بجهت آن گویند که میل بدان
جبلت آدمی زاد است ودر وے خیر هم هست اگر در راه خدا صرف کند وشدید بمعنی بخیل نیز
آمده است یعنے چندان دوست میدارد مال را که شکر نعمت نمی کند ودر راه حق صرف نمیکند
وبخل مے ورزد وکفران می نماید اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ ایا پس نمے داند انسان
چه خواهد بود حال او در وقتیکه برانگیخته شود انچه در گورهاست یعنے زنده گردانیده شوند
مرده ها وَحُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ وجمع کرده شود وحاضر گردانیده آید چیزیکه در سینه هاست
از خیر وشر وافعال واقوال وتخصیص بما فی الصدور برے آنست که پنهان است واعمال
قلوب است وعمده واصل است واعمال جوارح فرع اوست اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ یَوْمَئِذٍ
لَّخَبِیْرٌ ۝ بدرستیکه پروردگار او میان باقوال وافعال ایشان در روز رستخیز داناست
وبر جزا دادن او تواناست پس در جمیع افعال واقوال واحوال از خدا باید ترسید وتقوی
مزید وباللہ التوفیق پوشیده نماند که در حدیث آمده است که قرآن را ظهر است وبطنے
ظهر آنکه از ظاهر عبارت وی بر حکم قواعد شریعت غریب معلوم میشود وبطن آنکه بر بواطن
ارباب مواجید واحوال لایح میگردد واین صفات را که برے اَسپان غازیان مذکور شد
اهل باطن بر صفات نفوس کامله فرود مے آرند وبعادیات یعنے نفوس که می دوند
در طلب کمالات ومقام قرب الٰهی وَالْمُوْرِیٰتِ یعنے برآرنده ومشتعل سازنده وبانوکار
خود انوار معارف را وَالْمُغِیْرٰتِ وغارت کننده وغالب آینده بر هوائے نفس وعادات وی
وبدست آرنده غنائم وفضائل وکمالات را فَاَثَرْنَ بِهٖ نقعاً مے برانگیزد در شوق

تحصیل کمالات غنا جد وجهد را فوسطن به جمعا پس در می آیند عالم علوی وصفت ملکوت را
گویند سوگند باین نفوس کامله که آدمیان در تحصیل کمال وسعادت اخروی وقرب الهی کفران
ورزند وتقصیر کنند ومیدانند که تقصیر میکنم وبسبب هجوم غفلت وتعلقات جسمانی ونادانی
آنروز که پرده از روی کار برافتد وحقیقت حال منکشف گردد ومعلوم میشود که حال چیست
پس باید که مراقبه الهی را باحوال شان از دست ندهند وغافل نباشند وفارغ ننشینند والله اعلم

ترجمه مکتوب حضرت سید کائنات صلے الله علیه وسلم در تعزیه پسر معاذ بن جبل که از عظام صحابه واکابر این عصابه بود رضی الله عنه

الرسالة التاسعة والخمسون ترجمة مكتوب النبي الاهل في تعزية ولد معاذ بن جبل رضي

الله ورسوله

بسم الله الرحمن الرحيم

من محمد رسول الله الى معاذ بن جبل این نامه ایست از محمد فرستاده خدا بجانب
معاذ بن جبل سلام علیك سلامت وامن وبی گزندی باد همه بر تو از آفتها وگزندها
خصوصا از آفت بیصبری وناشکیبائی وجزع وفزع در مصیبت فانی احمد الیك الله الذی
لا اله الا هو بدرستی من سپاس وستایش میکنم خدا را که نیست خدا جز وی ومیرسانم آنرا
بسوی تو اما بعد فاعظم الله لك الاجر وبعد از حمد دعا میکنم ترا که بزرگ گرداند خدا
مر ترا مژد وثواب را برین مصیبت یعنی صبر دهد ترا چه اجر وثواب بنده را در مصیبت بر تقدیر
صبر ست واگر چه نکند مستحق عذاب وعقاب گردد چنانکه فرمود والهمك المصابر وبدهد خدا و
بیندازد در دل تو صبر ودزقنا وایاك الشكر وروزی گرداند ما را وترا شکر بر نعمتهای وی
فان انفسنا واموالنا واهلينا من مواهب الله عز وجل هنيئة پس بدرستیکه ذاتهای ما
ومالهای ما واهل واولاد ما همه از بخششهای خدا ست گوارا وعواریة المستودعة وعاریتها
اوست وامانتهای اوست که پیش ما نهاده ست یعنی اینهمه نعمتها که داده ملک مالک حقیقی

بعاریت داده ست و بامانت نهاده ست همه ملک اوست هر وقت که خواهد بگیرد و بستاند
شعر وما الاهل والمال الا ودیعة + ولابد یوما ان ترد الودایع + وَنُمَتِّعَهُمْ بِهَا اِلٰی اَجَلٍ
معلوم و دیر بهره مند و سود مند گردانیده میشویم ما بدان نعمتهای تا مدت معدود و معین
چند روز که حکم اوست یقبضها لوقت معلوم و میگیرد و مے ستاند در وقتیکه میداند
ثم افرض علینا الشکر اذا اعطے پس تر فرض گردانیده ست حق تعالی بر ما شکر
آن نعمتها وقتیکه میدهد والصبر اذا ابتلے و فرض گردانیده ست صبر وقتیکه بستاند
و مبتلا گرداند تمامهٔ احوال اوقات آدمے از چهار بیرون نیست نعمت ست یا بلا طاعت
ست یا معصیت وظیفه در نعمت شکر ست و در بلا صبر و در طاعت رویت و توفیق و
در معصیت توبه فکان ابنک من مواهب الالهیة و عوادیه المستودعة پس بود
پسر تو از بخششهای خداگوار اکه داده بود ترا او از عاریتها و امانتهای وی تعالی که
نهاده بود نزد تو و متعلق به غبطة و سرور و بهره مند و سود مند گردانید ترا بوی در خوبے
و خوشحالی که رشک مے برند مردم بر تو یقبضه منک باجر کثیر و گرفت او را از تو بثواب
بزرگ و در بعض نسخ کثیر بمعنے بسیار یعنے اگرچه باز ستانید ولیکن اجر و ثواب بسیار بر ان
داد و اجر و ثواب وی سبحانه عظیم تر از همه ست و در حدیث آمده ست که چون جگر گوشه
یکے مے ستاند و میراند بفرشتگان امر میکند که برائے او خانه در بهشت بنا میکنند و نام آنخانه
بیت الصبر مے نهند الصلوٰة والرحمة والهدیٰ ان صابرین درود و رحمت حق تعالیٰ و هدایت
مر تراست اگر صبر کردی و چشم براجر و ثواب خدا داشتی اشارتست بمضمون کریمه وَبَشِّرِ
الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ
صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝ فالصبر ولا یحبط جزعک اجرک
پس شکیبائی کن و باید که باطل و نابود نگرداند بے صبرے کردن تو ثواب ترا فتندم
پس پشیمان شوی بروز آخرت که چرا صبر نکردم و اجر ثواب از دست دادم واعلم ان

الجزع لا یرد شیئا و بدانکه بی صبری کردن دفع نمیکند چیزے از مصیبت و باز نمی آرد رفته را
بسویتو و لا یدفع حزنا و دور نمیکند غم و اندوه را بلکه زیاده میگرداند آنرا و هو نازل
فکان قد چیزیکه فرود آینده ست از بلا و حادثه پس شونده و فرود آینده ست البته شعر
و عوضت اجرا من فقید فلا تکن * فقیدک لا یاتی و اجرک زاهدی * انچه گم شد و رفت
باز نیاید بارے اجر خود را از دست مده وَاصبر فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیعُ اَجرَ الْمُحسِنِینَ

الرسالة الستون ایراد العبارات لبیان اهل الاشارات

الله و رسوله

اللهم صل علی محمد مصباح مشکات انوار قدسک و متمیر حضرات اسرار انسک و علی آله
و صحابه دوایر سطوح حدود الایمان و الایقان و مراکز دوایر احاطات مراتب الکشف
و العیان و علی اتباعه و اخزابه مراقی و مصاعد و معالی الهم مبانی قواعد اسرار العلم
الحکم مجاذیب سلسلة جواذب القادریة الآلهیة اللاهوتیة الربانیة و مفاتیح ابواب العنایة
المحبة الرحمانیة الصمدانیة و علی المنتهین الی حضراتهم و الملتهبین من برکاتهم و سائر السالکین
لهذا الطریق و الحائرین الواقفین لفقد الرفیق العکاس اشعه انوار جلالیة قیومه
احدیة و انجلای مجالی تجلیات جمالیة شهودیة محمدیه بر باطن مقتبسان مشکات نور حقیقة
و ظاهر مستنیران صراط مستقیم شریعت متابعان و متمسکان باد ایمن بشارت دادند که سیر سحاب
نشر رحمت و مکرمت بر ملاقع نفاع بلادیة قلوب متعطشان وصول زلال وصلت
متقطان نزول امطار قربت واقع خواهد شد حیون عیون انتظار مفتوح و صدور
قلوب ارتجا مشروح گشت که کے رسد و چگونه رسد ناگاه هبوب ریاح حکمت بانیه
غشیه غوثیه اقتضای تسیر آن بجانب دیگر گردد و تقلیب اصابع ارادات رحمانیه غیبیه
غیبوبیه لبوی دیگر بر دشعر کما ابرقت قوما عطاشا عامه * فلما راوها اقشعت
و تجلت * جمیع فقرای این دیار و منتسبان این سلسله علیه عالیمقدار حصوصا خنده

قدوة السالکین شیخ عبدالرزاق المشهور بشیخ بهلول وجواد طریق المحبة مولانای حاجی محمد
بدعاء سلامت احوال وصعود مدارج کمال مشغول اند والسلام عقد قلب مصمم وعزیمت
مستحکم ست در وقتی که ارادت ازلی رفته باشد بعزم سیر آن دیار برکات آثار که منتهی بدریافت
سعادت ملازمت ومشاهده انوار جمال حضرت شیخی سیدی سندی قبله گاهی مسی کلیم اللهی
نور الله العالم بنور جماله مادام یقال اللهم صل علی محمد وآله سعادت ملاقات ایشان شود
موفق ومشرف گردد وما ذلک علی الله بعزیز ؛

الرسالة الحادیة والستون لاطلاق اللسان بشکایت حال الهجران

الله ورسوله

آن شوخ که در دوم همه درمان دانست	دشوار من غمزده آسان دانست
گفتم صنما زوصل نومید شدم	گفتا که مشو هنوز نتوان دانست

نومیدی نظر باعمال واحوال خود ست که بحسب بشریت وجبلت بران نهاده وآنرا شایسته
قبول وقابل وصول درگاه نمی یابد وامید نظر باعتماد کرم کریم ذی الافضال است که بفضل وی
مسبب تمامه اسباب ومنفع جمیع ابواب ست وبحقیقة امید ونا امیدی گرد سابقه تقدیر میگردد
که بچه رفته ست ونظر تقدیر اندوه آید وشادی ابد روبنماید اگر بجانب قهر وغضب رفته
اندوهی پدید آید که هرگز روی شادی نه بیند واگر بلطف ورحمت رفته ست تا ابد الآباد
شادیست که اندوه گرد سرا پرده عزت وی راه نیابد چون عاقبت اینحال در پرده ابهام
واجمال ست شادی واندوه بهم جمع گردد ودرمیان بیم وامید راه رود ودرین ابهام
واجمال حکمت ست تا سطوت ربوبیت وادب عبودیت باقی ماند دیکی با اندوه مطلق
بگذارد ودیگری بشادی تمام بسازد وبتازد وقاعدهٔ ایمان کالایمان بین الخوف والرجا
برجا ماند وهمه حوادث روزگار گردش لیل ونهار نگاهبانان این قاعده وپاسبانان
این سرای اند که تجلیات اسمار وتفیضات صفات حق عالم را زیر وزبر ودرمیان دایره

لطف و قهر و ایرو حایر دارند یحیی و ممیت و یعز و یذل یعنی ذلفقر و یضحک و یبکی و یعطی و یمنع و
و یرفع و یحفظ بهمه مناشیر این حکم و طوامیر این فرمان اند بیش ازین روزگار اگرچه تغییر و
تبدل احوال عالم و پریشانی و سرگردانی اوضاع بنی آدم و فنا و زوال سلسله وجود و عدم
و هلاک هر موجود معلوم و مشهود بود و لیکن خواه بجهة طریان نوعی از غرور و غفلت یا بسبب حصول
قسمی از آسایش و آرام طبیعت و التیاق و انتظام کارخانه دین و ملت و وجود اسباب و
مواد عیش و عشرت دمی با آسایش می زدند و زمانی نفسی راست میکردند اما درین روزگار
آخر چنان و چندان بمحن و آلام گرفتار آمدند که تصویر آسودگی در دل و نام آسایش بر زبان
نمی نشیند و نمیرود خصوصا درین چند روز زمان نازوکرشمه محبت برنگ دیگر است و ظهور
سطوت و قهرمان قدرت غلبه دیگر دارد و معامله بقهر و عتاب و شکست و ریخت کارخانه
وجود میرود و عزت و کبریای خداوندی اقتضای ابتلا و امتحان دیگر دارد چنانچه مجال سکون
و آرام تنگ و تیره گشته و فراهم آمدن حال و جمعیت بال از قبیل محالات عادی شده و
فرقه از بیطاقتی رو بفرار نهادند و حیات چند روزه دنیا بصورت سلامت اندیشیده
در هلاک ابد ماندند و جمعی در مقام صبر و رضا پای استقامت فشرده در مرکز حق قرار گرفتند
و شهد شهادت چشیدند و بموت احباب و اصحاب بمحن و مصائب گرفتار آمدند و الله علم تا آخر
انجال چیست و تا بکجا میکشد و بچه چیز منتهی میگردد خداوندا اینها عاد و ثمود ندانید که بصر
قهر و غضب ایشانرا هلاک کلی و استیصال نمائی امت مرحومه محمدیه اند که بایشان
وعده بفضل و کرم و مهربانی و آسانی رفته اینهمه سختی و تنگ گرفتن چیست آخر حقیقت
کار و حکمت دران تو میدانی و تو ئی رحیم لطیف بلطفهای نهان و آشکارا دانت
ارحم الراحمین سخن دراز شد و از راه مقصود اند کے دور تر افتاد مقصود بیان حال ضعف
و ناتوانی و وحشت و حیرانی خود بود که باوجود ضعف پیری که در بی دوا و مرض بعلاج است
بیماریهای غریب و ضعفهای شگرف استیلا یافته و ملازم وقت و حال این شکسته بال

گشته است که از سطوت آن قوت حرکت بدن و سکون قلب و فراغ وقت و سلامت
حال روی بعدم نهاده و بنیهٔ این حقیر در اصل ضعیف افتاده و تمامهٔ عمر بمشقت و ریاضت
گذشته و الآن پیریها در یافته و بیماریها علاوه آن شده دیگر چه حال باشد الحمد لله علی
کل حال جز صبر چاره نیست و از رضا و تسلیم گریز نه و اگر چنانکه قوت بدنی روی بانحطاط
آورده و از پای افگنده است همت قلبی و غذائی روحانی که عبارت از ذکر حق و توجه درگاه
و التجا بحضرت الٰه است مدد نمی نماید و قوت نمی افزود مطلق محو و متلاشی شده از دائرهٔ
وجود بعالم عدم رفته بود بیت مرا امید وصال تو زنده میدارد + وگرنه صد رهم از هجر
تست بیم هلاک و بالجمله حال این ضعیف درین سه شق منحصر است یا ازین ضعیف بر آورده
قوتے عطا کنند و بحال آرند یا چند گاه بهمین ضعف و ناتوانی بگذارند و بقای بخشند
یا بردارند و بآن عالم برند بهر چه حکمت و قدرت وی تعالی اقتضا کند رضی است ؎
رضیت بما قسم الله لی + و فوضت امری الی خالقی + لقد حسن الله فیما مضی + کذلک
یحسن فیما بقی + رضینا بقضاء الله ؎ با بدست دوست دادیم اختیار خویش را +
صلاح ما همه آنست کان ترا است صلاح + تا الآن تسلی خاطر بدان میداد که بر فاقت
توفیق از مضیق این دیار بر آمده در قضای سیر و فی الارض پای نهاده روی
صدق و اخلاص بآنمقام شریعت که موطن ارواح و مستقر قلوب اهل فلاحت
خواهد آورد و عود خواهد نمود و بقیه عمر در آنجا گزرانید اکنون زاد همت فقدان پذیرفته
و راحله قوت شکسته پائے باشده و جز صبوری در دیار دوری و مهجوری کار نمی بیند تا آخر کار
چیست ان الله علی کل شئی قدیر کوس رحیل بگوش جان میرسد و جائے تغافل نمانده اگر
بحکم طبیعت ساعتی طاری گردد آن دیگر است والا گاه بیگاه و متوجه و مترصد امر درگاه است
و بحقیقة مثال غفلت اهل عالم در غفلت و هوشیاری بران سالست که مثلا جمعے در لشکرگاهے
افتاده از بارگاه سلطان آواز کوس رحیل می شنود و استعداد سفر میکنند دل از اقامت گاه

برمیدارند ناگاه زمانی آواز کوس فرو نشست باز غافل شدند و بخواب غفلت رفتند گمان
بردند که مگر حکم سلطان باقامت شد باز آواز کوس آمد باز سر برداشتند و متنبه گشتند
باز فرو نشست باز غافل شدند همچنین عمر در غفلت و بیهوشیاری میرود و میگذرد روزے
باشد که حکم رحیل واجب و متحتم گردد و بربستن بار سفر ضرورة افتد استعداد آن ساخته
یا ناساخته باید رفت و خواهی نخواهی دل ازین سرا چه خالی برداشت تا آنجا که میسر و مند
چه کوشش نماید آنجا همه بقا در بقا و عیش در عیش و ذوق در ذوق و سرور در سرور است
انشاء الله تعالے وهو علی کل شئ قدیر

الرسالة الثانية والستون اظهار القلق والاضطراب فی حصول المطلوب بلا ارتياب

الله ورسوله

اللهم انی ضعیف فقوني برضاک ضعفے اقدام ضعف چه ضعف بدن و چه ضعف دل
و چه ضعف ایمان و چه ضعف یقین و چه ضعف عقل و چه ضعف طالع برهم نشسته و
فراهم آمده در حکم ظلمات بعضها فوق بعض گشته انوار توفیق و همت و قرار دل و ثبات قدم را
میپوشند و باندک چیزے متاثر میگردد که نیاید صاحب عقل و اهل تجربه بعد آن متاثر
و متغیر گشت چه جاے اهل ایمان و معرفت راه باندک هولے و ترا سے و توهمے که
پیش آید از جاے رود و حال دگرگون گردد و عهد را فراموش کند و بر انحال که
بوده نماند و مقدمات یقینیه از روی حال حکم ظنیت گیرد اگرچه آن علم و اعتقاد
که دارد باقی ست این نقص عظیم ست و عیبے تمام چرا باید که چنین باشد علاج این
نمیداند که چیست دعاهاے مناسب حال خواندن و مقدمات عقلیه استحضار نمودن
و بکلیف خود را بر قرار و ثبات داشتن سودے ندارد و علاج این تقویت و تائید اشارات
غیبیه و اشارات عینیه ست ؎ تو مرا دل دہ و دلبری بین ✦ رو بہ خویش خوان

وشیری بین + واشد انواع بیصبری ولغزیدن پای ثبات وبطریق تفرقه دفتر
تصور احوال اشرار اهل روزگار ست که صاحب سطوت وسلطنت دامر ونهی وغلبه
قهر مانند بارها بانفس میگویم که در عنفوان شباب وپنج سال که بعد از قدوم از سفر حجاز درین
شهر بهمین وضع یا قریب باین گذشت وهرگز آزاری از کس ندیده وابتلا نیفتاده دیگر
خوف چیست گمان بخداوند نیک دار ومترس ببیت محال ست چون دوست دارد ترا
که در دست دشمن گذارد ترا + باین طریق شرط وتعلیق گفته ست که چون دوست
دارد ترا وتحقیق دوستی ویقین بدان مبهم ونامعلوم والله اعلم واین را نیز از وساوس
شیطان وتصرف وتصویر وهم میدانند که معدوم را در حکم موجود آرد وموهوم را بصورت
معقول انگارد والیس الله بکاف عبده ویخوفونک بالذین من دونه ومن یضلل الله فما له
من هاد - وعلاج این درد ودفع این ضعف نیز همانست که گفته شد بیت همتم بدرقه
راه کن از طایر قدس + که دراز ست ره مقصد ومن نو سفرم + چون تنگدلی ویجوصلگی
ووحشت ونفرت برتبه نهایت رسیده بارها خیال سفر در سر افتد تا از تنگنای محنت
برآمده گشاد سینه بدست آرد وبقیه عمر دران مقامات که مقر امن وسلامت وموطن
ایمان وامانت اند وجعلنا آمنا یتخطف الناس من حولهم والذین تبوؤ الدار والایمان
در شان آن اماکن وساکنان آن وارد شده ست بگذارند تا بضاعت فطرت و
نقد حال خود را از تخوف اغیار وتخطف ابنای روزگار برهاند وتعویل وتطبیق امر
انزوا والتزام خلوت باین عزیمت سفر وارتکاب خطر بآن می نماید که امر بنا بر
آمدن وبجنبند بقصد ترک صحبت اغیار وقطع الفت یار ودیار ست وگسستن قید
تدبیر واختیار این سفر منافی اینکار ست بلکه عین مطلب ومقصد ست بیت
سوی صحرا نه از پی سیر وتماشا میروم + شهر بر من بی تو تنگ آمد بصحرا میروم +
وایشان نیز بدان راضی خواهند شد امید وارست که اگر بناگاه صورت ایخیال

وو قوع این خیال موافق تدبیر افتد بر صفا و خوشنودی آن درگاه مقرون باشد
و موجب ارتکاب خلاف امر نگردد بر ناصیه حال داغ گریز پای و بیصبری ننهند درینجا
نیز اگر دست گرفته نگاهدارند و گویند همین جا باش و هیچ جا مرو و مقصود حاصل
میباشد و نمی جنبد مرجع و مآل همه این حکایات همان یک سخن آمد که اشارتی ازانجا
میخواهد ۵ اگر دست گیری بجائے رسم + وگر بفگنی بر نگیرد کسم + حال اینست که
گفتم و گرانیان دانند باعث اینهمه پریشانی و سرگردانی و قلق و اضطراب دو چیز
مے باید اول آنکه جوهر استعداد از محبت ذاتی بی نصیب و تهی افتاده است و بحقیقة
طالب کمال گرمختار نفس است که برای خود حاصل کند این را ره یابی کاملان گفته اند
جناب عزت حق که مطلوب بالذات و محبوب مطلق است سزاوارتر است بدان
و خاصیت نفس چنین افتاده که عملے که کند نظر بر جزاے آن دارد و در هر کار غرض
و غایت آن اندیشد و بسیار گرا طبع قطع پیشه و مستعجل و بیصبر واقع شده و درینجا
نکته ایست که شاید حکمت در عدم حصول مقصود و خواهش که دارد همین باشد که
چون ثمرات و نتایج بر اعمال و افعال ظهور نرسد و نظر از وساطه اعمال علیه آن
ساقط گردد و اعتماد بران نماند متعلق محبت ذات گردد و جزا و ثواب عمل از نظر ساقط
شود این احتمالی ست که برای خاطر نفس بر می انگیزد و خود را بدان تسلی میدهد بالصاف
آنست که عدم حصول اسرار و انوار و نتایج و ثمرات بجهة عدم اخلاص و فقد شرائط
عمل سبب عدم قابلیت و استعداد عاملست چه قرب الهی و شرف اختصاص درگاه
اورا عمل دیگر و کار دیگر و اهل آنرا قابلیتے دیگر و قبولے دیگر ست مصرع هر تیره درد ن
قابل انوار نباشد + ومن لم یکن الوصال اهلا فکل احسانه ذنوبا باین سخن تمام مطابق
حال این مسکین ست یا رنگی دیگر ست که حال او اینست که اگر کناره کند بشفاعت
قابلیتے و قبولے که دارد معذورش دارد ۵ وفی وجهه شافع مجواسارته + عن

القلوب وما فی بالمعاذیر ۔ ازینجا گفته ست که ردی می آید که بهیچ طاقت باز نگردد
وقبول می آید که از هیچ معصیت نه اندیشد اللهم انی نعوذ بک من الرد بعد القبول ومن
القطع بعد الوصول ومن الخشیته بعد الرجاء ومن المنع بعد العطاء واعوذ بک من الجور بعد
الکور ثانی از اسباب وحشت وتنگدلی فقدان رفیق ست در شدت طریق چندان غم
نیست که از فقدان رفیق گفته اند مارجع من رجع الا بفقد الرفیق ونعوذ باللہ من الرجوع
والادبار بهر یک کس نیابم که درین طریق رفیق حال من باشد هر کس از صغار وکبار وطلاب
ومشایخ با یکدیگر مخالط ومصاحب ودر پی مطالب ومقاصد ساعی وداعی بجز من مسکین
که در زاویه تنهائی افتاده ودل بر نامرادی وناکامی نهاده ام هر کس گرفت دامن
بلند خویش مایم وگوشه ودل دردمند خویش دریغا دو خاطر راه یابد یکی حسرت
وناامیدی که چون همه باتفاق دریکجانب میروند ویکجا جمع اند لاجرم تفضیلے وبرکتے
مخصوص خواهند بود که این وحیدرا ازان محروم ومهجور خواهد بود دوم امیدواری
آنکه همین از همه کناره گرفته وجدا افتاده ست انشاء اللہ تعالی منعمتے مخصوص وممتاز گردد که
دیگران ندارند انه علی کل شئی قدیر سبحان اللہ در ابتدا رحال که از شدت راه آگاه نبود ونظر
بر قسمت وتقدیر یمنی گماشت وامیدها تازه وجوان وعلمهای بی اندازه وبیکران بود دریغا
ونادانی خویش آن جهل ونادانی دعا میکرد رب هب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی
انک انت الوهاب وبهمه مراتب وکمالات را جز مرتبه احدیت واحدیت وقادریت ممکن
الحصول می پنداشت که از پای در افتاد وبجال بد ورمانده وقدر خود را نشناخته وشدت
راه واستغنا درگاه دیده دریافته ست ودانسته ست که هر یکے را حدے معین ونصیبه
متعین ست که هوس وآرزوی زیادت ازان سود ندارد وخود را بصد آید ودر میان
طالبان راه بار یافتگان درگاه میدارد شاید که در ضمن ایشان داخل گشته بطریق
طفیلیان بخیری از جنس خیر فایز گردد ومیگوید اللهم ما وعدت من خیر لاحد من

عبادك اذا عطيته احدا من خلقك فانا ارغب اليك و اسالك يارب العالمين
امید کہ مطلق محروم نماند و نا امید باز نگردد سخن دراز شد و انچہ ناگفتہ ماند دراز تر است مجمل
کہ نعمتہاے حق کہ حاصل است بی نہایت است و انچہ حاصل نیست بی نہایت تر سر ہمہ
نعمتہا و مطلبہا آنکہ قدم از راہ استقامت نہ لرزد و سر گرمی طلب فرو نہ نشیند باقی ہر چہ
نصیب است خواہد شد و لا نصیب و لا نصیب و اللہ قریب مجیب و صلے اللہ علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ
و اصحابہ اجمعین ہداۃ طریق الحق و محی علوم الدین

الرسالۃ الثالثۃ و السبعون توصیۃ الاخوان بالصبر علے جفای اہل الزمان

اللہ و رسولہ

الحمد للہ و الصلوۃ و السلام علی رسول اللہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ ہداۃ طریق الحق
و محی علوم دین اللہ اما بعد مکتوب مرغوب محبت اسلوب آن محبوب القلوب و مرغوب
الصدور رسید و موجب تسلی خاطر و انشراح صدر و نورانیت قلب و طیب وقت گردید
و آثار وجود محبت و یگانگی و رفع وحشت و بیگانگی از مضمون آن ظاہر و باہر گشت
مکتوبی کہ بدست شیخ محمد آب شیخ مصطفے ارسال داشتہ شدہ بود مصلحت دران تنبیہ
و الیقاظ وقت و حال بود اگرچہ آن برادر در احوال و آداب خود ہمیشہ آگاہ و بیدار است
زیرا کہ طریقہ وصیت و نصیحت و تنبیہ و اخلاص و خیر خواہی از لوازم و شرائط محبت و
مودت و دوستی و اتحاد میان این فقیر و آن محب بی نشان است کہ در آنجا گنجایش
نفرت و کدورت باشد بر شمار و شمار است کہ آمدن شما در دہلی اول و آخر برای صحبت
این فقیر بود ہیچ کاری و غرضی درمیان نہ بود مگر تو او تحابب فی اللہ و بودن در حصار
برضا و دستوری این فقیر است اما بشرط سلامت حال و وضع فقیر و نا مرادی
و بیچارگی چنانکہ از اول درین شہر بودہ اند و از دست اہل شہر آزار یافتہ اند حکم الہی
است و اصبر علے ما یقولون و اہجرہم ہجرا جمیلا۔ نگفتہ مردم چیزے نمی شود اگر کسے

نیک است و بر راه راست و مردم او را بد گویند و بد دانند و بگمراهی منسبت کنند زیان
ندارد و اگر بدست و گمراه و مردم نیک دانند و نیک گویند هیچ سودی نه در کار خویش و حال
خویش راست و درست باید بود و در خیال مردم نیفتاد هر چه گویند و هر طور که دانند حضرت
شاه ابو المعالی این بیت را بسیار میخواندند ؎ کار جامی عشق خوبانست و هر سو عاشقی
میکنند انکار او و همچنان در کار خویش ؎ اصل کار درویشی جفا و جفای خلق کشیدن
است و هر که درین راه قدم نهاد آزار و ایذای خلق خالی نخواهد بود ع استغفر الله زین
سخن عشق تو آمودگی ؎ اما محققان بنظر تحقیق دیده و دانسته اند که اصل آزار و ایذا از نفس
خودست اگر این نفس و هوای نفس نباشد هیچ تشویشی درمیان نباشد رب لا تکلنی الی
نفسی طرفة عین ولا اقل من ذلک خداوندا ما را بما مگذار و ما را از شر ما نگاهدار این بیت از
شاه ابو المعالی است ؎ از کار جهان گر بصفا دست بشوی ؎ بر من اگرت هیچکسی ننگ
رساند ؎ آری گاهی ظلم نیز بوجود می آید سبیل در آن صبر و رضا بقضاست چنانکه مذکور شد
واصبر علی ما یقولون اما باید که بی تاملی و ناشکیبائی نکند و دل و زبان از بد خواهی
و بدگوئی محفوظ دارد و دعای بد نکند تا خود ظالم نشود چه جمیل که در آیه کریمه مذکورست انه
دارد و لغم عرض حال خود و شکایت اغیار پیش کریم جبار میتوان کرد و اعتذار از گناهان
خود و تقصیرات خود باید نمود و اینمعامله دیگرست تفصیل آن معوض بزبان وقت و حال
مناجات است اما قصد آزار از بد دعا و غیبت اهل روزگار از طریقه فقر و غنا دورست این
اهل دعوت عیبی و نقصانی که دارند همین است که هر که ایشان را آزار کند و مخالفت ورزد در
مقام استهلاک و استیصال وی شوند معاذ الله من ذلک در وقتیکه حضرت قطب الوقت
شیخ عبد الوهاب متقی قدس الله روحه این فقیر را بنعمت اجازت اذکار و دعوات
و احضار مشایخ مشرف ساختند فقیر پرسید که دعوت هم طریق قرب و وصول حق میباشد
فرمودند چرا نباشد لمتک باسمای الهی عظیم است اما این دعوتیان بد خلق میباشند

درویشی غربت و نیستی و خاکساری و بزرگواری و ذوق و شوق ست نه جنگ و جدل و
مستی و خودپرستی الغرض در بلا و جفا و خفا که بدرویش برسد چاره صبر ست و اگر نظر
بالطاف خفیه و حسن تدبیر و اختیار حضرت کریم جبار کند شکر باید کرد و محققان میگویند که در طبیعه
در بلا نیز شکر بجهة وجود لطف خفی و نعمت باطنی ولیکن چون حوصله بشریت ضعیف ست
بر صبر صلح کردند اگر شکر نگویند باری صبر از دست ندهند و لهذا چون از حضرت غوث الثقلین
رضی الله عنه پرسیدند که غنی شاکر فاضلتر ست یا فقیر صابر فرمودند که فقیر شاکر از هر دو
فاضلتر ست انجکایت دور و دراز میرود آن برادر دانا و عارف ست اطوار ایمعاملة بهتر
میداند چه حاجت بیان است بدانکه اینجا دو طریق ست - بازار رسانی مردم صبر شرط است
و جنبیدن و وطن گذاشتن و هجرت نمودن نیامده ست چنانکه واصبر علی ما یقولون
اشارت بدان میکند اما چون کار بازار جانی رسد طریقه دردی هجرت ست و هجرت
سنت انبیاست صلوات الله علیهم اجمعین اگر توجه و التجا و تفویض بجانب صحیح و الله
شده هیچ جای اندوه نیست و غم نباید خورد و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین و ان جندنا لهم
الغالبون و من یتوکل علی الله فهو حسبه دل قوی باید داشت و اندیشه بخود راه ندادن
ع غبار غم بر رود حال به شود حافظ + تو آبدیده ازین رهگذر دریغ مدار + این فقیر را مخلص
و محب خود انگارند و از احوال خود غافل نشمارند و مرجع و ماوای ما فقیران همه جناب سید
کائنات و خلاصه موجودات ست علیه افضل الصلوات و اکمل التحیات بوسیله حضرت پیر
دستگیر غریب نواز شکسته پرور غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی الله عنه
و ارضاه عنا درین خود شما از مردانید زیاده چه گوید و محبت و اخلاص و توجه فقیر بجانب
خود بیشتر از بیشتر تصور نمایند و اظهار انوار و اسرار و آثار دوستی و خیر خواهی بتقصیر از خود
راضی نباشند اما اینجا سخنے دیگر ست که بجهة فقیر با کس جنگ و جدل نکنند و معارض نشوند
ما فقیریم و با کسے دعوی نداریم و دردمند باید بود نه خودبین در خود بیها در بعض رسایل

منظوم گفته شده بود نظم عجب اطوار خود پسند است * طور ما طور دردمند است * هیچ چیزے
چو دردمندی نیست * که در دو جوے خود پسندے نیست * والسلام علیکم

الرسالة الرابعة والستون طلب الغور فی قصبه لاهور *

الله ورسوله

از ما پرس در دل ما که یکزمان * خود را بجمیله پیش تو خاموش کرده ایم * فرزند سعادتمند
بجان پیوند نور دیده دانش و بینش نور الحق از جمیع آفات ظاهر و باطن محفوظ باد و بر فلان
که بحضرت حق رساند و از صحبت اغیار دور دارد توفیق باد - ای فرزند بعد از آمدن
این سفر چند بار مکتوب بآنجانب نوشت اما مختصر نوشت سبب آنکه انتظار آمدن آن
فرزند نزدیک بود و پرده از روی حقیقت حال برداشتن نیز مناسب نه نمود گفتم خود بیاید
و حقیقت حال از ناصیه وقت تفرس بباید نمود اما درین بار مکتوب از جانب آن بلند آمد
معلوم شد که بعارضه وقت فهم مقصود چنانکه هست نکرده ست تا آن عزیز که بشما تقریر
حال کرد بچه زبان تقریر کرده باشد و ازان تقریر بفهم شما چه رسیده آن عزیز خود بیاید
حال دوستانست چیزیکه نه باعث آسایش حال ایشان باشد چون گفته باشد و قطع نظر
ازان جزرست چون گویدگمان فقیر آنست که صفراوی در ذائقه وقت شما بوده ست
که الصفراوی یجد الحلو مرا تجربه ست که فهم مقاصد تفاوت اوقات و افهام مختلف میگردد و یکبار
بیکبار ازانجا نوشته شده بود درین سفر نقد وقت آخر چه شود گفت ازین عبارت
وحشتی و بیدلے مفهوم میگردد و حقیقت حال نه آن خیال بود و بالجمله درون مرا خواندن
مکتوب شما بجوش آورد و زبان وقت را در خروش و بران برداشت که بفرمود و اما
بنعمة ربک فحدث چیزے ازان نعمتها که درین سفر نصیب این فقیر شده ست بگوید
و چه گوید همین قدر بس ست که بر فاقت توفیق الهی چیزیست که طالبان هلاک آنند که یکوقت
و یکساعت دهد که دران کاری برای خدا کنند قطع چندین مسافت برای خدا کرده

باشند و براه طلب رفته که دران شائبه از اغراض دنیوی و تصور و توهم آن نبوده
آن سفر عظیم سابق کل که این سفر جزوے از انست و همه انوار و آثار اوست چیزی
دیگر بود اما اگر بدیده خبرت تائق نماید یک خلوص و تجردی دریخجا بود که بدان ممتاز است
غالبًا و هم بعض کوتاه بینان بکوتاهی مدت سفر و سرعت رجوع افتاده باشد اگر همین راه
آمد و شدن را بگوید یا قطع نظر ازان بودن انجا و در یافتن عزیزان که چه بود بدتر می
نگنجد هر کدام ازین رفتن و آمدن سلوکے بود تمام اگر آنرا تشبیه و تمثیل بسیر الی الله
... و من الله کند و بودن آن جا بالسیر فی الله حاکی دارد اما ترسم که سخن بمبالغه گفته شود
و از حیطه احتیاط که روش این فقیر است بیرون نیفتم سخن راست راست گفتن بهتر و من
خود بیاد خود درین باب هرگز جز براستی سخن نگفته ام می ترسم این سخن که میگویم تراوشے
حساب الهی راست نیفتد اما بظاهر در مفاهیم ضمیر من راست است انشاء الله تعالی
الیعزیزند کوتاهے مدت و درازی آنرا اعتبار نیست یکے را در ساعتے و در روزی
و ماهی چیزے بدهند که دیگرے را در مدت عمر ندهند حکایت عین القضاة همدانی با شیخ احمد
غزالی شنیده باشد که بیست روزے بصحبت وی بشتافت و همدرین بست روز
سرشته کار دریافت الیعزیزند یقین دان که پدر ترا درین سفر نصیبه بوده است
قصر کوتاهے و درازے مدت مدار این فقیر را بارها خلجان میگردد که بعض اعزه و محبان
که بآن مقامات شریف رسیده اند زاده الله تشریفًا و تعظیمًا و مدت اقامت ایشان
در حرم مکه و زمان اقامت مدینه طیبه کمتر بود چه طور ذوق یافته باشند اکنون معلوم شد
که حقیقت حال چیست میدانند که آرزوی این فقیر و دعا و خواهش همه اینست که بآن
مقامات برود و بای در دامن اقامت آن مقامات کشیده عمر بگذارند اما درین ایام
ذوق بر آن میدارد و در انگیخته حال بران وجد نشسته اگر ممکن باشد آنجا برود و بوسه
بر حجر الاسود که محل تقبیل آنحضرت صلے الله علیه وسلم بزند در موقف عرفات در آنجا

که موقف شریف ست بایستد و زیارت آنحضرت بکند و برگردد و اگر طالب لذت و کامرانی
بهین تر نهد احرامی بندد و طوافی بکند و دوگانه در مقام ابراهیم بگذارد و آب زمزم
بخورد و ساعتی در حرم بنشیند و در معلی برود و بزیارت قبر حضرت شیخ مشرف گردد و شیخ
محمد عارف را ملاقات کند و بعرفات برود و شب در مزدلفه بگذارد و روز دیگر تا توقف
کند و بطواف کعبه بیاید و بمدینه برود و دوگانه در مسجد شریف بگذارد و در حضرت بایستد
و بزیارت بقیع برود و بجبل احد سری بکشد و برگردد ای کاش آن مواسم گذاشته
باز آیدکه در هیچ دشتی شما برنده و باز آیند این جوشش که درین ایام سینه پدر ترست اگر
آن موسم می بود میدیدید که چه میکرد آدمی و دوستی و حالیکه در راه رفتن و از ابتدای وقت
سحر تا نیمروز یا وقت پیشین در صحرا گزراندن و با نوا تسبیحات جماد و نبات متنور شدن
دیده ست اگر تعلقی که بمشاغل دارد نمی بود و همین را مشغولی وقت و سرمایه روزگار
خود میساخت و طریق سلوک خود میگرفت بس بود اما چه کند که تعلقات و مشاغل ازان
مانعست اکنون خود محکوم و مامور ست که بنجبند در من باشد تا مدت این احتما و قید این
علاج چند ست الغرز تند تو توفیق را باش و آثار آنرا تماشا کن و از خدا توفیق طلب دار
که کارهای شگرف دارد و اثرهای غریب آرد همان خطره در دل افتد که باید و همان کار
از دست آید که میشاید اللهم اجعل التوفیق رفیقنا و الشوق قایدنا و الانعام رایدنا
الغرز تند ستگار ترو پیروز ترین مردم در ملاقات مشایخ و صحبت ایشان کسی ست که بر حکم
عقل خود و تمیز آن نایستد منکر خود محروم مطلق و بیرون از دایره اعتبار و خارج مبحث
ست و آنکه بر حکم عقل و دانش خود اعتقاد کند بی مزه و خطاکارها برگردد و بحقیقت وی صحبت
بانفس خود دارد نه با ایشان و آنرا در ملاقات ایشان دیده محبت و عقیدت کشاده گردد
هرچه نماید همه جمال نماید بیت هرچه بیند همه خوبی بیند + هرچه یابد همه احسان یابد +
ناچار چون حسن و احسان آید محبت بیفزاید و چون محبت بیفزاید یگانگی آید چون یگانگی آید

برخیزد ای فرزند آنچه جمال و کمال و قلندری و راستگی و بی تعلقی و قبول و آبادانی باطن و کشادگی ظاهر و صحت وقت و خوشحالی ایشان دیده ام جز بزبان ذوق و حال تعبیر و دریافت آن ممکن نیست و آنچه ایشان را باین فقیر عشق و محبت و نصیحت و دوستی و نیک اندیشی و خیر طلبی دیده ام اگر عشر عشیر آن ظهور یابد و حاصل گردد بسیار بسیار است بعضے از مخلصان میگویند که مراد عمر خود بهیچ فردی این عشق نبوده ست که بایشان و مراد درینجا هیچ غرضے و غایتی نیست جز محض خیر خواهی و من هرچه بایشان میگویم و از ایشان میخواهم و ایشان را بدان تکلیف میکنم واسطه پیش نیستم و از خود نمیگویم خبر ایشان میرسانم ایشان دانند اگر کنند و اگر نکنند روزی چون از فقیر در قبول امر رخصت وداع باین مشتاقی تو قفی واقع شد بمیامن حسن در غضب آمدند و گفتند او را اینجا که آورد تو گفتے که بیائید آمدن ترا مرضے بود او را حکم آنست که از جای نجنبد و قتیکه ما را شوق دیدن او غالب آید ما بدیدن او میرفتیم روز نخستین که ملاقات شد فرمودند آمدن شما در کار نبود ما پیش شما می آمدیم چون واقع شد خوب شد بعد ازان فقیر را از مجلس دست گرفته بیرون بردند و در گوشه نشستند و آن سر یکه برای تحقیق آن رفته شده بود در میان آوردند و فرمودند که اینچنین میخواهند از شما که از جای خود نجنبید و هیچ جا نروید و هیچکس توجه نیارید الا جناب حضرت غوث اعظم و ما این را از زبان بعضے مقربان جناب ایشان میگوئیم زیاده برین افشای این سر نمیتوانم کرد و میگویند که اگر اظهار کردی و افشا نمودی ترا سوای مرد و زن سازیم و گفتند گرفتاری ما باین شهر لاهور که وطن گزاشته اینجا میباشیم سبب آن اینست که اینجا کسے ست که گرفتار اویم ایفرزند اینجا کسے چه گوید و اسرار این طائفه را چه دریابد و بگمان خود چگونه حکم کند همه اهل شهر برین اند حتے بعضے نزدیکان ایشان و آنچه بقیاس ما هم مے درآید همین ست که سبب بودن ایشان درین شهر گرفتاری این عیال ست که تو گرفته اند و سر باطن این ست که باین فقیر در میان

اور دند خداوند که این سر به شیخ حسن که خاص خواص و عمده اهل اختصاص ایشان است
ظاهر کرده اند یا نه و همدرین مجلس گریه بسیاری کردند و بعضے اسرار دیگر اظهار کردند
ای فرزند گریه این حال دارد اگر خنده این مرد را بینے شیرین تر از گریه است و من خود
ذوق خنده ایشان بیشتر دارم شاید که آن قهقهه که در شرع مذموم هست نباشد اما یک خنده
مجذوبانه هست که شاید بر ذوق حال ایشانست و میان حسن میگفتند که ایشان میفرمایند
که هیچ کاری و هیچ حرکت و سکنت بمن کنم الا باشارت شیخ خود که شیخ داؤد اندقدس سره
العزیز روزے فرمودند که شب پیجهت شما بسبب این توقفے که شما در رفتن دهلی کردید تیره
بودیم حضرت شیخ را دیدیم که در کار شما بسیار اشاشت میفرمایند و خوشحال اند و اکنون
بدهلی بروید که دهلی در فراق شما بزبان حال مینالد بروید بروید و این بیت بر خواندند
بیت میروی و در رکابت می رود جان همام + فی امان الله رو فالله خیر حافظا + بروید
و هیچ اندیشه بخود راه ندهید مولانا حسن در بیخاد خل کردند که میرود جان حسام فرمودند این
بیت از همام تبریزیست شیخ حسام الدین بروقت وداع را جی حامد شه بجای همام حسام
خوانده اند اما در اصل بیت جان همام است گفته شد که این صفات بشری کسی را در عذاب
دارد علاج اینها میباید کرد فرمودند بیت نقش خاک تست هر گه نور بالا برتو تافت + سایه
زیر پا بود هر گه که بر تارک خورست + و فرمودند بیت چشم بند و گوش بند و لب به بند +
گر نه بینی سرها بر ما مخند + و فرمودند شما بجناب حضرت غوث اعظم متوجه باشید همه خیر خواهد شد
و فرمودند نظم هر که او عاشق نشد بر ذات پیر + از خدا هرگز نشد دولت پذیر + چون
تو ذات پیر خود کردی قبول + هم خدایت اندر آمد هم رسول + و این بیت هم خواندند از
بیت بخ عشق بدل ورنه ولب ایکشا + سر این شیشه فرو بند که بادی نخورد + فرموده اند
بگفتگوی خلق و ملامت ایشان گوش نه نهید و در کار خود بجد باشید و این بیت خواندند
بیت کار جامی عشق خوبانست و خلقے هر طرف + میکنند انکار او او هیچان در کار خویش +

و این بیت هم خواندند که از ایشان ست بیت دوش ناصح منع مازان شوخ شورانگیز
کرد + گرچه بادی بود لیکن آتش ما تیز کرد + عرض کرده شد که قصد چنان بود که چندگاه
در گوشهٔ غربت و تنهائی گذرانده میشد در وطن مشوشات وقت بسیار ست فرمودند خاطر
جمع دارند هیچ تشویشی نخواهد رسید بیت از کار جهان گر بصفا دست بشوئی + بر من
اگرت هیچکسی رنج رساند + و این بیت نیز از ایشان ست عرض کرده شد که نیز قصد
بران بود که بزیارت حضرت شیخ موسی قدس سره رفته شود و از انجا اگر میسر آید بزیارت
پیران دیگر که در اُوچ خفته اند فرمودند همه با شما اند و از شما جدا نیستند گفته شد که قصد شیر گڑھ
نیز بود که بزیارت حضرت شیخ[1] مشرف شده اید و مخدوم زاده شیخ محمد عارف نیز توجه آن حدود
دارند فرمودند انشاء الله تعالے بار دیگر باهم برویم و شما را پیش ایشان بریم عرض کرده شد
که بعضے پیرزاده ها و مخدوم زاده ها از اولاد حضرت غوث الثقلین رضی الله عنه اینجا میباشند
بملازمت ایشان باید رفت فرمود حاجت نیست بدهلی بروند و دیر نه کنند و این سیر
بعضے مواضع لاهور و دیدن بعضے درویشان آنجا هم که میسر شد پیش از دیدن ایشان
بود که بحج رفته بودند و بعد از رسیدن فقیر بهفته آمدند همدران منزل که فقیر نزول کرده بود
رسیدند و فرمودند که این کلمه در شان شما از حضرت غوث الثقلین نازل است حقت
حقانیت حقی حقت فردانیت حقی و فرمودند ما قصد داشتیم که چندگاه در بیرونها بگذاریم
جاذبهٔ غیر معین پیدا شد شاید از جانب شما بود شما برای چه آمدید ما بدیدن شما می آمدیم
فرمودند ما از تصنیفات شما فائده دین و دنیا حاصل کرده ایم حق تعالی شما را بآن منتفع
گرداند فرمودند اگرچه سخنان مردم بسیار خوانده ایم و خوانده میشود اما سخن شما را در فقر
گوارائی ست که سخنان مردم دیگر را نیست و در مجلس وداع ازان فرزند سخن افتاد
و گفته شد که مشرقی قصد ملازمت بسیار دارد و فرمودند تصدیع نکشد ما بدیدن او
می آئیم و این بیت خواندند بیت جذبهٔ عشق بجد لیست میان من و یار + که اگر من

[1] از اولاد حضرت شیخ موسی قدس سره

نزدم او بطلب میآید + گویا از زبان شما خواندند و این ابیات خواندن ایشان یکعالم
دیگر است که هرگز از هیچکس با اینحالت و با این ذوق دیده نشده است که میخوانده باشد الفرز ند
مردی باین صفت و با اینحال بمحض محبت و اخلاص بی غرض و بی عوض اینهمه میخواهد کدام
سنگدل که نرم نگردد ذوق صحبت ایشان و رنگ حال ایشان که در ظاهر و باطن فقیر
نشسته است بتقریر و تحریر گنجایش بیان ندارد و باری بزبان قلم خود بتقیین میدانم که
میسر نیست شاید که بزبان قال چون بدل نزدیکتر است چیزے ازان ترشح کند و بقیاس
چیزے از ذوق باطن نیز بر سامع لایح گردد آن موقوف وقت لقاات باشد و چیزهای
دیگر بسیار است که موقوف وقت است اینحکایت بی اختیار بزبان آمد و باعث آن همان
جوش است که بخواندن مکتوب آن فرزند در باطن پیدا آمد همان ساعت آن کلمات نوشته
و چون در ارسال آن تاخیر رفت زیاده بران وقت مساعدت نکرد روز دیگر از برآمدن
فقیر از سید محمد باقر که فرزند مقبول ایشانست و عنایتی خاص بوے دارند پرسیدند ایشان
رفتند گفت بلے رفتند فرمودند میان حسن را بگوئید که او نیز برود و میان محمد باقر میان حسن
گفت که شما را نیز رخصت شد میان حسن گفت که بحضور هم بروم گفت حاجت نیست حکم شد
بروید و اوضاع ایشانرا در صحبت و در وداع و در نشست و خاست و حرف و حکایت طرزے
خاصست که با اوضاع اهل سواد و رسم متعارف نمی ماند اینحکایت و داع میان حسن را همه
که خالی از غرائب نیست شاید که خود گفته باشند و چون در حضور وعده رفته بود که بعضے
اشعار خود را الفقیر عنایت بکنند و اشعار و کلمات ایشان در جا مرتب و جمع نیست گفتند از هر جا
هرچه پیدا شود بنویسید و پیش ایشان ببرند گفتند گستاخیست که ما اشعار پیش ایشان
میخوانیم و میفرستیم خداوندا این سخن چه معنی داشته باشد باری چندیست از آنجا میان حسن
آوردند منهابیت معانی این سخن من شنو که خوش سخنی است + برنگ بوے نسبتین در پیوند
اوست ببین + و بعض ابیات است که غالبا مقصود ازان نصیحت فقیر خواهد بود جائیکه

بیت دوشم کرمش داد نویدی که معالی * غافل نیم از حال تو عمناک نباشی * ای معالی
مکن اندیشه اگر چندین راه * بروم اژدر و در کام نهنگ افتاده ست * مردمردبتماشا
که انچه میطلبی * همین زمان بدر مانثار خواهد شد * چشم باطن طلب نور یقین میخواهد
دیده ظاهر اگرت نیست چه نقصان دارد * نیست در هر دو جهان به ز محبت هنری *
این هنر در تو اگر هست رصد عیب چه عیب * ژنده فقر معالی چه محل عالی ست * که شود شاه
رسل بخیه کش دلق صهیب * بفقر و نیستی یکدم روز فارغ باش * که یار خود ز کرم عذر خواه
ما گردد * جرعه جام سقی ربهم ار گوش کنی * هر چه جز دوست بود جمله فراموش کنی * چو شعله
دم عشق از میان جان برخاست * همه سالیطه و سباب از میان برخاست *
هزاران رحمت و صد آفرین بر غربتے بادا * که صرف راه خوبان کرد پیری و جوانی را *
از معالی تو ورد سحر و شام میپرس * دلبرش در بغل و شب همه شب در خواب ست * ایغرزند
حکایت گفتن و احوال نوشتن سهل ست هر چه هست هست و انچنانکه نیست نیست اصل آنست
که بران چه حکم شده ست بایستد و فرمان برداری کند و بر آن استقامت نماید و بدان
توفیق یابد ازان جانب خود تاکید و تائید و تسلے و تثبیت نهایت رفته ست و ای این
نفس بے ثبات که هنوز در تردد و تزلزل باشد فرمودند شما هیچ غم مخورید و هیچ اندیشه بخود
راه ندهید و از هیچکس و از هیچ چیز نترسید توجه خود بجانب حضرت عزت اعظم درست دارید
و از همه کس قطع کنید هیچ چیز از شما نمی خواهند غیر از توجه بآنجانب همه چیز خواهد شد و هم روز وداع
فرمودند که شرح مشکوة را تمام کنید انشاء الله کتابی شود که اهل عالم همه ازان مستفید
شوند گفتم دعا کنید تا تمام شود فرمودند آن خود تمام شده ست و فرمودند در ترجمه گاهی
بتقریب بعضے از کلمات قوم نیز در آورده باشید چنانچه ملا حسین در تفسیر خود میکند و فرمودند
یگان بیتی مناسب مقام هم مینوشته باشند گفتم فقیر را بیتهاے مردم یاد نیست تا بنویسد
گفتند شما را حاجت بیتهاے مردم نیست انچه شما را باید از شما زاید شما را در هیچ چیز به هیچکس

احتیاج نخواهد بود همه چیز حاصل ست انشاء الله تعالے ؛

الرسالة الخامسة والستون سلوک الطریقة علے نهج المجاز قنطرة الحقیقة ؛

الله ورسوله

بعضے از فضلاے وقت رباعی بزبان مجاز انشا نموده واز یاران شرح آن التماس کردند هرکس چیزے نوشته وفقیر نیز چیزے خیال کرده رباعی اینست رباعی

گفتم که دو بوسه ده زلب گفتا نے ؛ گفتم که بروزنے بشب گفتا نے ؛ گفتم که بجز نے تو نمیدانی هیچ ؛ رد کرد وبسویم زطرب گفتا نے ؛ گفتم که دو بوسه ده زلب گفتا نے ؛ این سوال سالک طریق محبت وطالب مقام قرب وصلت ست که میخواهد شفاهاً وعیاناً مشاهده حقیقت کند ومشاهده را بامکالمه جمع کند که بوسه برلب که محل مصدر ست مشعر بآنست اینمقام صحو تمکین ست واین قوم را اختلافست که مشاهده بامکالمه جمع میگردد یا نه حق ثبوت نسبت درعوارف میگوید که دل را چشم ست وگوش بچشم نمی بیند وبگوش می شنود وهمکنا نرا ندیدن مانع شنیدن ست ونشنیدن مانع دیدن قطب الوقت شیخ ابوالحسن شاذلی قدس سره در حزب کبیر گفته ودر مالک مشاهدة تصحیح مکالمه وحالة معراج سید کائنات علیه افضل الصلوة واکمل التحیات نیز مثبت این مدعاست وفرقه دیگر میگویند که مشاهده موجب اصطلام واستهلاک وانحلال ست گنجایش استماع ندارد دو بوسه اشارت بحصول ذوق بعد از شوق ووصل بعد از وصل وبقا بعد فناست وتواند که رمزے باشد بحالت کاین باین دو صحو تمکین ست چه بوسه دوم بے بیتوتت حاصل نمیگردد گفتم که دو بوسه ده زلب شرح اذیت وگفتا نی ناز واستغنا ومحبوبے ونخوت وغرور حسن وخوبیت ونفی استحقاق واستیجال آن حال واستنکار واستبعاد آن استعداد ست ودر حقیقت حث وتحریص وتشویش وتیز کردن آتش طلب وبرستن کمر جد واجتهاد ست بلکه امیدوار ساختن بحصول

مطلوب و فوز بعبیت و ظفر بمقصود ست که من جدّ وجد گفته اند که رد و منع از کریم حکیم عین اجابت و عطا ست قال سید الشیخ ابو العباس المرسی قدس سره العامة اذا خوفوا خافوا و اذا رجوا رجوا و العارفون اذا خوفوا رجوا و اذا رجوا خافوا گفتم مگر بروز نے بشب گفتانے چون در طلب مراتب کمال و خواهش درجات قرب و وصول توهم آن بود که در باطن سالک بقیه اراده و خواهش نفس و حب جاه مانده ست و این در تحصیل مقام اخلاص و ثبات پایه صدق مانع وصول و حصول قبولست قال بعض العارفین من الاصل الولی حتی یقطع عنه شهوت الوصول و سخن مشهور ست که اخر ما یخرج من راس الصدیقین حب الجاه ای الجاه عند الله در اعتذار و استغفار بر آمده میگوید که طالب این نعمت و خواهش این کمال نه در صور تهار بر وجه اظهار و اشتهار که ظهور و بروز آثار و انوار از خوارق و کرامات و دلائل و اثارات قرب عالم را در گیرد و شامل ثقلین گردد چنانکه اقطاب و ارکان ولایت و اکابر و اساطین ملک و ملت را میباشد و مقام اولیا عشرت ست بلکه پنهان از چشم اغیار در دل شب تار که محل خلوت و خمول و ستر کمال ست در مجلس قرب و وصل مشرف و مخلص گردانند که لیس من شرط التخلیص ان یکون التخصیص و اگر عنایت کنند و بخصوصیت ولایت نیز مخصوص گردانند و ستور قبای عزت و وحدت دارند که تا هیچکس نه بیند و نداند جز دوست و یا کسے که محرم باشد چنانکه حال اولیا رعلت ست و پایه محرم برتر از آن در میان آوردیم که کسے محرم ست و در حقیقت غیریت و بعضے از عرفای اهل دل کلمه غیر را در اولیاے تحت قبای لا یعرفهم غیری بر صیغه نسبت خوانده اند تا بیگانگان و نامحرمان بدرون و بیگانگان و محرمان درون مانند بل و لی یعرف الولی راست آمد و بعضے گویند و لے اینجا نیز از اسمای حسنی الهی ست فافهم اینجا نیز گفت نے یا از جهة ناز و نخوت و کاهانیدن جان محب و بست کردن بنای هستی وی و طلب مزید جد و اجتهاد از و یا بجهة آنکه مرتبه شهود ذات و محبت ذاتی

بالاتر ازان ست که اینجا توقیت وتحدید زمان وتعیین روز وشب کلیس عند الله صباح ولا مساء
وشتهار وعدم اشتهار وموجود وعدم خلق گنج داشته باشد قال بعض العارفین من اراد
عبد الظهور ومن اراد الخفاء فهو عبد الخفاء وعبد الله سوا علیه اظهر او خفی ع گفتم که بجز تو
نمیدانی هیچ + چون راه مطلوب بربسته شد واز هر در که در آمد راه ندادند وبجز نفی ومنع
ورد واستبعاد نیاوردند بی اختیار وبی طاقت شد وزبان بشکوه محبت بگشاد وگفت
بحکم الیک المشتکی وبک المستغاث باین زبان در دل بگوید شاید که مهربان شود یعنی
صفت تو همه جود وکرم واجابت وقبول ولطف ومهربانی ست وانهمه استعدادی از جهت
مصرعه رو کرد بسویم ازطرب گفتا نے + ظاهر از حال شدت ناز وصولت محبوبی وذوق
وخوشحالی وصفت استغنا همان ست که مراد آن باشد که گوید آری هیچ نمیدانم جز نے
کار من اینست وغنای ذاتی من برین میدارد ترا چه مجال که چیزے میجوئے ومیخواهے احتمال
دارد که بر سر مهربانی آمده ولطف ونرمے فرموده میگوید که نے اینچنین نیست که تو میگوئی که
بجز نے هیچ نمیدانم این نے که گفتم بظاهر ست وبرائے مصلحت ست ودر باطن همه مهر
ومحبتم ولطف وکرم من تر ابیشتر ازان میخواهم که تو میخواهی ولیکن بسطوت محبوبی وصولت حسن وخوبی
براین میدارد ومینگذارد که ازین پایه فرود آیم واخر محبت یکی ست که از دو جا سر بر کشیده
وهمان محبت من که در تست همان محبت تست در من تغایر محل در توهم دوئی
انداخته ودر هر جانب بکیفیتے دیگر ظهور نموده واز جانب تو عجز ونیاز واز جانب من غنا
وناز ودر باطن هر دو نیاز مند یکدیگریم بیت نیازے هست خوبان را بعاشق ولیکن
محتجب در پرده ناز + ے میل معشوقان نهانست وستیز + میل عاشق باد وصد طبل
ونفیر + درحقیقت ذوق ولذت درهمین ست اگر همه ناز باشد معنی عاشق وجود نگیرد
واگر همه نیاز بود معشوقے ظهور نپذیرد نظم ای عاشق ناز ارجمندان + معشوق نیاز
مستمندان + چشم کرم تو عین نازست + ناز یکه در ود صد نیازست + والله یدعوا

الی دار السلام نیازست و یهدی من یشاء الی صراط مستقیم نازه این چند کلمه رسم استعجال پیش از نظر در انچه ارباب فضل و کمال نوشته اند در شرح این رباعی در خیال آمد یاران همه مولع و مشغوف باصطلاحات صوفیه از اهل وجود اند تا قایل بکدام جانب ست و چه قصد کرده ست و در ذوق این فقیر مفهوم مجازی این رباعی که معنی حقیقی ست ولذیذ تر و شیرین تر از همه ست طیب الله انفاس قایله و این مجاز آخر پایهٔ حقیقة و منتهای اوست که درین مرتبه ظهور کرده ست و صورت اتمام و اکمال پذیرفته ست شخصی گفته ست بیت هر حقیقة که کنه او خواهی ۔ ظاهر اندر مجاز خواهد بود ۔ اینقدر بس ست سخن بجای رسیده و سر کشیده ست که می سزد راز از پرده بیرون نیفتد و الله اعلم ؛

الرسالة السادسة والستون لتسلية السائل بين المسائل ؛ ؛

الله ورسوله

مکتوب شریف رسید و احوال معلوم شد و بر سلامت احوال حق شکر گذاری بجا آورده شد الحمد لله علی کل حال حال آنکه از باب گریختن از طاعون نوشته اند حکم درین باب آنست که از انجا که دران طاعون افتاده نگریزند و بانجا که هست نروند کلیه همین ست و هیچکس را دران خلافی نیست و در احادیث صحاح ازان نهی واقع شده پس ارتکاب آن معصیت باشد و ازان که در حدیث صحیح از عایشه رضی الله عنها واقع شده است که آنرا تشبیه بفرار از زحف داده اند ظاهر میشود که گناه کبیره ست و اگر اعتقاد میکنند و جزم آرد که اگر بگریزد نجات میابد و اگر میباشد هلاک میشود کافر گردد باید دانست که مراد بطاعون درینجا وباست و مرض عام و مرگ عام در احادیث ذکر همه اقسام شده ست و طاعون و وبا یکی ست و در قاموس در باب النون گفته که الطاعون الوباء و در باب همزه گفته الوبا الطاعون و کل مرض عام

وکذا فی الصحاح وسایر کتب اللغة یعنی مراد در احادیث از ینجا کہ ہنی از طاعون واقع
شدہ ست وبا مرض عام ست واطبا طاعون را تفسیر کردہ اند بمادہ سمیہ کہ پیدا
می آرد وورم کشندہ را اکثر حادث میگردد در زیر بغل وعقب گوشہا وجاہای نرم
وسبب آن ورم مادہ ردی ست کہ مستحیل میگردد وبجوہر سمی کہ پیدا میگردد از ینجا
دم والتصاب الی آخر ما قال الاطبار وطاعون بامعنے اگر عام گردد نیز داخل
این حکم ست ولیکن مراد در احادیث مرض عام مرگ عام ست ہر کیف کہ باشد مخصوص
باین قسم نیست چنانکہ احادیث آن شاہد اند وزہے جہل آنکسے کہ طاعون بامعنی
گفتہ وتخصیص بدان داشتہ ودر سایر اقسام وبافتوای برخصت قرار دادہ بلکہ آنرا
واجب دانستہ وگفتہ کہ اگر نہ برآید بکفر میکشد واین شخص بہر تقدیر عاصے ست واگر
برآید بحکم احادیث صحیحہ وروایات نصیحہ واگر نہ برآید بقول خود میگوید برآمدن واجب
ست وترک واجب عصیان ست ودر نہایہ جزری گفتہ کہ الطاعون مرض عام
یحدث من فساد الہوای پوشیدہ نماند کہ قول بحدوث آن بفساد ہوا ظاہر ست
وخالی از فسادی نیست چہ در یک ولایت ویک شہر ویک محلہ ویک خانہ بعضے سلامت
میمانند وبعضے ہلاک میشوند باوجود عدم معالجہ وتدبیر وفساد ہوا مشترک ست بمیان ہمہ
وگاہ پیدا میشود در بلادے کہ صحیح ست ہوای آن وطیب ست مار آن ونیز اگر بفساد ہوا
بودے ہرگز از روے زمین منقطع نگشتے چہ در ہیچ زمانی بعضے بلاد از فساد ہوا خالی نبود
وگاہی جماعہ واعارض میگردد کہ مزاج آنہا صحیح ست از دیگران ونیز اگر بفساد ہوا بودے
تمام بدن در گرفتے ومخصوص بموضع دریدن نبودے بالجملہ وجود آن در تحت ضابطہ
قیاس در نمی آید پس حق آنست کہ گویند بمحض قدرت قادر مختار ست وعذاب ست
بر بندگان خود برائے ابتلا وامتحان میفرستد تا صبر کنند وامتثال امر نمایند یا بصبر
نمایند ومعصیت ورزند خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝

چنانکه در حدیث آمده الطاعون رجز ارسل علی طائفة من بنی اسرائیل او علی من کان قبلکم فاذا سمعتهم به فلا یدخلوا علیه و اذا وقع بارض و انتم فیها فلا تخرجوا منها فرار منه و در حدیث دیگر آمده الطاعون شهادة الکل مسلم و غیر ذلک من الاحادیث و تمسک کنند مخالفان گاهی بقول وی سبحانه ست وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ و این عامست مر جمیع مواقع تهلکه را و شک نیست که ایستادن در مواقع طاعون سبب القاء نفس در تهلکه ست و این سخن بعد از ورود نهی از فرار بعد از وقوع طاعون چیزی نیست اگر نهی در آیت کریمه عام ست و ایستادن در طاعون از افراد القاء در تهلکه ست و نهی از فرار مخصوص آن عام ست و اگر نه از افراد او ست خارج ست و ظاهر آنست که دخول در بلد یکه طاعون در آن واقع ست القای نفس در تهلکه ست فافهم و گاهی تمسک کنند و قیاس نمایند آنرا بدر آمدن از خانه که در وی آتش گرفته ست یا ژاله سخت که غالب ظن در آن افتادن خانه ست یا گریختن از تحت جدار مایل و گویند که در این مواضع بر آمدن و گریختن آمده ست و گریختن از طاعون مثل آنست و این تمسک فاسد ست چه آن از قبیل اسباب عادیست و این از اسباب وهمی ست و اگر ادعا کنند که ما تجربه کرده ایم که هر که بر آید سلامت ماند کلیت این ممنوع بلکه اکثریه نیز مسموع نیست و اگر باشد همچون در ما نحن فیه نهی واقع شده و این قیاس در مقابله نص ست و در ان مواد نهی از فرار نیست بلکه امر ست بدان و اقوی شبه تمسک بحدیث است من التعرف التلف ست و این تمسک نیز باطل ست چه آن از قبیل تطیر و تشائم نه فرار از طاعون بعد از دخول آن بتفصیل این سخن آنست که در مشکات از یحیی بن عبد الله بن بحیر بفتح موحده و کسر مهمله بر وزن فقیر از حدیث ابی داود آورده که گفت یحیی خبر داد مرا کسی شنید از فروة بفتح فا و سکون راء بن مسیک بسین مهمله و آخر کاف بر صیغه تصغیر که میگفت گفتم یا رسول الله نزد ما زمینی ست که او را ابین گویند و این

قریه است بجانب بحر الیل و آن زمینی در ولیست که زراعت و خراجی سال و غله است که برای
اهل و عیال خود از انجا طعام می آریم ولیکن وبای وی سخت است پس فرمود آنحضرت صلی الله
علیه وسلم بگذار انرا و دور دار آنرا از خود زیرا که از قرف تلف نیز آید و قرف بفتح قاف و راء
بلا دلیست در رود بیمار و مفارقت وبا و زمین تب آرنده پس ایمن دشکایت کرد از وقوع وبا در آن
زمین و فرمود آنحضرت که بگذار او را که وقوع وبا و بیمار مهلک است ازان اجتناب باید کرد و این مشک
تمام نیست زیرا که وی تطیر و تشاءم کرد پس رخصت داد آنحضرت نظر بضعف حال و خوف از وقوع
در ورطه شرک خفی و خروج ازان و ترک سکونت دران نه آنکه وبا واقع شد دران و بعد از
وقوع تجویز فرار و خروج ازان کرد و سخن در اینجاست که چون بشنید در زمینی و واقع شود در وی وبا
بیرون نیائید ازان و وظیفه در بلا پیش از وقوع احتراز و اجتناب است و بعد از وقوع صبر و رضا
و تضرع و دعا بدلیل احادیث صحیحه مذکوره در صحاح و بمنع و نهی از فرار و ترغیب و حث بر صبر و
ثبات و حکم شهادت لهذا این حدیث در باب طیره و فال آوردند در طاعون و وبا و اعتبار شوم
در زمین و زن و اسپ در بعضی احادیث وقوع یافته است و این حدیث از انجمله است و بعضی
گفته اند تطیر و تشاءم بهیچ جا معتبر نیست و منفی است و آنکه در بعضی احادیث ظاهر میشود
مراد آنست که اگر شوم میبود و امکان میداشت در این سه چیز می بود بر طریقه قول آنحضرت صلی الله
علیه وسلم لو کان شئ سابق القدر لسبقه العین ولیکن وجود ندارد در ین اشیا و نه در غیر ان
و بعضی گفته اند که شوم در مراة آنست که ناسازگار و بد خلق و نازاینده بود و در سرای آنکه
تنگ بود و بد همسایه و بد هوا و در اسپ که گران بها و حرون باشد نه آنکه شوم بمعنی بدشگون
بود و گویا میگوید اگر باشد یکی از شمار اسرائی که مکروه می پندارد صحبت او را یا اسپی که خوش
ندارد آنرا باید که بمفارقت کند ازان و ازان انتقال نماید و طلاق دهد زن را و بفروشد
اسپ را تا بر و دار وی کراهت کند انتهی الشرح السنه پس معلوم شد که این حدیث در جای دیگر است
تا آنکه گفته اند که این حدیث قرف و تلف ابی داؤد دست معارض نمی شود با حادیث دیگر

که در صحیحین وغیرهما واقع شده وگفته اند که فروة بن مسیک روایت کرده شده است از وے
مگر یک حدیث یا دو حدیث وآن نیز از مروی مجهول است که شناخته نشده است نام وی ونیز معلوم
نیست که یحیے بن عبد الله بن بحیر ثقه است یا نه ودر کلام روضة الاحباب که در اواخر کتاب در طیب الغنی
درین حدیث تکلم کرده خلطے وخبطے واقع شده است فتدبر والله اعلم دیگر نوشته بودند که طعام
توشه که همراه میت میفرستند آنرا توان خورد یا نه کلیه درین باب آنست که صدقه حق
فقیر است اگرچه گفته اند که صدقه نفل اغنیا را نیز جایز است اما فتوی درین باب بر کراهت است
اما طعامیکه بخانه میت میفرستند مخصوص باهل میت است که مصیبت زده شده اند واما
آنرا بطریق ضیافت میفرستند ظاهر آنست که جایز باشد وبعض گفته اند تا سه روز مخصوص
باهل میت است دیگر مرقوم بود که شخصے وصیت کرد که بعد از من بروح من حلوا ونان
پخته چه صلحا بخورانند درین ماده هیچ بر بے لازم آید یا نه این جزئی در کلی وصیت داخل است
وصیت علی العموم وعلے الاطلاق جائز است ودر کتاب مطالب المومنین فصلے جدا
بر آاین نوشته اند وگفته فصل فی الوصیة بعد الطعام سئل ابو جعفر رحمه الله عمن
اوصی بان یتخذوا طعاما بعد وفاته ویطعمون الذین یحضرون التعزیة قلنا یجوز من
الثلث للذین یطول مکثهم وحضروا من مکان بعید والغنی والفقیر فی ذلک سواء
وللاجل للذین لا یطول مکثهم ولا یبعد مکانهم وللنایحة ونحوه فی جوامع الحکایات انتهے این
تفصیل بطول مکث وبعد مکان ظاهر ایجهت آنست که گفت الذین یحضرون التعزیة
این مرد چون ذکر صلحا کرده هر که باشد بخورد بر هر تقدیر صحت وصیت باطعام ازینجا
مفهوم شده واگر خلجان بجهة آنست که گفت بروح من بعض مردم میگویند که طعامیکه بنام کسے
یا بروح کسے میگویند مکروه است واگر بلفظ بروح من اینمعنے قصد کرده باشد که به صلحا بخورانند
تا صواب آن بروح من برسد چه محذور دارد وچه لازم مے آید وفی صدقة الاحیاء عن
الاموات لنفع لهم وهمین است حکم انچه در دیار متعارف شده است که بروح بزرگے طعام

می برند که مردم بخورند و ثواب آن بروح ان بزرگ برسد اگر بلفظ تصدق گفته مخصوص
بفقرا باشد و اگر بعنوان ضیافت کرده همه بخورند و اگر بدلیل قطعی ثابت گردد که این لفظ گفتن
خوب نیست اگرچه معنی آن صحیح است آن دیگر است این لفظ نمی باید گفت دیگر مرقوم بود
که از احادیث معلوم میشود که عمامه در کفن نیست و در کتب فقهیه قیل و قال بسیار است در ینباب
تحقیق چیست بر علم شریف روشن است که زیادة عمامه استحسان بعضی متاخرین است
تا ماخذ آن چه باشد و در شرح ابوالمکارم میگوید و هو مروی عن عمر رضی الله عنه و ناخذ
مالک اما حدیث که از وی مفهوم میشود که عمامه نبود ظاهر این حدیث است که کفن رسول الله
صلی الله علیه وسلم فی ثلثة اثواب ثمانیة بیض سحولیة من کرسف لیس فیها قمیص و عمامه
و تاویل این حدیث نزدک انیکه قایل اند بعمامه انست که نبود دران ثلاثه اثواب
قمیص و عمامه بلکه زیاده بران بود پس مجموع خمس بود ندانکه اصلا داخل کفن نبود دیگر
نوشته اند که هیچ روایت یا حدیث در ماده جواب نامه که برای میت مینویسند و بر سینه وی
می نهند بنظر در آمده است در حدیث خود هیچ جا در نظر نیامده ولیکن در بعضی کتب که
جامع روایات قوی و ضعیف اند مثل مفتاح الجنان و غیره روایتی هست که در کشر العباد
نقل از کفایه شعبی چیزی گفته که مناسبت بامیغالم دارد و قال حکی عن بعض المتقدمین
انه اوصی الی ابنه و قال اذا مت غسلت فاکتب علی جبهتی و صدری بسم الله الرحمن الرحیم
قال ففعلت ذلک و رایته فی المنام و سالته عن حاله فقال لما وضعتنی فی القبر جاءنی
ملائکة العذاب فلما اوشکوا بالعلی جبهتی و صدری بسم الله الرحمن الرحیم قالوا آمنت
من العذاب و آنکه نوشته اند که هر که شب جمعه یا روز بمیرد از عذاب قبر ما مون است
ایا مخصوص همین روز و شب است یا تا وقت حشر و این بشارت مخصوص باهل ایمان
است یا کفره هم شریک انند همان پوشیده نماند که در مشکوة این حدیث مذکور است
عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من مسلم یموت یوم الجمعة

اولیلة الجمعة وقاه الله فتنة القبر رواه احمد والترمذی قال هذا حدیث غریب لیس اسناده بمتصل وسیوطی نیز در جمع الجوامع از احمد و بیهقی واز شیرازی در القاب دارا بن عمر از ابی نعیم در حلیه از جابر آورده که میرد در روز جمعه خلاص گردد از عذاب قبر و بیاید در روز قیامت وحال آنکه بر ولیست مهر شهیدان ظاهر این احادیث در دوام ست والله اعلم وچون در حدیث مامن مسلم واقع شده کافران ازان خارج خواهند بود و ذلک ظاهر و گفته اند که کلمه او در او لیلة الجمعة برای تنویع ست یا شک راوی ست ظاهر تنویع ست والله اعلم و نوشته اند که شخصی گفت که عمل ما بر قرآن و حدیث نیست عمل ما بر فقه ست بر وجه لازم آید اگر این شخص این سخن بطریق استخفاف قرآن احادیث و اسقاط آنها از درجه اعتبار و تعظیم و ترجیح فقه گفته ست کافر و مرتد میگردد و اگر بامنعنی میگوید که اصل خود قرآن و حدیث ست و مجتهدین تطبیق آیات و احادیث بیکدیگر کرده و ناسخ از منسوخ شناخته گفته و تاویلات کرده اند و بالضرورت تقلید مجتهدان میکنیم و قدرت آن نداریم که استنباط احکام و شرایع از کتاب و سنت کنیم و بر چیزی قرار دهیم ما را ضرور ست که اتباع روایات که از امامی که تقلید آن کرده ایم گفته وجهی دارد فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون این جوابها حواله الوقت در وقت کتابت نوشت اگر خطای رفته باشد اصلاح نمایند والله اعلم ❊ ❊

الرسالة السابعة والستون وجدان البرد باستشمام الورد

الله ورسوله

ع ز نسیم جان فزایت دل مرده زنده گردد + زکدام باغ ای گل که چنین خوشست بویت

حق جل وعلا دماغ وقت وشامهٔ حال ایشان را بنسایم عنایت وشمایم کرامت روایح کرم خود تازه ومعطر دارد بمطالعه کتاب فتوح الغیب که کلام کرامت نظام حضرت غوث الثقلین ست رضی الله عنه واین حقیر بسعادت شرح آن توفیق یافته ست وقت خوشی داشت وبتقریبی در انجا این بیت مذکور بود بیت عکس رخ تو چو در آئینه جام

افتاد + عارف از خندهٔ می در طمع خام افتاد + و در ذوق دریافت مضمون این بیت بود که مراد از می وخندهٔ وی چیست واز جام وافتادن عکس روی محبوب وافتادن عارف در طمع خام چه که بناگاه این گلها که فرستاده بودند رسید وگل دل هر دو جمع شده ونشاط افزا و مستی بخش وقت شد ایام بهار است وسودای جنون در جوش وشورش باطن در کار در گوشهٔ خانه وزاویهٔ غربت در سر و دست شاید که اگر غلبه پذیرد و تکلیف از میان برافتد وبیرون نیز افتد اکنون خود در پرده است ؎ تا کی غم دل گفته ام در خانه با دیوارها خواهم زدا زبیطاقتی فریاد در بازارها + ادب دامنگیر است وگرنه عشق واقعه طلب است تا چه شود نمیدانم بیطاقتی موافق وقت این سخنان از زبان آمدن معذور خواهند داشت واگر ذوق دریافت معنی بیت مذکور دارند انچه بالفعل بدیهه در حوصلهٔ وقت می گنجد اینست که مراد بجام دل عارف باشد که محل تجلی ذات حق است وبا مینه آئینه را برای آن استعاره کرده وافتادن عکس روی کنایت از تجلی حق است وتجلی چون بصورت روح عارف واقع شود موجب مزلقه ومحل اشتباه است که درین هنگام خود را عین حق میابد ودر توهم اتحاد می افتد وطمع خام اشارت بدان کرده چنانکه گفته است رقت الزجاج ورقت الخمر وتشاکلا وتشابها فکانما هی خمر ولا قدح وکانما هی قدح ولا خمر رباعی از صفائی می ولطافت جام + بهم آمیخت رنگ جام ومدام + همه جام است نیست گوئی می + یا همه است نیست گوئی جام + یعنی متحد آمد و یک جزو نبود و وجود تمیز ازمیان برخاست واین مقتضای حال سکر و بی تمیزیست وحق معرفت آنست که بداند مے دیگر است وجام دیگر آن ظاهر است واین مظهر واین مقام توحید شهودیست که بغلبه حال استغراق محبت چنین مے نماید وآنکه توحید وجودی میگوید همه را یکی میداند حقیقة والله اعلم بحقیقة الحال قال بعض العلماء من العارفین

التوحید شهودی لا وجودی وهو المهد الاسلم

الرسالة الثامنة والستون جمع الكلمات العارفين من اهل صدق واليقين

الله ورسوله

بعضے کلمات مشایخ در نظر آمده که در سلوک طریق حق نافع بود اگرچه این حقیر را دران
جز تحریر و تعبیر و تقریر نصیبے نبود ولیکن بتوقع اجر کتاب آن اقدام بران نمود و خود
حال اکثر تواليف برین منوال است و جز حکم خاتم بندی پیش ندارد مقصود نفع خلق
و ذوق وقت ست قایل هر که باشد ببین که چه گوید و ببین که میگوید ای عزیز بغیر حق اعتماد
نه کنے تا پشیمان نه شوی از حق غافل مباش تا شیطان بر تو راه نه یابد بهیچ مغرور
مباش تا هلاک نگردی دل را از غیر حق خالی کن تا راحت یابی در کار حق باش تا
کار تو ساخته گردد در دنیا اهتمام اندک کن تا کفایت پیدا آید در دنیا دل بکسی مبند
تا زیان زود نگردی کسی را به عیب منگر تا به عیب مبتلا نگردی در تنگیها صبر بکن تا فراخی ها
رو بنماید از همه نومید مشو تا امید برآید ریا مکن تا خلاص یابی کار با خلاص کن تا در حال
جزا یابی دنیا مخواه تا دولت تباه نگردد قناعت ورز تا از محنت برهی آزار کسے مخواه
تا آزرده نه شوی کینه بر کسے مبند تا در کینه نیفتے کسے را بحقارت منگر تا خوار نگردی
از جهت دنیا اندوهگین مباش تا پریشان نه شوی قدر نعمت به شناس تا از تو
باز نه ستانند از همه جدائی کن تا بحق انس یابی غم فردا مخور تا امل کوتاه شود مرگ را
بسیار یاد کن تا دل بدنیا مشغول نگردد ترک گناه کن اگر نعمت حلال میخواهی توقع
از کسے مکن تا عزت یابی فروتنے بکن تا به بزرگے برسے در خود مبین تا فروتنے
از خلق عزلت گیر تا بحق انس یابی شکر حق بجا آر اگر نعمت دین و دنیا میخواهی امیر
مباش تا امان یابی باحق باش اگر عیش جاودان خواهے خدمت بزرگان کن
تا به بزرگے برسے صبر پیش گیر اگر عافیت خواهی خود را بحق سپار تا پشیمان نشوی
دست بدامن صاحبدلان زن اگر دولت خواهی آهسته رو تا مانده نه شوی خود را

هیچ قدر منه تا بقدر گردی از اهل دنیا پرهیز کن تا دل تاریک نشود قناعت کن تا
توانگر گردی همت کن تا قیمت بیفزاید بر حرف کسے دست منه ماخوذ نه گردی
رفیق از حق بین تا غره نشوی حریص مباش تا خوار نگردی کردار خود را قیمت منه تا
با قیمت گردی در کس مبین اگر معرفت داری از همه مفلس شو تا محبت یابی بدر باش
تا در نکشاید در بند چیزے مباش تا آزاد شوی صدق طلب کن تا راحت یابی محرمت
نگاهدار تا محروم نگردی سودای کن تا دران سود کنی خشم فرو خور تا راحت یابی
مسکین باش تا مقبول شوی کار با خلاص کن تا عاقبت پشیمان نشوی اگر در کار
کار دیگران کن و اگر بیکاری فارغ نشین با همه نرمے کن تا از دشمنان خلاص یابی
با همه کش تا محتشم گردی بر زیردستان شفقت کن تا رهائی یابی آهستگے پیش گیر تا
شیطان بر تو ظفر نیابد دل بدست آر تا خشنودی حق یابی بسود اندک پسنده کن
تا عیش بر تو تلخ نگردد با همه آسانی کن تا بر رهی دیگر انرا از خود بهتر دان تا از خود
خلاص یابی درشتی بگذار تا در همه دشمن نشوی یار همه باش اگر مردی انصاف از خود
طلب کن اگر جوانمردی حق را یاد کن تا دل ویران نگردد درماندگان را دریاب تا
در نه مانی افتادگان را نگذار تا در نفیتے سوی دنیا مبین تا کور نگردی جز حق مبین تا بیش
اگر طالبی خلاف ترک ده تا سلامت مانی از حکم خدا سر متاب تا عاصی نشوی افتادگانرا
دریاب تا دستگیری بے یار با هر کسی منشین تا تباه نگردی ترک لذت گیر تا لذت خواهی انصاف خود بده تا
ستمگار نگردی آن کار کن که حق پسندد و آن پسند که حق کند با کس مستیز تا از کینه رهی آنکس
با تو بدی کند تو با او نیکے کن تا قدر بیفزاید بیدار باش تا در خانه دزد نیاید با چندان برگیر که بمنزل
رساند بقافله رو که راهزن بسیار اند همراه طلب کن که دشمنان در راه اند سر برین در نه تا بر سر
نخوری سر بفگن تا جنگ نخیزد یک کار کن تا تمام شود خود خواه مباش تا محروم نشوی درستی
آن به که خدایرا باشد خواجگی از سر نه تا بر سر نخوری بار خود بر کس منه تا عزیز مانی بزرگی بر هیچ

مکن تا خوار نگردی در دریا فرو مشوی تا گوهر یابی جانرا در باز اگر صادقی تیر ملا را هدف شو اگر دوستی حق
خواهی رهبر طلب کن تا بره شوی اگر عاشقی یک سو دا کن تا سو دکنی خود را ره مباش تا خوار نباشی اندیشه
بیهوده از دل دور کن تا پریشان نشوی خود پسند مباش تا پسند شوی در مالا یعنی مشو تا زیان نکنی
گفت را شنوا باش تا استوار مانی نفس را استوار مدار که در دو غگوست پناه بحق جو تا خلاص یابی مدح
کس مکن تا عاقبت نیندیشی پناه حق گیر تا از شیطان برهی وقت دریاب اگر صرافی نقد را باش
تا قلاشی طمع از دل بردار تا محتاج نگردی حاجت بخرق مدار حاجت برآید باگم شدگان مشین
مگر که گم شوی پاس انفاس دار اگر بیداری دلها را دریاب اگر هشیاری بضاعتی خرید کن که حق
خرید ازان همه حال بارب باش تا ره یابی یاد دوست چندان کن تا خود را فراموش کنی کار
باندیشه کن تا در زیان نیفتی از حق شرم دار تا در گنه نیفتی از حق یاری خواه تا نصرت یابی کار
امروز بفردا حوالت مکن تا بحسرت نمانی وقت کار دریاب تا کار تو ساخته گردد سر هر چیزی
نگاهدار تا در فتنه نیفتی بیگانگان را در دل مگذار اگر غیرت داری بسوی حق گریز تا از دشمن خلاص
یابی دل بهر اندیشه مبتلا مکن تا در زمانی یک همت کن تا جمعیت یابی علم نادانی بخواه اگر دانائی
خود را گنگ ساز تا کر گردی شب بیدار باش تا بوی محبت یابی نفس را در کار دار تا ترا در کار ندارد
درد حاصل کن تا درمان یابی دست از گدائی مدار اگرچه گنجها دارد از غیب مردمان چشم بپوش تا غیب را
مشاهده کنی ریخه باد به اختیار کن تا به کعبه برسی راز خود با کسی مگو تا گنج اسرار گردی زیان کس مبین تا سود
اگر سود خواهی بیکس باش تا بیکس نشوی بیخود باش چون با حق باشی صحبت با نیکان کن
تا در زمانی از همه بیگانه شو اگر بیگانه خاموش باش تا بری کار خود پنهان دار تا قیمت گیری با دوست
خدا آشنائی کن تا عاقبت سود کنی با هیچ چیز قرار مگیر اگر محبت داری سود و زیان خود
نیندیشی ازان سبب پریشانی دل بدست آرد اگر میتوانی خود را بجای مبر تا بجائی برسی خود را قطره
خرد دان اگر چه دریائی باگدایان بنشین اگر چه بادشاهی وصلی الله علی خیر خلقه محمد و آله اجمعین فقط

تمت

تتمه

این دو رقعه اصل که از دستخط خاص حضرت شیخ اجل محدث دهلوی قدس سره بنظر رسیده بود
برعایت نسخه مکتوبات تبرکاً و تیمناً درینجا ثبت کرده شد ؛

مکتوب شصت و نهم ۶۹

عاقبت بخیر باد هرچند میخواهم که چیزے بآن دلبند بنویسم حیران میشوم که
چه نویسم جز دعای خیر درین که نصیب باد احوال این فقیر همچنان است که
معلوم ایشان است و مجمل آن اینست که الحمد لله علی کل حال و نعوذ بالله
من حال اهل النار تغیرات و تبدیلات که در احوال خلق حادث است معلوم
شریف است - آرزو میکرد که کاشکے اینقدار که در تهانیسر بودند اگرچند روز
در دهلے هم مے بودند چه مے شد و چه لازم مے آمد خیریت شما مطلوب است
هرجا که باشید از جانب میان نور الحق هم خطها مے آید که جامع شکر و شکایت
است ؎ زان یار دل نوازم شکری است یا شکایت ؛ شکر از
حق است و از نفس خود شکایت ؛ اللهم لک الحمد و الیک المشتکی و بک
المستغاث و انت المستعان بارے انچه متوقع است آن است که از دعاے
بقای ایمان و حسن عاقبت فارغ و خالی نباشند و العاقبة بالخیر

مکتوب هفتاد ۷۰

؎ درد اکه غم کوه بکاه افتاده است ؛ معشوق دل مورچه ما افتاده است
این واقعهٔ سخت براه افتاده است ؛ درویش بعشق پادشاه افتاده است
چه گوید و چه نویسد که بزرگان چیزے نگذاشته اند که حاجت بگفتن و نوشتن او

مانده باشد کس باید که آن را بداند و کار بندد بر سر فقیر بارها افتاده است که جز وے تعالے آن دشواری ها نتواند آسان کرد رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ۝ عاقبت بخیریام یقین آن فرزند باشد که من ترا دوست میدارم و از نیکان مے شمارم حق سبحانہ تمامہ نیکی ہاے دین و دنیا بنقد وقت تو گرداند دعا ازینست که از جمیع آفات و بلیات محفوظ دارد و بجمیع کرامات و برکات محظوظ گرداند زیادہ برین طاقت نوشتن ندارم شمارا و کار شما را بخدا سپردم والسلام - فرزند دل بند بجان پیوند محمد عاصم را فرستادم تا که چند گاه دیدہ بجمال و کمال او روشن گردانند.

تمت بالخیر

فہرست کتاب المکاتیب والرسائل الی ارباب الکمال والفضائل

صحیح	غلط	ص	س	صحیح	غلط	ص	س	صحیح	غلط	ص	س
بافقرا	مافقرا	۴	۲۲	شرقیہ	شرقیہ	۹	۱۱	ساحت	ساخت	۲	۳
ہدایات	بدایات	۱۸	۲۳	طرق	طرق	۱۰	۱۹	صاحب	صاحب	۷	۴
زنیم	زنم	〃	〃	اورد	آورد	〃	۲۰	ثواب	ثواب	۱۹	۸
کنیم	کنم	〃	۱۹	محکم بایستی	محکم بایستی	۱۶	۲۰	والاغترار	الاغترار	۲	۱۰
کنیم	کنم	۱	۲۴	اسانے و ترک ادبے	اسانے و ترک ادبے	۱۱	۲۱	مجازاً	مجازاۃ	۸	۱۰
راہزنی	راہزنی	۱۱	〃	ذکر عیوب	ذکر و عیوب	۱۳	〃	خالف	خالف	۱۹	〃
شکر	شکر	۱۳	۲۶	حظ	حفظ	۳	۲۲	تربیہ	تربیۃ	۸	۱۱

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۲۷	۱۲	واحدالی الحسن	واحدعن واحدالی الحسن
″	۱۴	بلبس الخرقه	بلبس الخرقة
″	″	والهدایه تجهیز	والروایة تجهیز
″	۱۶	اسمر	الاسمر
۲۸	۸	قدماو	قدمار
۳۲	۱۲	که زحره	که ازحضرت
۳۶	۱۲	بزید	نه برید
۴۰	۲	فریب	وفریب
۴۴	۲۱	نتوان	توان
۴۵	۱۰	با انطوار	بانطوار
″	۱۳	پاداشت	پاداش
۴۸	۲	شکر	شکره
″	۴	فقر	فقرا
″	۲۱	هسله	باصله
″	″	وذوقه	ذوقه
۴۹	۱۸	تحریم النظر	تحریم نظر
۵۰	۲۰	توجهات	توجیهات
″	″	خیر	غیر
۵۲	۱۵	والرسوله	ولرسوله
۵۳	۹	باحدای	باحدای
۵۵	۶	الیس منه	مالیس منه
″	۱۹	انه	از
۵۶	۸	فضی	قضی
″	۹	والنصیحت الکتاب	وانصیحت لکتاب
۵۹	۴	لست	است
″	۱۷	برغایب	رغایب
۶۱	۱۱	وبانجنان	باآنجنان
۶۳	۵	گیاست	کیاست
۶۴	۱۶	حکم	حکیم
۶۶	۱۳	بقضاقدر	بقضاوقدر
″	۱۶	ورانست	وندانست
۶۸	۱۸	پریشان	برایشان
۶۹	۱۸	جبرروت	جبروت
۷۲	۱۱	احتیاط	شرائط
۷۳	۱	دمی	دمی
″	۲۱	والکال	والحال
۷۴	۱۸	پس قدمی	قدمی
″	″	انک	لنک
۸۲	۱۴	روزگاری	روزگار
۸۳	۲۰	خراهم	خواهیم
۸۸	۱۱	غلبه سلطنت	غلبه وسلطنت
۸۹	۱۲	اقتضار	اقتضای
″	۱۴	ظاهر	ظاهرًا
۹۰	۲۱	درّرک	درّترک
۹۱	۳	گروه	کرده
۹۲	۹	یاید	باید
″	۱۳	آید	آبَد
″	۱۸	وبقصور	روبقصور
۹۳	۲	لیسر	لیسیرٌ
″	″	لیسرالله	لیسّره الله
″	۴	الطامات	الطاعات
″	۱۵	فروغ	فروع
۹۴	۹	اللهالله	اللهٔ الیه
۹۵	۱	حاطر	حاضر
۹۶	۹	حضر	حصر
۹۸	۷	الاصطباً	الاصطباً
″	۱۴	مالوس	مانوس
″	۱۸	مشاسی	شناسی
″	۱۹	لذات	لذّات
۹۹	۷	به بنیم	نه بینم

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۱۰۰	۹	کار	وکار
۱۰۱	۴	مجب	وحجب
″	۱۵	صدق یا	صدق
۱۰۲	۱۴	العاقبة	العافیة
۱۰۳	۱۸	حب عمل	وحب عمل
۱۰۴	۳	جا	جانه
″	۴	پخنانچه	چنانچه
۱۰۵	۱	البارد والی	البارد الی
۱۰۶	۱۴	لیسر	لیسیر
″	۱۸	بان الذین	یان للذین
۱۰۸	۴	رفت	کجا رفت
″	۱۶	صفیف	ضعیف
″	۲۱	ارض	الارض
۱۰۹	۵	نیک	نیک
″	۱۹	عیایتی	عنایتی
۱۱۱	۵	راندِ	راندن
۱۱۲	۱۶	قطری	+
۱۱۴	۲	مدت	ومدت
″	۱۹	هرچه	برچه
۱۱۶	۹	عبادت	عبادت کنید
۱۱۶	۱۳	رود	زود
″	۱۴	برفت	وبرفت
۱۱۷	۱۲	منع	منع و
۱۲۰	۸	نمی کنند	نمی کند
۱۲۱	۷	دل	دل نه
″	۱۰	که بغایت	که آن بغایت
″	۱۴	توجه طلب	توجه وطلب
″	۲۰	بتدبیر	بتدبیر
۱۲۴	۲	عبوبیت	عبودیت
″	۲۰	العلمین	العارفین
۱۲۵	۱۲	ابن	این
″	۱۸	میفرماید	می فرماید
″	۲۰	تدیر	تدبیر
۱۲۶	۹	گروه	کرده
″	۱۷	حدمت	خدمت
۱۲۷	۲۰	بجر	بجبر
۱۲۸	۲	منفے	منفے
″	۱۶	شوراً	منشوراً
۱۲۹	۸	مرکب	مرکب
″	۱۴	تابت	ثابت
۱۳۰	۴	قوت	وقوت
۱۳۱	۱۶	ولغم	لغم
۱۳۳	۱۳	ماند	اند
″	۱۶	الرسول	رسول
۱۳۴	۸	آمر	امر
۱۳۸	۷	تماشاه	تماشاگاه
″	۱۷	وعداولتی	عداولتی
۱۳۹	۲	فرموده	فرمود
۱۴۰	۱۲	درمعارف	ومعارف
۱۴۲	۱	سمار	مسئله
۱۴۸	۹	فالله	فالله
″	۱۴	آنکه	که
۱۵۳	۱۲	خال	خلل
۱۵۶	۱۱	تمام	وتمام
۱۵۸	۱۱	بازگرد	بازگردد
۱۶۰	۲	بیشابه	بی شایبه
″	۱۰	بازلبس	بازه پس
۱۶۶	۷	ده در	در ده
۱۶۷	۱۴	نکند	بکند
۱۶۸	۳	اتفاق	انفاق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۸	۴	آلام	آرام
〃	۱۵	مبین	المبین
۱۹۹	۳	وصول	ورصول
۱۷۱	۱۶	مارا	مرا
۱۷۲	۱۵	خالی	حالی
۱۷۳	۲۰	حاق	حاق
۱۷۴	۱۱	وقطع	قطع
۱۷۷	۱۲	مہمان	ومہمان
۱۷۸	۲۰	نبض	بنصّ
۱۷۹	۳	وشرایط	شرایط
۱۸۱	۱۱	جزر	حرز
۱۸۴	۵	با اللہ	باللہ
〃	۱۷	فروغ	فروع
۱۸۵	۶	ترا	وترا
〃	۲۱	وچنانچہ	چنانچہ
۱۸۶	۱۱	فرمان	وفرمان
۱۸۹	۱	للہ	اللہ
〃	۵	اللہ	للہ
۱۹۰	۱۰	نذیل	بذیل
۱۹۱	۴	جذب بقلوب جدا	جذب القلوب جدا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۶	۱۰	می کردیم	می کردوم
۱۹۷	۲	الحاج	الحاح
۱۹۹	۱	مقادیہ	مقادیر
۲۰۰	۱۹	الاسلام	للاسلام
۲۰۱	۴	الفسخ	الفسنخ
〃	۵	باعلاتہ	ماعلامتہ
〃	۱۰	دلایل	دلال
۲۰۲	۱۷	اخرے	اجرے
۲۰۳	۵	وسعت	ووسعت
〃	۸	الغذار	العذار
۲۰۵	۱۴	از فضل	افضل
۲۰۷	۲	استاد	اسناد
〃	۳	شمار	شما
۲۰۹	۱۶	من کہ	کہ
۲۱۶	۷	نمکبار	نمک سار
۲۱۷	۱۰	زود	زُور
۲۱۸	۳	بم	وہیم
۲۲۰	۸	۶	+
۲۲۲	۱۲	در ہر طبیعت	در طبیعت
۲۲۴	۱۶	محمدود	محمُود

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۵	۳	نہنہند	نہ نہد
〃	۱۰	از جابی	از جائی
〃	۲۰	تمامی	تمامی
۲۲۶	۱۷	خواستیم	خواستم
۲۲۷	۵	نمودہ	نمُود
۲۲۸	۶ حاشیہ	کار	وکار
〃	۱۹	باشند	باشد
۲۲۹	۱۰	نسبت	نسبت فوق
〃	۱۷	راہ براہ	براہ
〃	۱۹	تسلیم	تسلیم و
〃	۲۱	کہ مادّہ	—
۲۳۰	۲	ذہنی	ذہن
۲۳۳	۹	ازاز	از
〃	۱۶	منی	منی
〃	۱۸	وارادتی	ارادتی
۲۳۴	۱۹	شہرو	شہد
۲۳۵	۹	جعلناہا	جعلناہا
۲۳۷	۱۹	وقولہ	قولہ
۲۳۹	۱	مزدی	فزدی
۲۴۱	۲	باایمانیان	با ایمان

است جزالقلوب نجوی نقطہ

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۲۴۱	۱۲	تدبیر	تدبّر
۲۴۲	۲۰	ازاکفر	ازکُفر
۲۴۵	۱۹	بآب	باب
۲۴۶	۸	دل طلب	دل بگوید طلب
۲۴۷	۵	وبرزبان	برزبان
″	۰۷	ادب سوقت	وادب درسوقت
″	۱۴	بقابعد	بقاوبعد
۲۴۸	۲۰	مانندارہ	مانندآن
۲۵۰	۱	گوید	بگوید
۲۵۱	۳	بصیحت	بصحّت
″	۱۷	الخمسون	والخمسون
۲۵۳	۴	کرکود	کرد
″	۱۴	می باید	می یابد
۲۵۴	۲	آنرا	آن
″	۱۰	اذکراللہ	اذکروااللہ
″	۱۷	نقصان	ونقصان
۲۵۷	۱۳	واصلہ	واضلّہ
۲۶۰	۴	از	ازخواص
″	۱۷	لاوبالی	لااُبالی
۲۶۷	۵	فرماند	فرماید
۲۶۹	۱۸	ارسلہ الیٰ	ارسلتہ اُلیٰ
۲۷۳	۱	یعفوہ	یقتفوہ
″	۳	خلال	ظلال
″	۱۸	یسبح	یسیح
″	″	بنارو	بناءً
۲۷۴	۱	وحدن	عدن
″	۶	لنسخیتہ	لنسخۃٌ
″	″	فیرغب	فرغبتُ
″	۷	لشتروہ	تشتروہ
″	۱۲	متعسف	متقشف
″	۲۰	الایمان	والایمان
۲۷۵	۵	صبرتم	صِرتم
″	۶	لشرط	بشرط
″	۱۳	یوجدانہ	بوجدانہ
۲۷۶	۱۷	واشارۃ	اشارۃ
″	۱۸	فی الحدیث	فی حدیث
۲۷۷	۴	نہ طور	انّہ طور
″	۵	شہدت	شاہدت
″	۱۸	وصیتہ	دحیتہ
″	″	السادی	والساری
۲۸۰	۳	عن الملاحظہ	عن ملاحظۃ
″	۵	فلما	فلکما
″	۶	ویفسد	ینسد
″	۲۰	الشیخ	للشیخ
۲۸۹	۱۱	اضطرو	اضطرّ
″	۱۳	المتکبری	المتکبرین
″	۱۴	ولا	لا
″	″	وللمکین	والمساکین
″	۱۹	ویعدوا	ویقووا
۲۹۰	۷	والناس	الناس
″	۸	″	″
″	۱۲	المحبین	والمحبین
″	۱۵	للاعتبار	للاعتیاد
″	۱۷	والاشتغال	والاشتغال
۲۹۱	۴	تدعو	ندعو
″	۱۷	متبرکین	متبرّئین
″	″	فیہما	فینا
۲۹۲	۱	تنقیح	ینقّح
″	۲	لم یضیقو	لم یطیقو
″	۳	الحق	اطق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۲	۵	باشیی	نابشیئ
〃	۱۱	تلمیذة	تلمیذہ
〃	۱۳	والیکم	الیکم
〃	۲۱	طرقیم	طرقہم
۲۸۳	۱	خصلحت	حصلت
۲۸۴	۱۰	فَاَثَرْنَا	فَاَثَرْنَ
〃	۲۱	شنوند	نشنوند
〃	〃	آنست	است
۲۸۵	۱۲	حوایج	جوارح
〃	۱۸	ولبعادیات	والعادیات
〃	۱۹	و بافکار	بافکار
〃	۲۱	فاثرنا	فاثرن
۲۸۶	۲۰	عوادیة	عَوَادیہ
۲۸	۹	الالهنیة	الآلهیّة
〃	〃	عوادیة	عوادِیہ
〃	۱۰	اواز	واز
〃	۱۱	غبطة	غِبطة
〃	۱۲	یقبضه	وقبضه
〃	۱۹	فالصبر	فَاصْبِرْ
۲۹۰	۱	یعنی ولفقر	یعنی ولفقر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۹۱	۱۴	قضای	فضای
〃	۱۵	فلاحت	فلاح است
〃	۱۹	ومتوجه	متوجه
〃	۲۱	می شنود	می شنوند
۲۹۲	۵	فالی	فانی
۲۹۳	۱۴	جرمًا	حَرَمًا
۲۹۴	۸	براخی وصل کند	برای خود
۰	۰	۰	چیزے بنخواہد دروں آں تگنجاند
۰	۰	۰	کہ بخت کوتاہ نظر
۰	۰	۰	کہ نزد کاملی رود
۰	۰	۰	تا کمال برائے
۰	۰	۰	نفس خود-
〃	۱۳	وظهور	بظهور
〃	۲۰	کناره	گُناه
۲۹۵	۸	دامن	دامن
〃	۱۰	تفضیلے	بفضیلتے
〃	۱۵	خویش	خوش
〃	۱۷	کہ از	اکنون کہ انہ
〃	۱۹	وخودرا	خودرا
۲۹۷	۱۳	بچه	صبر
۲۹۸	۱۱	بجانب	بجناب حق عزاسمہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۹۸	۱۹	نماید	نمایند
〃	۲۱	خودیها	خوردیها
۲۹۹	۲	جوی	بُوئی
〃	۳	قصبه لاهور	قصد سفر لاہور
〃	۷	توفیق	موفق
〃	۱۶	بود درین	بود کہ ذوق
۰	۰	۰	غربت درین
〃	〃	وقت	وقت است
〃	۲۱	دهد	دست دہد
۳۰۰	۱	باشند	باشد
〃	۸	روست راست	راست براست
〃	۱۵	نصر کوتاهے	نظر بکوتاہی
۰	۰	۰	ودرازے
〃	۱۹	بگذارند	بگذراند
〃	۲۰	رانگینی	رنگینی
۳۰۱	۸	وذوقے	ذوقے
〃	۱۸	کارها	کار
۳۰۲	۹	بیامن حسن	بیان حسن
۰	۱۰	جای	جای خود
۳۰۵	۱۸	بنویسید	بنویسند

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰۵	۱۹	خدا وند	خدا داند
〃	۲۰	پوست	وپوست
۳۰۷	۱۷	دوصحو	کہ صحو
۳۰۸	۱۲	عشرت	عزلت
۳۰۹	۱۹		تو مرا میخواہی
۳۱۰	۵	ست لذیذ	اوست لذیذ
۳۱۱	۳	دورم	ورم
۳۱۱	۳	اکثر	واکثر
〃	۴	وبجوہر	بجوہر
〃	۱۷	وا	را
۳۱۲	۳	تمسک گشتہ	تمسک
۳۱۳	۱	خراجی	فراخی
〃	۲۰	الشرح	شرح
۳۱۴	۳	طیب الغنی	طب النبی
۳۱۶	۹	حادیث	احادیث
۳۱۶	۵	تکلیف	تکلف
〃	۶	وبیرون	بیرون
۳۱۸	۱	صدق	الصدق
〃	۱۲	دولت	دلت
۳۱۹	۲	ماخوذ	تاماخوذ

تمت

خاتمۃ الطبع

بعون توفیق حضرت حق سبحانہ این کتاب مستطاب منظور نظر اولی الالباب یعنی مجموعہ مکتوبات شریف سند المحدثین سید المحققین زبدۃ العارفین قدوۃ الکاملین برگزیدۂ جناب باری حضرت شیخ اجل ابوالمجد عبدالحق محدث دہلوی البخاری قدس اللہ سرہ مشتمل بر شصت و ہشت رسالہ کہ ہریک ازان کتابی ست حاوی مسائل شریعت وجامع فوائد طریقت حسب فرمایش مولانا الفاضل اولسنا مولوی محمد انوار الحق صاحب حقی میرمنشی رزیڈنٹی راجپوتانہ سلمہ اللہ تعالے در مطبع مجتبائی محمد ممتاز علی واقع دہلی بزیور اختتام محلی گشتہ مفید طالبان گردید

اشتہار

یہہ کتاب بموجب ایکٹ بست و پنجم ۲۵ شنہ ۱۸۶۷ عیسوے درج رجسٹر ہوگئے ہے کوئی صاحب بدون اجازت احقر قصد طبع نفرمائین ٭

المشہر

محمد انوار الحق عفی عنہ ولوالدیہ